

ایمان لانا

ایمان کرنا

محبت کرنا

دفاع کرنا

دین کا نصرت کرنا

ادب کرنا

دُور بھیجنا

دُشمن سے دوستی اور
دُشمن سے دشمنیاہل بیت اور اہل کفر کے
محبت کرنا

جفا کرنے سے اجتناب

حقوق

ﷺ

رحمۃ للعالمین

مُحَمَّد قَبَائِلُ کِیْلَانِی

جَلَالِیَّتِ پَبَلِیْکِشَانِز

وہو شہرہ مسعودیہ لاہور پاکستان

82/60/

24

کتاب حقوق رَحْمَةُ لِلْعَالَمِينَ

تفہیم السنۃ

حقوق محمد ﷺ للعباد

مُحَمَّدُ ابْنُ کَیْدَانِی

حَدِیثِ پَبْلِکِشَنز

2- شیش محل روڈ، لاہور، پاکستان



جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

مختار رحمة اللہ علیہ

- نام کتاب :
مؤلف :
اہتمام :
طبع :
کمپوزنگ :
ناشر :
قیمت :
- محمد اقبال کیلانی بن مولانا حافظ محمد ادریس کیلانی مدظلہ
خالد محمود کیلانی
ریاض احمد کیلانی
ہارون الرشید کیلانی
پیشانی پبلیکیشنز
= روپے

لئے کا پتہ

مینجر حدیث پبلیکیشنز
2- شیش محل روڈ • لاہور • پاکستان
☎ 0300-4903927

فہرست

صفحہ نمبر	نام ابواب	اَسْمَاءُ الْاَبْوَابِ	نمبر شمار
8	بسم اللہ الرحمن الرحیم	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ	1
81	پہلا حق..... آپ ﷺ پر ایمان لانا	اَلْحَقُّ الْاَوَّلُ..... اَلْاِیْمَانُ بِہِ ﷺ	2
92	دوسرا حق..... آپ ﷺ کی اتباع کرنا	اَلْحَقُّ الثَّانِی..... اِتِّبَاعُہِ ﷺ	3
105	تیسرا حق..... آپ ﷺ سے محبت کرنا	اَلْحَقُّ الثَّالِث..... مَحَبَّتُہِ ﷺ	4
122	چوتھا حق..... آپ ﷺ کا دفاع کرنا	اَلْحَقُّ الرَّابِع..... اَلدَّفْعُ عَنْہِ ﷺ	5
136	پانچواں حق..... آپ ﷺ کے دین کی نصرت کرنا	اَلْحَقُّ الْخَامِس..... اَلنَّصْرُ لِدیْنِہِ ﷺ	6
144	چھٹا حق..... آپ ﷺ کا ادب کرنا	اَلْحَقُّ السَّادِس..... تَوْقِیْرُہِ ﷺ	7
160	ساتواں حق..... آپ ﷺ پر درود شریف بھیجنا	اَلْحَقُّ السَّابِع..... الصَّلَاةُ عَلَیْہِ ﷺ	8
166	آٹھواں حق..... آپ ﷺ کے دوستوں سے دوستی کرنا اور آپ ﷺ کے دشمنوں سے دشمنی رکھنا	اَلْحَقُّ الثَّامِن..... مَوَالَاةُ اَوْلِیَائِہِ وَ بُغْضُ اَعْدَائِہِ ﷺ	9
179	نواں حق..... آپ ﷺ کے اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرنا	اَلْحَقُّ التَّاسِع..... مَحَبَّةُ اَہْلِ بَیْتِہِ وَ صَحَابَتِہِ ﷺ	10
186	دسواں حق..... آپ ﷺ سے جفا نہ کرنا	اَلْحَقُّ الْعَاشِر..... اِجْتِنَابُ عَنِ الْجَفَاءِ مَعَ النَّبِی ﷺ	11
189	آپ ﷺ کی توہین کرنے والے کی سزا	عُقُوْبَةُ مَنْ اَہَانَہِ ﷺ	12

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ !

تیرے رب کی قسم ! وہ لوگ مومن نہیں

ہر طرح کی حمد و ثناء صرف اس ذات پاک کے لئے جس کے علاوہ کوئی الہ نہیں، جو ہمارا خالق اور رازق ہے، جو حی اور قیوم ہے، جو علیم و خبیر ہے، جو سمیع و بصیر ہے جس نے حضرت محمد بن عبد اللہ ﷺ کو مطاع بنا کر مبعوث فرمایا۔

بے حد و حساب صلوٰۃ و سلام سید المرسلین، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین حضرت محمد بن عبد اللہ ﷺ پر جنہوں نے گالیاں سنیں، طعنے سہے، پتھر کھائے لیکن حق رسالت ادا کیا، جنہیں عمر بھر اپنی امت کی مغفرت اور بخشش کی فکر لاحق رہی، جو رات کی تنہائیوں میں آنسو بہا کر اپنی امت کے لئے جنت کی بھیک مانگتے رہے، جو روز قیامت بار بار اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو کر اپنی امت کی شفاعت کے لئے دعا فرمائیں گے۔

پس ہم پر فرض ہے کہ :

آپ ﷺ پر ایمان لائیں ❀ آپ ﷺ کی اطاعت اور پیروی کریں
 آپ ﷺ سے محبت کریں ❀ آپ ﷺ کا ادب کریں ❀ آپ
 ﷺ پر صلوة و سلام بھیجیں ❀ آپ ﷺ کی عزت کا دفاع کریں ❀ آپ
 ﷺ کے دین کی نصرت کریں ❀ آپ ﷺ کے اہل بیت اور صحابہ کرام
 ﷺ سے محبت کریں ❀ آپ ﷺ کے دوستوں سے دوستی اور دشمنوں سے
 دشمنی کریں اور ❀ آپ ﷺ سے جفا نہ کریں۔

لیکن.....!

❀ اے ہوش و گوش رکھنے والو !

❀ اے بصیرت اور بصارت رکھنے والو !

❀ اور اے عقل و خرد سے کام لینے والو !

ذرا غور کرو :

❀ وہ ایمان جو آپ ﷺ کی اطاعت نہ سکھائے کس کا کم کا؟

❀ وہ محبت جو آپ ﷺ کی سنت مطہرہ پر چلنا نہ سکھائے کس کا کم کی؟

❀ وہ ادب جو آپ ﷺ کی احادیث مبارکہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنا نہ

سکھائے کس کا کم کا؟

❁ وہ صلوٰۃ و سلام جو آپ ﷺ کی پیروی کا جذبہ پیدا نہ کرے کس کام کا؟

❁ وہ دوستی جو آپ ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کا سلیقہ نہ سکھائے کس کام کی؟

❁ دین کا علم سر بلند رکھنے کی دُھن جو آپ ﷺ کے اُسوہ حسنہ پر نہ چلائے کس کام کی؟

❁ آپ ﷺ کی عزت اور ناموس پر مر مٹنے کا جذبہ جو آپ ﷺ کی اتباع نہ سکھائے کس کام کا؟

❁ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وہ احترام، جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسا اطاعت گزار اور فرمانبردار نہ بنائے کس کام کا؟

گویا..... آپ ﷺ کے تمام حقوق کا حاصل تو بس ایک ہی ہے
آپ ﷺ کی مکمل اطاعت اور فرماں برداری !

تو پھر..... !

جو لوگ حیلوں بہانوں سے جانتے بوجھتے آپ ﷺ کے فرامین اور فیصلوں کو پس پشت ڈالیں یا تاویلات اور توجیہات کے ذریعے جانتے بوجھتے آپ ﷺ کی سنت مطہرہ سے انحراف کریں.....

اللہ کی قسم وہ مومن نہیں !

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا

شَجَرَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيْٓ أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا

قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝﴾ (65:4)

”تیرے رب کی قسم! لوگ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک وہ

اپنے باہمی اختلافات میں تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو بھی

فیصلہ تم کرو اس پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ اسے

سر بسر تسلیم کر لیں۔“ (سورہ النساء، آیت 65)

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ

يَا أَرْحَمَ الرَّحِمِينَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ
أَمَّا بَعْدُ !

قریشی سردار عبدالمطلب کے ہاں دس بیٹے پیدا ہوئے تو انہوں نے اپنی نذر کے مطابق ان میں سے ایک بیٹے کو قربان کرنے کے لئے قرعہ ڈالا جو عبد اللہ کے نام نکلا۔ خاندان والوں نے عبد اللہ کی جان بچانے کے لئے غور و فکر کیا تو ایک نجومی خاتون نے اس کا یہ حل بتایا کہ عبد اللہ اور دس اونٹوں کے درمیان قرعہ ڈالیں اگر قرعہ عبد اللہ کے نام نکلے تو دس اونٹوں کا اضافہ کر کے پھر قرعہ ڈالیں حتیٰ کہ قرعہ اونٹوں کے نام نکل آئے۔ اونٹوں کی تعداد جب سو ہو گئی تو قرعہ عبد اللہ کے بجائے اونٹوں کے نام نکلا، چنانچہ عبد اللہ کے بجائے سواونٹ قربان کر دیئے گئے۔^① آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے میں دو ذبیح کی اولاد ہوں یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت عبد اللہ کی۔

آپ ﷺ کی ولادت باسعادت (عام الفیل 1 ولادت):

عبد اللہ بن عبدالمطلب کے ہاں 9 ربیع الاول عام الفیل، بروز سوموار بوقت صبح آپ ﷺ کی پیدائش ہوئی۔ پیدائش سے صرف دو ماہ قبل آپ ﷺ کے والد عبد اللہ 25 سال کی عمر میں شام سے مکہ واپس آتے ہوئے یثرب کے مقام پر فوت ہو چکے تھے، لہذا ادا عبدالمطلب نے آپ ﷺ کا

① یاد رہے کہ اس واقعہ سے قبل دیت کی مقدار دس اونٹ تھی لیکن اس واقعہ کے بعد دیت کی مقدار سواونٹ مقرر کر دی گئی۔ اسلام نے بھی اس مقدار کو برقرار رکھا۔



نام ”محمد“ رکھا۔ اچھی پرورش کے لئے آپ ﷺ کو قبیلہ بنو سعد بن بکر کی خاتون حلیمہ بنت زویب کے حوالے کیا۔ پانچویں یا چھٹے سال شق صدر کا واقعہ پیش آیا تو حلیمہ سعدیہ کسی غیر متوقع خطرے سے بچنے کے لئے حضرت محمد ﷺ کو فوراً مکہ واپس لے آئیں اور انہیں ان کی والدہ سیدہ آمنہ کے حوالے کر دیا۔

سیدہ آمنہ کی وفات (6 ولادت):

ولادت کے چھٹے سال سیدہ آمنہ اپنے یتیم بچے حضرت محمد ﷺ اور اپنی خادمہ ام ایمن (عبداللہ بن عبدالمطلب کی حبشی لونڈی جن کا اصل نام برکت تھا) کو ساتھ لے کر اپنے شوہر کی قبر کی زیارت کے لئے یثرب گئیں، واپسی پر ابواء کے مقام پر سیدہ آمنہ بھی آپ ﷺ کو داغ مفارقت دے گئیں۔ عبدالمطلب اپنے پوتے کو لے کر مکہ واپس آ گئے۔

عبدالمطلب کی وفات (8 ولادت):

والد اور والدہ کی وفات نے قدرتی طور پر آپ کے دادا عبدالمطلب کو آپ کے لئے بہت مہربان بنا دیا، لیکن صرف دو سال بعد یعنی 8 سال دو مہینے اور دس دن کی عمر میں عبدالمطلب بھی رحلت کر گئے اور وصیت کے مطابق ابوطالب آپ ﷺ کے کفیل بنے۔

ابوطالب کی کفالت (8 تا 48 ولادت):

جناب ابوطالب نے مسلسل چالیس سال آپ ﷺ کی اس طرح کفالت فرمائی کہ کفالت کا واقعی حق ادا کر دیا۔ ہر طرح کے نشیب و فراز اور سرد و گرم حالات میں آپ ﷺ کا مکمل ساتھ دیا۔

سیدہ خدیجہؓ سے شادی (25 ولادت):

مکہ میں کچھ عرصہ آپ ﷺ بکریاں چراتے رہے پھر حضرت خدیجہؓ کی پیشکش پر تجارت کے



لئے شام تشریف لے گئے۔ حضرت خدیجہؓ نے تجارت میں آپؐ کی الملت اور خیر و برکت دیکھ کر نکاح کا پیغام بھجوادیا جسے آپؐ نے قبول فرمالیا۔ آپؐ نے مہر میں 20 اونٹ دیئے۔ اس وقت رسول اکرم ﷺ کی عمر مبارک 25 سال اور حضرت خدیجہؓ کی عمر 40 سال تھی۔

حجر اسود کی تنصیب (35 ولادت):

قریش مکہ نے بیت اللہ شریف کی خستہ حال عمارت کو نئے سرے سے تعمیر کرنا شروع کیا تو حجر اسود کی تنصیب پر جھگڑا کھڑا ہو گیا کہ یہ شرف کون حاصل کرے؟ خون خرابہ تک نوبت پہنچ گئی بالآخر ابو امیہ مخزومی نے یہ تجویز پیش کی کہ صبح سب سے پہلے جو شخص مسجد حرام کے دروازے سے داخل ہو وہ اس جھگڑے کا فیصلہ کرے۔ تجویز قبول کر لی گئی۔ اس وقت تک آپؐ اپنی شرافت، امانت اور سچائی کی وجہ سے اہل مکہ میں صادق اور امین کے لقب سے مشہور ہو چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا کرنا یہ ہوا کہ اس تجویز کے بعد سب سے پہلے مسجد حرام کے دروازہ سے آپؐ تشریف لائے۔ سارے سردار بیک زبان پکار اٹھے ”صادق اور امین آ گئے۔“ آپؐ نے حجر اسود کو ایک چادر پر رکھنے کا حکم دیا، پھر تمام قبائل کے سرداروں کو چادر اٹھانے کا حکم دیا۔ مطلوبہ بلندی پر پہنچنے کے بعد اپنے دست مبارک سے پتھر اٹھا کر اس کی مقررہ جگہ پر رکھ دیا اور یوں آپؐ کی دانائی اور فراست سے بہت بڑا خطرہ ٹل گیا۔

غارِ حرا میں عبادت (37 تا 40 ولادت):

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آپؐ تنہائی پسند ہو گئے۔ بعثت مبارک سے کم و بیش تین سال قبل آپؐ نے غارِ حرا میں جانا شروع کر دیا جہاں آپؐ اللہ تعالیٰ کا کلمہ فرماتے اور امور کائنات پر غور و فکر فرماتے۔ بعثت مبارک سے 6 ماہ قبل آپؐ کو خواب میں ایسے واقعات نظر آنے لگے جو دن کے وقت آپؐ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے۔ یعنی سلسلہ نبوت کی ابتداء سچے خوابوں سے ہوئی۔

وحی کی ابتداء (40 ولادت):

قمری حساب سے جب آپؐ کی عمر مبارک چالیس سال چھ ماہ بارہ دن ہو گئی تب پہلی بار حضرت



جبریل علیہ السلام 21 رمضان المبارک، بروز سوموار، ۱ سورۃ اعلق کی پہلی پانچ آیات کے ساتھ غار حراء میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ خوفزدہ ہو کر گھر پہنچے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو اطمینان دلایا اور اپنے عمر رسیدہ چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ ورقہ نے آپ ﷺ کو نبوت کی بشارت دی اور کہا ”قوم آپ کو یہاں سے نکال دے گی۔“ اور ساتھ یہ بھی کہا ”اگر میں نے تمہارا زمانہ پایا تو تمہاری ہر طرح سے مدد کروں گا۔“ لیکن ورقہ جلد ہی اس کے بعد فوت ہو گئے۔

فترۃ الوحی

پہلی وحی کے بعد آپ ﷺ پر خوف کی جو کیفیت طاری ہوئی اسے زائل کرنے کے لئے نیز آپ ﷺ میں وحی کی آمد کا شوق پیدا کرنے کے لئے چند دنوں تک وحی کا سلسلہ بند کر دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ بندش وحی کی کل مدت دس یوم تھی۔ (واللہ اعلم) بندش وحی کی اس مدت کو ”فترۃ الوحی“ کہا جاتا ہے۔

دوسری وحی:

فترۃ الوحی کے بعد دوسری وحی کا آغاز یوں ہوا کہ ایک روز آپ مکہ کے محلہ اجیاد کے بازار میں جارہے تھے کہ راستے میں اچانک ایک آواز سنی، سر اٹھا کر دیکھا تو زمین و آسمان کے درمیان حضرت جبریل علیہ السلام کو ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ یہ دیکھ کر آپ ﷺ سخت خوفزدہ ہو گئے۔ گھر تشریف لائے اور فرمایا ”مجھے چادر اوڑھاؤ، مجھے چادر اوڑھاؤ۔“ جس پر سورہ مدثر کی پہلی سات آیات مبارکہ نازل ہوئیں۔ اس کے بعد وحی کے نزول کا سلسلہ لگا تار شروع ہو گیا۔

تین سالہ خفیہ دعوت کا دور (1 تا 3 نبوت):

دوسری وحی میں آپ ﷺ کو دعوت کی ابتداء کرنے کا حکم دیا گیا تھا، چنانچہ آپ ﷺ نے دعوت کی ابتداء اپنے گھر سے کی۔ پہلے روز آپ ﷺ کی دعوت پر ① آپ ﷺ کی اہلیہ محترمہ ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، ② انھیں کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، ③ آپ ﷺ کے چچا زاد بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ④ آپ ﷺ کے جگری دوست حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت پر ⑤ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، ⑥ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، ⑦ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، ⑧ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور ⑨ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔

سابقون الاولون کے اس خوش نصیب گروہ میں ⑩ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ، ⑪ سیدنا حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ، ⑫ حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ، ⑬ حضرت ارقم بن ابوالاقرم رضی اللہ عنہ، ⑭ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ، ⑮ حضرت قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ، ⑯ حضرت عبداللہ بن مظعون رضی اللہ عنہ، ⑰ عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ، ⑱ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ، ⑲ حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا (حضرت سعید بن رضی اللہ عنہ کی بیوی)، ⑳ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ، ㉑ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، ㉒ حضرت بدالاسد بن بلال رضی اللہ عنہ، ㉓ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ، ㉔ حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ، ㉕ حضرت سب بن عثمان رضی اللہ عنہ، ㉖ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا (حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی)، ㉗ حضرت اسماء بنت عباس رضی اللہ عنہا اور ㉘ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے اسماء گرامی شامل ہیں۔

تین سالہ دعوت کا دوراگرچہ خفیہ تھا تاہم قریش کو اس کی کچھ نہ کچھ خبر ہو چکی تھی، لیکن انہوں نے اس دعوت کو کچھ زیادہ اہمیت نہ دی۔

اعزہ واقارب کو دعوت (4 نبوت):

تین سال کے بعد آپ ﷺ کو حکم دیا گیا ﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ یعنی ”اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ۔“ (سورۃ الشعراء، آیت 214) آپ ﷺ نے بنو ہاشم کے 45 افراد کو بلایا۔ ابولہب نے آپ ﷺ کی گفتگو سے قبل ہی آپ ﷺ کو ”نادانی اور شری پسندی“ سے باز رہنے کی ڈانٹ ڈپٹ کی اور مجلس پر خاست ہو گئی۔ دوسری مرتبہ آپ ﷺ نے پھر بنو ہاشم کو اکٹھا کیا اور حمد و ثناء کے بعد توحید اور آخرت پر گفتگو فرمائی۔ ابوطالب نے آپ ﷺ کی حوصلہ افزائی کی اور سب کے سامنے یہ اعلان کیا ”میں تمہاری حفاظت اور مدد کروں گا تمہیں جس بات کا حکم ہوا ہے، اسے انجام دو۔“ ابولہب نے اس بار بھی بدتمیزی کی۔ جناب ابوطالب کی حوصلہ افزائی سے ہمت پا کر ایک روز آپ ﷺ نے کوہ صفا پر چڑھ کر ((يَا صَبَاحًا)) کا اعلان فرمایا۔ قبائل قریش اکٹھے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے توحید و رسالت اور آخرت پر بڑا موثر



خطبہ ارشاد فرمایا جس کے جواب میں ابولہب نے کہا ”تیرے لئے بربادی ہو، کیا تو نے اس مقصد کے لئے ہمیں اکٹھا کیا تھا؟“ آپ ﷺ نے تو ابولہب کی اس بدتمیزی اور گستاخی کے جواب میں خاموشی اختیار فرمائی لیکن اللہ تعالیٰ نے سورۃ لہب نازل فرمادی۔

دعوت عام کا حکم (4 نبوت):

اعزہ واقرباء کو دعوت دینے کے بعد حکم ہوا ﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ﴾ یعنی ”جس بات کا آپ کو حکم دیا گیا ہے اسے علی الاعلان کہو اور مشرکین (کے رد عمل) کی پرواہ نہ کرو۔“ (سورہ الحجر، آیت نمبر 94) یہ مرحلہ پہلے مرحلے سے بھی کٹھن اور مشکل تھا۔ علی الاعلان اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے ساتھ معبودان باطل کی مذمت مشرکین کے لئے ناقابل برداشت تھی، چنانچہ آپ ﷺ کو سمجھانے بچھانے کے لئے قریش مکہ نے وفد کی شکل میں آپ ﷺ کے سب سے بڑے حمایتی ابوطالب سے ملاقات کی، ابوطالب نے نرم گرم لہجے میں بات کر کے وفد کو واپس کر دیا۔ قریش مکہ نے استہزاء، ٹھٹھا، توہین، تضحیک اور الٹے سیدھے اعتراضات کے ذریعہ آپ ﷺ کی منزل کھوٹی کرنے کی کوشش کی، دھمکیاں بھی دیں، دولت کا لالچ، سرداری اور حکومت کی پیش کش بھی کی، گانے بجانے، فحاشی اور بے حیائی کا ہتھیار بھی استعمال کیا، تمام ہتھکنڈوں میں ناکامی کے بعد مشرکین ظلم اور تشدد پر اتر آئے۔ حرم شریف میں عقبہ بن ابی معیط کا آپ ﷺ کے گلے میں چادر ڈال کر قتل کرنے کی کوشش کرنا، عتیبہ بن ابولہب کا آپ ﷺ پر حملہ آور ہو کر کرتا پھاڑ دینا اور آپ ﷺ پر تھوکنے کی کوشش کرنا، ابو جہل کا دوران نماز آپ ﷺ پر حملہ آور ہونا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا، حضرت زبیرہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام عیسٰی رضی اللہ عنہا، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ پر بے پناہ ظلم کی داستانیں اس نئے دین کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے ہی معرض وجود میں آئیں۔ ظلم و جور کے اس دور میں گلے میں رسی ڈال کر گلیوں میں گھسیٹنا، تہمتی ریت پر لٹا کر اوپر بھاری پتھر رکھ دینا، چٹائی میں لپیٹ کر دھواں دینا، لوہے کی بیڑیاں پہنا کر گرم پتھروں پر لٹانا، اونٹ یا گائے کی کچی کھال میں لپیٹ کر دھوپ میں ڈال دینا، آگ کے دھکتے انگاروں پر لٹا دینا، لوہے کی گرم سلاخوں سے جسم داغنا، سر کے بال نوچنا، جوتوں سے مار پیٹ کرنا، بھوکا اور پیاسا رکھنا،



باندھ کر ڈنڈوں سے مارنا، یہ سب وحشیانہ طریقے تھے سزا دینے کے اُن مردوں اور عورتوں کو جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے والے تھے۔

ہجرت حبشہ (5 نبوت):

ظلم و ستم کا طوفان بڑھنے لگا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہجرت حبشہ کی اجازت دے دی۔ بارہ مرد اور چار عورتیں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی امارت میں رات کی تاریکی میں مکہ سے نکلے اور بحر احمر میں کشتی کے ذریعہ بحیریت حبشہ پہنچ گئے۔ قریش مکہ نے تعاقب کیا مگر ناکام رہے۔ ہجرت حبشہ میں مسلمانوں کی کامیابی اور قریش مکہ کی ناکامی نے ظلم و ستم کے طوفان میں اور بھی اضافہ کر دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تھوڑی مدت بعد 83 مردوں اور 18 عورتوں پر مشتمل ایک اور جماعت حبشہ کی طرف ہجرت کر گئی۔ قریش مکہ کے لئے یہ صورت حال سخت ناگوار تھی کافی سوچ بچار کے بعد قریش مکہ نے عمرو بن عاص اور عبد اللہ بن ربیعہ کو شاہ حبشہ (نجاشی) کے پاس سفیر بنا کر بھیجا کہ ہمارے ملک کے باغی فرار ہو کر آپ کے ملک میں پناہ گزیں ہوئے ہیں، انہیں ہمارے حوالے کیجئے۔ نجاشی نے مسلمانوں کو دربار میں طلب کیا، فریقین کی گفتگو سنی اور مسلمانوں کے حق میں فیصلہ دیتے ہوئے کہا ”تم لوگ (یعنی مسلمان) میری سلطنت میں آرام سے رہو، ہمیں ستانے کے لئے اگر کوئی مجھے سونے کا پہاڑ بھی دے تو میں قبول نہیں کروں گا۔“ قریش کے سفیروں کو ان کے لائے ہوئے ہدیئے واپس کر دیئے اور یوں قریش کا وفد بے آبرو ہو کر اٹنے پاؤں واپس مکہ آ گیا۔

ابوطالب پر دباؤ:

حبشہ سے ناکامی کے بعد قریش مکہ نے ابوطالب پر دباؤ بڑھانے کا فیصلہ کیا، چنانچہ قریش کا وفد دوبارہ ابوطالب کے پاس آیا اور دھمکی دی کہ ”آپ محمد ﷺ کو روکیں ہم نہیں یا وہ نہیں۔“ ابوطالب نے حضرت محمد ﷺ کو بلا کر آگاہ کیا تو آپ ﷺ نے اذلول العزی اور استقامت پر مبنی وہ تاریخی جواب دیا جس نے ابوطالب سمیت تمام قریشی سرداروں کو ہلا کر رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”اگر یہ لوگ میرے واسطے ① کاش! مجاہدین کو ڈانڈوں کے عوض کفار کے ہاتھوں فروخت کرنے والے بد نصیب اور بزدل مسلمان بھران حضرت نجاشی کے ان تاریخی الفاظ پر غور کریں؟

ہاتھ پر سورج اور بانیں ہاتھ پر چاند لا کر رکھ دیں تب بھی میں اپنے کام سے باز نہیں آؤں گا حتیٰ کہ اللہ اس دین کو غالب کر دے یا میں اس راہ میں ہلاک ہو جاؤں۔“ ابوطالب نے کہا ”بیٹا! جاؤ جو چاہو کرو، واللہ! میں تمہیں کبھی بے یار و مددگار نہیں چھوڑوں گا۔“

- قاتلانہ حملے (6 نبوت):

ابوطالب کے طرز عمل سے مایوس ہو کر ابو جہل نے آپ ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ آپ حرم شریف میں نماز پڑھ رہے تھے جب آپ ﷺ سجدہ میں گئے تو ابو جہل بھاری پتھر لے کر آگے بڑھتا کہ آپ ﷺ کے سر مبارک پر دے مارے، لیکن جب قریب پہنچا تو اچانک مضبوط الحواس ہو کر واپس بھاگا۔ لوگوں نے سبب پوچھا تو کہنے لگا ”میرے اور محمد کے درمیان ایک اونٹ آ گیا تھا جو مجھے کھانے لگا تھا۔“ قتل کی دوسری کوشش عقبہ بن ابی معیط نے کی۔ آپ ﷺ حرم میں تشریف لائے تو مشرکین تیک بارگی آپ ﷺ پر ٹوٹ پڑے۔ عقبہ بن ابی معیط نے آپ ﷺ کے گلے میں چادر ڈالی اور سختی سے آپ ﷺ کا گلا گھونٹا، اتنے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آ پہنچے اور شدید کشمکش کے بعد آپ ﷺ کی جان بچائی۔ ابی بن خلف آپ ﷺ کو بار بار قتل کی دھمکیاں دیتا رہا، لیکن قتل کرنے کی ہمت نہ کر سکا۔ ظلم و جور کی اسی فضا میں حضرت عمر بن خطاب بھی آپ ﷺ کو قتل کرنے کے ارادے سے نکلے، لیکن سورہ طہ کی پُر سوز آیات سن کر نقد جاں ہار بیٹھے۔ یہ نبوت کے چھبے سال کا واقعہ ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے صرف تین روز قبل حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی اسلام لا چکے تھے۔

مذاکرات کی آخری کوشش:

اس بار قریش مکہ نے عقبہ بن ربیعہ کو براہ راست رسول اکرم ﷺ سے مذاکرات کے لئے بھیجا۔ عقبہ نے آپ ﷺ کو مال و دولت، سرداری، بادشاہت اور علاج معالجہ ہر طرح کی پیش کش کی۔ آپ ﷺ نے جواب میں سورہ حم السجدہ کی تلاوت فرمائی۔ عقبہ خاموشی سے سنتا رہا۔ سورہ مکمل ہونے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا ”عقبہ! اب تم جانو اور تمہارا کام.....“ عقبہ گم سم واپس چلا آیا اور قریش مکہ سے آ کر کہا ”واللہ! یہ کلام نہ شاعری ہے نہ جادو ہے نہ کہانت..... اس کلام کے ذریعہ بہت بڑا معرکہ برپا ہوگا، لہذا



میری مانو تو محمد (ﷺ) کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔“ اور یوں مذاکرات کی آخری کوشش بھی ناکام ہو گئی۔

آپ ﷺ کے قتل کی انتہائی گھناؤنی سازش (7 نبوت):

قبائلی حمیت کے باعث بنو ہاشم اور بنو مطلب کے مسلمان اور کافر دونوں گروہ آپ ﷺ کی پشت پناہی کر رہے تھے۔ مشرکین مکہ نے آپس میں یہ طے کیا کہ جب تک بنو ہاشم اور بنو مطلب، محمد (ﷺ) کو قتل کرنے کے لئے ہمارے حوالے نہیں کرتے تب تک ان کے ساتھ میل جول، شادی بیاہ، اور لین دین نہیں کریں گے۔ اس ظالمانہ معاہدے کی تحریر خانہ کعبہ کے اندر لٹکا دی گئی، بایں کاٹ سے مجبور ہو کر بنو ہاشم اور بنو مطلب کو حُعب ابی طالب میں منتقل ہونا پڑا، جہاں ان کی زندگی اس قدر تنگ کر دی گئی کہ بھوک سے روتے بلکتے بچوں اور عورتوں کی آوازیں گھٹائی سے باہر دور دور تک سنائی دیتیں۔ محصورین درختوں کے پتے اور چمڑا کھا کر گزارا کرتے۔ مشرکین نہ تو باہر سے غلہ اندر جانے دیتے نہ ہی محصورین کو خود غلہ خریدنے دیتے بلکہ مہنگے داموں خود خرید لیتے۔ بنو ہاشم اور بنو مطلب نے رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کے لئے مسلسل تین سال اسی بے بسی اور کسمپرسی کی حالت میں گزارے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ دیکھئے کہ تین سال بعد مشرکین مکہ میں سے ہی بعض خدا ترس سرداروں کی کوششوں سے یہ ظالمانہ معاہدہ ختم ہوا اور مسلمانوں کو قدرے سکھ کا سانس نصیب ہوا۔

رنج و غم کا سال (10 نبوت):

شعب ابی طالب سے رہائی کے صرف چھ ماہ بعد ابو طالب انتقال کر گئے اور اس کے صرف تین دن بعد آپ ﷺ کی غمگسار رقیقہ حیات حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی داغ مفارقت دے گئیں جس کے بعد مشرکین مکہ کی جراتیں بہت زیادہ بڑھ گئیں۔ اس سال کو عام الحزن (غم کا سال) کہا جاتا ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے صرف ایک ماہ بعد آپ ﷺ نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ اس وقت حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی عمر پچاس برس تھی اور آپ ﷺ کی عمر مبارک بھی پچاس برس تھی۔

پتھروں کی بارش میں (10 نبوت):

اہل مکہ کے طرز عمل سے مایوس ہو کر آپ ﷺ اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے

ساتھ طائف تشریف لے گئے۔ تین سرداروں عبدیلیل، مسعود اور حبیب ثقفی (تینوں حقیقی بھائی تھے) سے ملاقات ہوئی۔ آپ ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی، تینوں نے نہ صرف زبانی بدتمیزی اور گستاخی کی بلکہ عملاً اوباش نوجوانوں کو آپ ﷺ کے پیچھے لگا دیا جو آپ ﷺ پر آوازے کتے اور پتھر برساتے رہے۔ آپ ﷺ نے طائف سے باہر ایک باغ میں پناہ لی، جہاں اللہ کے حضور بڑی دردمندانہ اور عاجزانہ عرضداشت پیش کی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کی ”اللہ نے آپ کے پاس پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے اگر آپ اسے حکم دیں تو یہ اہل مکہ کو دو پہاڑوں کے درمیان کچل دے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا ”نہیں! مجھے امید ہے اللہ ان کی نسل سے موحّد لوگ پیدا فرمائے گا۔“

طائف سے واپسی پر آپ ﷺ نے وادی نخلہ میں قیام فرمایا، جہاں جنوں نے آپ ﷺ کی زبان مبارک سے قرآن مجید سنا اور ایمان لائے۔

مکہ داخل ہونے سے قبل آپ ﷺ کوہ حرا کے پاس ٹھہر گئے۔ ایک آدمی کے ذریعہ پہلے افس بن شریق اور پھر سہیل بن عمرو کو امان دینے کا پیغام بھیجا، دونوں نے معذرت کر دی پھر آپ ﷺ نے مطعم بن عدی کو پیغام بھیجا تو اس نے آپ ﷺ کو امان دی اور آپ ﷺ کو اپنے گھر واپس تشریف لائے۔

امید کی پہلی کرن (11 نبوت):

حج کے موقع پر آپ ﷺ لوگوں کو دعوت اسلام دینے کے لئے نکلے۔ منیٰ کی گھاٹی میں یثرب کے ایک قافلہ سے آپ ﷺ کی ملاقات ہوئی یہ قبیلہ خزرج کے چھ خوش نصیب افراد تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے سامنے قرآن مجید کی تلاوت فرمائی تو انہوں نے فوراً اسلام قبول کر لیا اور اسلام کے داعی بن کر یثرب واپس لوٹے۔ اسی سال آپ ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اس وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر چھ سال تھی، رخصتی مدینہ منورہ میں، ہجرت کے پہلے سال ہوئی اس وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر 9 سال تھی۔

آسمانوں کی بلند یوں پر (12 یا 13 نبوت):

حضرت جبرائیل علیہ السلام کی معیت میں آپ ﷺ بیت اللہ شریف سے براق پر بیت المقدس تشریف



لے گئے وہاں آپ ﷺ نے تمام انبیاء کی امامت فرمائی۔ بیت المقدس سے آسمانوں کی طرف روانہ ہوئے۔ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے، دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے، تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام سے، چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام سے، پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام سے، چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوں پھر سدرۃ المنتہیٰ کے قریب اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے دربار میں (بلا دیدار) حاضری ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تین تحفے عنایت فرمائے:

①..... پچاس نمازیں (جو تخفیف کے بعد پانچ ہوئیں)

②..... سورہ بقرہ کی آخری دو آیات۔

③..... شرک نہ کرنے والے کے لئے مغفرت کا وعدہ

اس کے بعد آپ ﷺ کو جنت اور جہنم کا مشاہدہ کرایا گیا، پھر واپسی ہوئی، مکہ پہنچ کر آپ نے قوم کو آگاہ کیا تو قوم نے تکذیب کی، استہزاء کیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سنتے ہی بلا تامل تصدیق کر دی اور ”صدیق“ کا لقب پایا۔

بیعت عقبہ اولیٰ (12 نبوت):

حج کے موسم میں یثرب سے بارہ آدمی آپ ﷺ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے، ان میں سے پانچ حضرات گزشتہ سال ایمان لانے والے تھے اور سات نئے افراد تھے۔ منیٰ کی گھاٹی میں خفیہ طور پر ملاقات ہوئی۔ آپ ﷺ نے تمام حضرات سے درج ذیل امور پر بیعت لی ① شرک نہیں کریں گے ② چوری نہیں کریں گے ③ زنا نہیں کریں گے ④ اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گے ⑤ کسی پر تہمت نہیں لگائیں گے اور ⑥ آپ ﷺ کی اطاعت کریں گے۔ بیعت کے بعد آپ ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو بطور مبلغ ان کے ہمراہ یثرب بھیج دیا۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے حکیمانہ اسلوب دعوت کے نتیجے میں پہلے بنو ظفر کے سردار اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ ایمان لائے، پھر بنو عبد الاشمل کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ایمان لائے، حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی دعوت پر ان کا سارا قبیلہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔



بیعت عقبہ ثانی (13 نبوت):

حج کے موسم میں یثرب سے 75 خوش نصیب افراد حاضر خدمت ہوئے (73 مرد اور 2 عورتیں) طے یہ ہوا کہ 12 ذی الحجہ کی رات منیٰ کی گھاٹی میں رات کے پچھلے پہر رسول اکرم ﷺ سے ملاقات ہوگی۔ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی تشریف لائے۔ انہوں نے عہد و پیمان سے قبل یثرب سے آنے والوں کو حالات کی سنگینی کا احساس دلایا۔ یثرب سے آنے والوں میں سے ایک صاحب حضرت عباس بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے اہل یثرب سے مخاطب ہو کر کہا ”واللہ! اگر تمہارا خیال ہو کہ جب تمہارے اموال چھین لئے جائیں اور سردار قتل کر دیئے جائیں تو تم لوگ محمد ﷺ کا ساتھ چھوڑ دو گے تو پھر بہتر ہے ابھی سے ساتھ چھوڑ دو، اگر وہاں لے جا کے بعد میں چھوڑ دیا تو یہ دنیا اور آخرت کی رسوائی ہوگی۔“ اس پر سب نے یہ جواب دیا کہ ”ہم تمام خطرات مول لے کر آپ ﷺ کو ساتھ لے جانے پر تیار ہیں۔“ اہل یثرب میں سے ہی ایک اور صاحب حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے اس عہدہ و پیمان کی نزاکت پر توجہ دلاتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا ”یاد رکھو! آپ ﷺ کو یہاں سے لے جانے کا مطلب سارے عرب سے دشمنی مول لینا اور ان کی تلواروں سے ٹکرانا ہے اگر یہ کر سکتے ہو تو آپ ﷺ کو لے چلو اور اگر اپنی جانیں عزیز ہیں تو پھر ابھی سے چھوڑ دو۔“ اس پر حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ نے کہا ”یا رسول اللہ ﷺ! ہم جنگ کے بیٹھے ہیں، ہتھیار ہمارا کھلونا ہے، آپ ہم سے بیعت لیں۔“ آپ ﷺ نے ان حضرات سے درج ذیل امور پر بیعت لی ① سمع و اطاعت ② اتفاق فی سبیل اللہ ③ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ④ غلبہ اسلام میں نصرت اور ⑤ اپنے مال و منال اور اہل و عیال کی حفاظت کی طرح نبی کی حفاظت..... اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا ”اس بیعت کے بعد تمہارے لئے جنت ہے۔“ ایک صاحب نے سوال کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! ایسا تو نہیں ہوگا کہ اللہ آپ کو غلبہ عطا فرمادے تو آپ ہمیں چھوڑ کر اپنی قوم کے پاس مکہ آ جائیں؟“ آپ ﷺ نے فرمایا ”نہیں! اب میرا مرنا اور جینا تمہارے ساتھ ہوگا۔“ ان کلمات پر بیعت مکمل ہو گئی۔ بیعت کے بعد یثرب میں اسلام کی دعوت پھیلانے کے لئے آپ ﷺ نے بارہ افراد کا انتخاب فرمایا اور انہیں نقیب (سردار) کا نام دیا گیا۔ اس بیعت کے بعد تمام حضرات خاموشی سے اپنے اپنے خیموں میں واپس چلے گئے۔ تاریخ میں اس بیعت کو بیعت عقبہ ثانی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کے قتل کی اجتماعی کوشش (13 نبوت):

مکہ کے مسلمانوں میں سے اکثریت کی بخیر و خوبی ہجرت نہ صرف مشرکین مکہ کو بڑی ناگوار گزری بلکہ ان کا جذبہ انتقام اور بھی بھڑک اٹھا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عدم موجودگی میں کفار کے سازشی اور انتقامی ذہن نے آپ ﷺ کو قتل کرنے کے منصوبوں پر سوچنا شروع کر دیا۔ بالآخر دارالندوہ میں اجلاس ہوا جس میں ابو جہل کی پیش کردہ یہ اہلیسانہ تجویز قبول کر لی گئی کہ بنو ہاشم کے ہر قبیلے میں سے ایک ایک آدمی تلوار لے کر آئے اور سب مل کر آپ ﷺ کے گھر کا محاصرہ کر لیں فجر کے وقت جب آپ ﷺ حرم کے لئے نکلیں تو یک بارگی حملہ کر کے آپ ﷺ کا قصہ تمام کر دیا جائے اس طرح بنو عبد مناف تمام قبائل سے جنگ نہیں کر سکیں گے البتہ دیت کا مطالبہ کریں گے جسے پورا کر دیا جائے گا۔

ہجرت کا حکم اور مدینہ روانگی (13 نبوت):

ادھر سرداران قریش نے آپ ﷺ کے قتل کی قرارداد منظور کی ادھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہجرت کا حکم دے دیا۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق آدھی رات کے وقت گیارہ سرداروں نے نگلی تلواروں کے ساتھ آپ ﷺ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ وقت معین پر آپ ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے مٹی کی ایک مٹھی کافروں کے سروں پر پھینکی اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے ان کے درمیان سے نکل گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیا اور مدینہ کی بالکل الٹی سمت یمن کی طرف کوہ ثور پر پہنچے اور اس کی اونچی چوٹی میں پناہ لی جو غار ثور کے نام سے مشہور ہے۔ صبح ہوئی تو آپ ﷺ کے گھر کا محاصرہ کرنے والے ناکام و نامراد سرداروں کو معلوم ہوا کہ آپ ﷺ تو گھر سے جا چکے ہیں چنانچہ مکہ سے باہر نکلنے والے تمام راستوں پر مسلح پہرہ لگا دیا گیا اور ساتھ ہی آپ ﷺ کو اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو زندہ یا مردہ گرفتار کرنے پر ہر ایک کے بدلے سوانح انعام دینے کا اعلان بھی کر دیا۔

دونوں حضرات نے تین راتیں غار ثور میں چھپ کر گزاریں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ و بنو بھر کی خبریں رات کی تاریکی میں آ کر پہنچاتے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ رات کی تاریکی میں بکریاں ادھر لے آتے اور دونوں حضرات کو دودھ پلاتے۔ تین راتیں غار ثور میں گزارنے کے بعد رات کی تاریکی میں چار حضرات (حضرت محمد ﷺ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ



اور غیر مسلم گائیڈ عبداللہ بن اریقط (دواؤنٹیوں کے ذریعے مدینہ کے لئے روانہ ہوئے۔ سراقہ بن مالک نے سن گن پاتے ہی انعام کے لالچ میں آپ ﷺ کا تعاقب کیا قریب پہنچا تو گھوڑے کو ٹھوکر لگی اور سراقہ نیچے گر گیا۔ اٹھ کر پھر تعاقب کیا تو گھوڑے کے دونوں اگلے پاؤں زمین میں ڈھنس گئے۔ سراقہ نے اپنے تیر سے فال نکالی۔ فال نکالنے کے بعد سراقہ نے آپ ﷺ سے امان طلب کی۔ آپ ﷺ نے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ سے امان لکھوا دی۔ اور سراقہ کو ہدایت کی کہ ہمارے معاملے میں رازداری سے کام لینا سراقہ نے اپنا یہ عہد پورا کیا۔

بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بھی انعام کے لالچ میں آپ ﷺ کو تلاش کرنے والوں میں سے تھے لیکن جب بالمشافہ ملاقات ہوئی تو اپنے قبیلے کے ستر آدمیوں سمیت اسی وقت مسلمان ہو گئے اور واپسی پر آپ ﷺ کا دفاع فرماتے رہے۔

قباء میں تشریف آوری (13 نبوت):

غار ثور سے روانگی کے آٹھویں روز آپ ﷺ وادی قباء میں پہنچے۔ اہل قباء نے بڑے جوش و خروش سے آپ ﷺ کا استقبال کیا قباء میں آپ ﷺ کا قیام چودہ روز رہا۔ (بخاری و مسلم) اس دوران آپ ﷺ نے مسجد قباء کی بنیاد رکھی۔ جمعہ کے روز صبح کے وقت مدینہ منورہ کے لئے نکلے نماز جمعہ راستے میں بنو سالم کی مسجد میں پڑھائی اور نماز جمعہ کے بعد مدینہ منورہ کا قصد فرمایا۔

مدینہ منورہ میں ورود مسعود (13 نبوت):

جمعۃ المبارک کے روز مغرب سے قبل آپ ﷺ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے مدینہ کے گلی کو چہ او درود یوار اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور تحمید و تقدیس سے گونج اٹھے اسی روز سے یشرب کا نام مدینۃ الرسول پڑ گیا۔ مختلف قبائل نے میزبانی کا شرف حاصل کرنے کی کوشش کی تو آپ ﷺ نے فرمایا ”میری اونٹنی مامور ہے۔“ یعنی اللہ کے حکم کے تابع ہے اس کا راستہ چھوڑ دو چنانچہ اونٹنی اسی جگہ آ کر بیٹھ گئی جہاں آج مسجد نبوی ہے آپ ﷺ اونٹنی سے اترے۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فوراً کجاوا پکڑ لیا اور اپنے گھر لے گئے اونٹنی کی ٹمیل حضرت سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے پکڑ لی لہذا اونٹنی کی خدمت حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی۔ چند دن بعد آپ ﷺ کے اہل خانہ (حضرت سودہ رضی اللہ عنہا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام



کلتوم ﷺ، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ (آزاد کردہ غلام)، حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا (آزاد کردہ لونڈی)، بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ پہنچ گئے البتہ آپ ﷺ کی تیسری بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا (زوجہ حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ) غزوہ بدر کے بعد مدینہ پہنچیں۔ یاد رہے آپ ﷺ کی چوتھی بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ حبشہ میں تھیں۔

جہان نو کی تعمیر (13 نبوت یا 1 ہجری):

مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد آپ ﷺ نے سب سے پہلے مسجد کی تعمیر فرمائی جس کی لمبائی 150 فٹ اور چوڑائی بھی 150 فٹ تھی۔ مسجد سے متصل ازواج مطہرات کے حجرے بھی تعمیر کروائے اور اس کے بعد آپ ﷺ حضرت ابویوب رضی اللہ عنہ کے گھر سے ان حجروں میں منتقل ہو گئے۔ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے آنے والوں کی آباد کاری انتہائی سنگین مسئلہ تھا آپ ﷺ نے اسے حل کرنے کے لئے بڑی دوراندیشی سے حکمت اور فراست پر مبنی تاریخ انسانی کا انتہائی حیران کن نظام مواخات وضع فرمایا جس میں انصار مدینہ اور مہاجرین مکہ کو آپس میں اس طرح سے بھائی بھائی بنا دیا کہ وہ حقیقی بھائیوں سے بڑھ کر ایک دوسرے کے خیر خواہ اور ہمدرد بن گئے۔ دفاعی نقطہ نظر سے یہودیوں کے ساتھ ایک معاہدہ طے فرمایا جس کی شرائط میں سے اہم ترین شرائط یہ دو تھیں:

- ① فریقین میں اختلاف کی صورت میں فیصلہ رسول اللہ ﷺ کریں گے۔
- ② مدینہ پر بیرونی حملے کا دفاع دونوں فریق مل کر کریں گے۔

مدینہ منورہ میں چوکھی لڑائی (1 ہجری):

مکہ میں صرف قریش مکہ ہی مسلمانوں کے دشمن تھے، لیکن مدینہ منورہ آنے کے بعد مسلمانوں کے دشمنوں میں تین گروہوں کا مزید اضافہ ہو گیا۔ یہود، منافقین اور مدینہ منورہ کے گرد و پیش لوٹ مار کرنے والے قبائل۔^①

① یاد رہے آپ ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے سے قبل رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کی مدینہ میں بادشاہت طے ہو چکی تھی آپ ﷺ کی تشریف آوری کی وجہ سے عبداللہ بن ابی کے بجائے اہل مدینہ نے آپ ﷺ کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا اس لئے عبداللہ بن ابی بظاہر مسلمان ہونے کے باوجود دل میں رسول اللہ ﷺ کے خلاف سخت کینہ اور بغض رکھتا تھا۔ مسلمانوں کے مقابلہ میں اس نے ہمیشہ یہود اور کفار مکہ کے مفادات کا تحفظ کیا۔



ہجرت کے بعد قریش مکہ پہلے سے کہیں زیادہ انتقامی جذبات کے ساتھ مسلمانوں کا تعاقب کرنے لگے چنانچہ آپ ﷺ کی ہجرت کے فوراً بعد قریش مکہ نے عبداللہ بن ابی کو خط لکھا کہ تم نے ہمارے باغیوں کو اپنے ہاں پناہ دی ہے انہیں یا تو وہاں سے نکال باہر کرو یا پھر ہم تمہارے ساتھ جنگ کر کے مردوں کو قتل کریں گے اور عورتوں کو لونڈیاں بنائیں گے۔ دوسری طرف قریش مکہ نے یہودیوں سے بھی ساز باز کرنا شروع کر دی اور ان کی حمایت حاصل کرنے کے بعد مسلمانوں کو دھمکی دی ”یا درکھو! کہ ہم مدینہ پہنچ کر تمہیں تہس نہس کرنے کی پوری قوت رکھتے ہیں۔“ ان حالات کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جنگ کرنے کی اجازت دے دی۔ جنگ کی اجازت ملنے کے بعد رسول اکرم ﷺ نے ہجرت کے صرف سات ماہ بعد مدینہ کے گرد و نواح میں فوجی مہمات روانہ کرنے کا سلسلہ شروع فرما دیا فوجی نوعیت کی یہ کاروائیاں اس قدر پے در پے تھیں کہ بعض اوقات چند دنوں کے وقفے سے اور بعض اوقات چند ہفتوں کے وقفہ سے آپ ﷺ کو یہ اقدام کرنا پڑے ان کاروائیوں کی مختصر روداد درج ذیل ہے:

① پہلی کاروائی: رمضان 1 ہجری میں سریہ سیف البحر عمل میں آئی۔

② ایک ماہ بعد: شوال 1ھ میں سریہ ربیع پیش آیا۔

③ ایک ماہ بعد: ذوالقعدہ 1ھ میں سریہ خرا پیش آیا۔

④ دو ماہ بعد: صفر 2ھ میں غزوہ ابواء عمل میں آیا۔

⑤ ایک ماہ بعد: ربیع الاول 2ھ میں غزوہ بواط عمل میں آیا۔

⑥ اسی ماہ: ربیع الاول 2ھ میں غزوہ سفوان واقع ہوا۔

⑦ ایک ماہ بعد: جمادی الثانی 2ھ میں غزوہ ذوالعشرہ پیش آیا جس کا مقصد مشرکین مکہ کے

اس تجارتی قافلے پر قابو پانا تھا جو تجارت کے لئے شام جا رہا تھا اور علانیہ طور پر یہ طے کیا جا چکا تھا کہ اس تجارت کا سارا منافع مسلمانوں کے خلاف جنگ پر خرچ کیا جائے گا۔ ذوالعشرہ پہنچنے سے پہلے ہی یہ قافلہ شام کی طرف نکل چکا تھا لہذا اس پر مسلمان قابو نہ پاسکے۔

⑧ تین ماہ بعد: رمضان 2ھ میں غزوہ بدر پیش آیا۔ مشرکین مکہ کا تجارتی قافلہ ابوسفیان کی

قیادت میں مکہ واپس آ رہا تھا مسلمانوں نے پھر اس پر قابو پانے کی کوشش کی، لیکن قافلہ صحیح سالم بچ نکلا۔ مسلمانوں کی اس جسارت نے قریش مکہ کے جوش انتقام میں آگ لگا دی چنانچہ مشرکین مکہ ہزار



سے زائد جنگجو، چھ سو سے زائد زہریں، سو گھوڑے اور اونٹوں کی کثیر تعداد کے ساتھ ریاست مدینہ پر حملہ آور ہونے کے لئے نکلے دوسری طرف تین سو تیرہ جانثار، دو گھوڑے اور ستر اونٹ مد مقابل تھے۔ بدر کے مقام پر 17 رمضان المبارک بروز جمعہ خون ریز جنگ ہوئی مشرکین مکہ ذلت آمیز شکست سے دوچار ہوئے بڑے بڑے سرداروں سمیت 70 افراد قتل اور 70 افراد قید ہوئے۔ آپ ﷺ نے کسی قیدی کو سزا نہ دی ❶ بلکہ فدیہ لے کر رہا کر دیا جو فدیہ ادا نہیں کر سکتے تھے انہیں انصاری بچوں کی لکھائی پڑھائی کے عوض رہا فرما دیا۔

⑨ سات دن بعد : شوال 2ھ میں غزوہ بنو سلیم پیش آیا۔

⑩ اسی ماہ : شوال 2ھ میں غزوہ بنو قینقاع پیش آیا۔ مدینہ میں آباد تین یہودی

قبائل، بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ میں سے بنو قینقاع سب سے زیادہ شر پسند اور سازش تھا۔ ان کی بار بار عہد شکنیوں اور سازشوں کی وجہ سے آپ ﷺ نے ان کا محاصرہ فرمایا۔ پندرہ روزہ محاصرے کے بعد یہودیوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ عبد اللہ بن ابی نے یہودیوں کی جان بخشی کے لئے نہ صرف سفارش کی بلکہ اصرار کیا تو آپ ﷺ نے سب کو معاف فرما دیا البتہ یہ حکم دیا کہ وہ مدینہ سے باہر نکل جائیں چنانچہ بنو قینقاع کی کثیر تعداد مدینہ سے جلا وطن ہو کر شام چلی گئی۔

⑪ ایک ماہ بعد : ذوالحجہ 2ھ میں غزوہ سویق پیش آیا۔

⑫ ایک ماہ بعد : محرم 3ھ میں غزوہ ذی امر پیش آیا۔ بدری قبائل بنو ثعلبہ اور محارب مدینہ

منورہ پر حملہ آور ہونا چاہتے تھے خبر کی تصدیق ہونے کے بعد آپ ﷺ 450 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان کے جنگی مرکز ذی امر پہنچ گئے بدری قبائل فرار ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ایک ماہ وہاں قیام فرمایا اور پھر واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

⑬ ایک ماہ بعد : ربیع الاول 3ھ میں غزوہ نجران پیش آیا۔

⑭ دو ماہ بعد : جمادی الثانی 3ھ میں آپ ﷺ نے سریہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور سال فرمایا۔

⑮ چار ماہ بعد : شوال 3ھ میں غزوہ احد پیش آیا۔ بدر میں شکست کا انتقام لینے کے لئے

قریش مکہ نے اس بار تین ہزار جنگجوؤں کی فوج تیار کی۔ تین ہزار اونٹ اور دو سو گھوڑے (سوار کے

❶ قریشی سردار نضر بن حارث اور عتبہ بن ابی معیط دونوں تو حین رسالت کے محرم تھے لہذا ان دونوں کو غزوہ بدر کے بعد قتل کر دیا گیا۔

بغیر تازہ دم) ساتھ تھے۔ میدان جنگ سے فرار ہونے والوں کو غیرت دلانے کے لئے قریش کی پندرہ خواتین بھی ساتھ تھیں۔ دوسری طرف اسلامی لشکر میں ایک ہزار جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، 100 زرہیں، اور دو گھوڑے تھے۔ عین میدان جنگ کے قریب پہنچ کر عبد اللہ بن ابی اپنے تین سوساتھیوں کے ساتھ اسلامی لشکر سے یہ کہہ کر الگ ہو گیا کہ ہمیں بلا وجہ جانیں دینے کی ضرورت نہیں حالانکہ اصل مقصد اسلامی لشکر کو شکست سے دوچار کرنا تھا۔ احد کے دامن میں شدید جنگ ہوئی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حظلہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ لیکن مشرکین مکہ کو شکست فاش ہوئی۔ جبل رماۃ پر متعین تیر اندازوں نے مشرکین کی شکست دیکھ کر اپنے مورچے چھوڑ دیئے اور بدر جیسی حاصل ہونے والی عظیم الشان فتح شکست میں تبدیل ہو گئی بعد کی صورت حال میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کیلئے جس بہادری اور شجاعت سے کام لیا وہ تاریخ اسلامی کا عظیم الشان سنہری باب ہے۔ دونوں مراحل میں ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے غزوہ احد کی سب سے اہم اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ قریش مکہ ظاہری فتح کے باوجود کوئی جنگی فائدہ اٹھائے بغیر مکہ واپس روانہ ہوئے اور مسلمان شدید نقصان کے باوجود ”جنگی شکست“ سے محفوظ رہے۔

①6 ایک دن بعد : 8 شوال، 3ھ میں غزوہ حراء الاسد کے لئے روانگی ہوئی۔ غزوہ احد کے بعد رات بھر مسلمان جنگ کی صورت حال پر غور کرتے رہے آپ ﷺ نے اندیشہ محسوس فرمایا کہ فتح کے باوجود قریش مکہ کسی جنگی فائدے کے بغیر واپس پلٹنے کا سوچیں گے تو ضرور نامد ہوں گے اور ممکن ہے کہ وہ مدینہ پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں لہذا آپ ﷺ نے دوسرے روز یعنی 8 شوال بروز اتوار کفار کا تعاقب فرمایا۔ آپ ﷺ کا اندیشہ درست ثابت ہوا۔ کئی لشکر مدینہ پر حملہ آور ہونے کے لئے واپس آنا چاہتا تھا لیکن مدنی لشکر کی خبر پا کر فوراً مکہ واپس پلٹ گیا۔

①7 اڑھائی ماہ بعد : 4 محرم 4ھ میں آپ ﷺ نے سریہ ابی سلمہ رضی اللہ عنہ روانہ فرمایا۔

①8 اسی ماہ : 4 محرم 4ھ میں آپ ﷺ نے سریہ عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ روانہ فرمایا۔

①9 ایک ماہ بعد : 4 صفر 4ھ میں بدری قبل، عضل اور قارہ کی درخواست پر آپ ﷺ نے اس قراء کی جماعت دعوت اسلام کے لئے روانہ فرمائی جنہیں دھوکے سے رجب کے مقام پر شہید کر دیا گیا۔

②0 ایک ماہ بعد : 4 صفر 4ھ میں بیڑ معونہ کا المیہ پیش آیا۔ ایک منافق کی درخواست پر

آپ ﷺ نے 70 اخیر صحابہ کی جماعت دعوت اسلام کے لئے روانہ فرمائی جنہیں دھوکے سے شہید کر دیا گیا۔

②۱ ایک ماہ بعد : ربیع الاول 4ھ میں غزوہ بنو نضیر پیش آیا۔ بنو نضیر کے یہود نے

آپ ﷺ کو قتل کرنے کی سازش کی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بذریعہ وحی اطلاع فرمادی۔ آپ ﷺ نے بنو نضیر کا محاصرہ فرمایا یہودیوں نے جلاوطنی کی اجازت ملنے پر ہتھیار ڈالنے کی پیش کش کی جسے آپ ﷺ نے منظور فرمایا کچھ یہودی خیر اور کچھ شام کی طرف چلے گئے۔

②۲ دو ماہ بعد : جمادی الاول 4ھ میں غزوہ بحد پیش آیا جس میں آپ ﷺ بعض بخدی قبائل کی سرکوبی کے لئے تشریف لے گئے۔

②۳ دو ماہ بعد : شعبان 4ھ میں غزوہ بدر دوم کے لئے آپ ﷺ ڈیڑھ ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بدر تشریف لے گئے۔ لشکر کفار سامنا کرنے کی ہمت نہ کر سکا۔ اسلامی لشکر 8 روز تک میدان بدر میں قیام کرنے کے بعد بڑی آن بان کے ساتھ مدینہ واپس لوٹا۔

②۴ چھ ماہ بعد : ربیع الاول 5ھ میں غزوہ دومتہ الجندل پیش آیا۔

②۵ چھ ماہ بعد : شوال 5ھ میں غزوہ احزاب پیش آیا۔ خیر اور بنو نضیر کے جلاوطن یہودیوں کی انگلیخت پر قریش مکہ اور گردو پیش کے بدری قبائل نے باہمی اتحاد قائم کر کے دس ہزار جنگجوؤں کا زبردست لشکر تیار کیا اور مسلمانوں کو ملیا میٹ کرنے کے لئے مدینہ منورہ پر چڑھ دوڑے۔ تین ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صرف تین ہفتوں میں 5½ کلومیٹر لمبی تقریباً 9 میٹر چوڑی اور کم و بیش 4½ میٹر گہری خندق کھودنے کا حیرت انگیز کارنامہ سرانجام دے کر مدینہ کے دفاع کو ناقابل تسخیر بنا دیا۔ ایک ماہ کے محاصرے کے بعد لشکر کفار، ناکام و نامراد واپس اپنے گھروں کو پلٹ گیا۔

②۶ ایک دن بعد : شوال 5ھ ہجری میں لشکر اسلام غزوہ بنو قریظہ کے لئے روانہ ہوا۔ یہودی قبیلہ بنو قریظہ مسلمانوں کا حلیف تھا لیکن عین جنگ احزاب کے دوران انہوں نے عہد شکنی کی، لہذا غزوہ احزاب سے فارغ ہوتے ہی آپ ﷺ نے بنو قریظہ کا محاصرہ کیا۔ 25 روز بعد یہودیوں نے اس شرط پر ہتھیار ڈالنے کی پیش کش کی کہ ان کے مقدمہ کا فیصلہ ان کے پرانے حلیف قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کریں گے۔ آپ ﷺ نے یہ شرط قبول فرمائی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے

فیصلہ فرمایا کہ ان کے جنگجو مردوں کو قتل کیا جائے۔ عورتوں اور بچوں کو قید کیا جائے اور اموال تقسیم کر دیئے جائیں۔ اس طرح یہودیوں کے تینوں شریک عہد شکن قبائل بنو قریظہ، بنو نضیر اور بنو قریظہ سے مسلمانوں کو نجات مل گئی۔

②7 ایک ماہ بعد : ذوالقعدہ 5 ہجری میں سریہ عبداللہ بن عتیک کو خیبر روانہ فرمایا جس نے یہود کے اکابر بحرین میں سے ایک..... سلام بن الحقیق..... کو کینہ زدار تک پہنچایا۔

②8 دو ماہ بعد : محرم 6 ہجری میں سریہ محمد بن مسلمہ کو بعض سرکش قبائل کی سرکوبی کے لئے ارسال فرمایا۔ دودن گشت کے بعد اسلامی لشکر بنو حنیفہ کے سردار ثمامہ بن اثال کو گرفتار کر لائے جو رسول اللہ ﷺ کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئے۔

②9 دو ماہ بعد : ربیع الاول 6 ہجری میں آپ ﷺ نے شہدائے رجیع کا بدلہ لینے کے لئے 200 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کے ساتھ بنو لحيان پر چڑھائی کی جسے غزوہ بنو لحيان کہا جاتا ہے۔

③0 ایک ماہ بعد : ربیع الثانی 6 ہجری میں سریہ غمر ارسال فرمایا۔

③1 اسی ماہ : ربیع الثانی 6 ہجری میں سریہ ذوالقعدہ ارسال فرمایا۔

③2 اسی ماہ : ربیع الثانی 6 ہجری میں دوبارہ ذوالقعدہ کی طرف لشکر روانہ فرمایا۔

③3 اسی ماہ : ربیع الثانی 6 ہجری میں سریہ جموم روانہ فرمایا۔

③4 ایک ماہ بعد : جمادی الاول 6 ہجری میں سریہ عیص ارسال فرمایا۔

③5 ایک ماہ بعد : جمادی الثانی 6 ہجری میں سریہ طرک روانہ فرمایا۔

③6 ایک ماہ بعد : رجب 6 ہجری میں سریہ وادی القریٰ ارسال فرمایا۔

③7 ایک ماہ بعد : شعبان 6 ہجری میں غزوہ بنو مصطلق پیش آیا۔ قیدیوں میں بنو مصطلق کی بیٹی

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں جو حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئیں۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے ان سے مکاتبت کر لی۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ رقم ادا کر کے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے شادی کر لی۔

غزوہ بنو مصطلق کے سفر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے ساتھ تھیں۔ رفع حاجت کے لئے باہر گئیں تو ان کا ہار گم ہو گیا جسے وہ تلاش کرنے لگ گئیں۔ اسی دوران قافلہ روانہ ہو گیا۔ حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کی ڈیوٹی یہ تھی کہ وہ قافلے کے پیچھے پیچھے آئیں تاکہ اگر کوئی گری پڑی چیز ہو یا کوئی کمزور یا بیمار

آدمی قافلے سے پیچھے رہ جائے تو اسے ساتھ لے کر آئیں۔ حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ لے کر جب قافلے سے آ کر ملے تو رئیس المنافقین کے ابلیسی ذہن نے فوراً فتنہ سازی کا تانا بانا بننا شروع کر دیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بدکاری کی تہمت لگائی، مہینہ بھر شدید اضطراب اور قلق میں گزر کر جس کے بعد اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے سورہ نور میں دس آیات مبارکہ نازل فرما کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت فرمائی اور دشمنان اسلام کو آخرت میں عذاب عظیم کا مرثدہ سنایا اور دنیا میں بھی ذلت اور رسوائی سے دو چار کیا۔

38) اسی ماہ : شعبان 6 ہجری میں آپ ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی قیادت میں سریہ دیار بنی کلب روانہ فرمایا۔

39) اسی ماہ : شعبان 6 ہجری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں سریہ دیار بنی سعد روانہ فرمایا۔

40) ایک ماہ بعد : رمضان المبارک 6 ہجری میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قیادت میں سریہ وادی القرئی روانہ فرمایا۔

41) ایک ماہ بعد : شوال 6 ہجری میں حضرت کرز بن جابر فہری رضی اللہ عنہ کی قیادت میں سریہ عرینین روانہ فرمایا۔

42) ایک ماہ بعد : ذوالقعدہ 6 ہجری میں غزوہ حدیبیہ پیش آیا۔ چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی

معیّت میں آپ ﷺ عمرہ کے لئے روانہ ہوئے۔ ذوالحلیفہ سے احرام باندھا۔ قربانی کے جانور ساتھ لے کر عرب رواج کے مطابق ایک ایک نیام بند سفری تلوار ساتھ لی، لیکن قریش مکہ نے مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔ حدیبیہ کے مقام پر باہمی گفتگو کے بعد درج ذیل شرائط پر صلح ہوئی۔

(ا) مسلمان اس سال عمرہ کئے بغیر واپس چلے جائیں اور اگلے سال نیام بند تلواروں کے ساتھ مکہ میں تین دن کے لئے آئیں اور عمرہ کر کے واپس چلے جائیں۔

(ب) دس سال تک فریقین آپس میں جنگ نہیں کریں گے۔

(ج) ہر شخص (یا قبیلہ) کو مسلمانوں کے ساتھ یا قریش مکہ کے ساتھ عہد و پیمان کرنے کی آزادی ہوگی۔

(9) قریش مکہ کا جو شخص اپنے سر پرست کی اجازت کے بغیر مدینہ جائے گا اسے محمد ﷺ واپس کریں گے لیکن محمد ﷺ کے ساتھیوں میں سے جو شخص بھاگ کر مکہ آئے گا اسے قریش واپس نہیں کریں گے۔^①

صلح حدیبیہ کے بعد آپ ﷺ نے درج ذیل سلاطین اور امراء کی طرف دعوتی خطوط ارسال فرمائے۔

شاہ حبش : حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کے ہاتھ آپ ﷺ نے شاہ حبش کو اسلام کی دعوت دی اس نے اسلام قبول کیا اور آپ ﷺ کی ہدایت کے مطابق مہاجرین حبشہ کو بڑی عزت

① مذکورہ بالا شرائط سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں مسلمان خسارے میں رہے اور کفار فائدے میں رہے اس لئے ان شرائط کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اضطراب اور پریشانی پیدا ہوئی لیکن حدیبیہ سے مدینہ واپس جاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفتح نازل فرمائی جس میں اس صلح کو ”فتح مبین“ (عظیم فتح) قرار دیا۔ صلح حدیبیہ درج ذیل نتائج کے اعتبار سے واقعی فتح عظیم ثابت ہوئی۔

(I) صلح حدیبیہ سے قبل مسلمانوں کی حیثیت باغیوں (Outlaws) کی سی تھی۔ صلح حدیبیہ کی رو سے مسلمانوں کو ایک مد مقابل فریق کی حیثیت حاصل ہو گئی۔

(II) صلح حدیبیہ سے قبل وائرہ اسلام میں داخل ہونا گویا اپنی موت کو دعوت دینا تھا جبکہ صلح حدیبیہ میں یہ بات طے ہو گئی کہ جو شخص (یا قبیلہ) مسلمانوں کے ساتھ ملنا چاہے وہ بلا روک ٹوک مسلمانوں کے ساتھ مل سکتا ہے۔ یہ عظیم فائدہ تھا جسے اللہ تعالیٰ نے جہاد کے ذریعہ حاصل کرنے کا حکم دیا تھا صلح حدیبیہ میں یہ فائدہ جہاد کے بغیر مسلمانوں کو حاصل ہو گیا۔ (ملاحظہ ہو سورۃ البقرہ، آیت 193)

(III) دس سال تک فریقین میں جنگ نہ ہونے کا معاہدہ کرنے کے بعد مسلمانوں کو ایک فائدہ تو یہ حاصل ہوا کہ سب سے بڑے دشمن (قریش مکہ) کی طرف سے حملہ کا خوف ختم ہو گیا اور یوں مدینہ کے باقی دشمنوں سے نمٹنا آسان ہو گیا۔ دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ اسلام کی دعوت اور توسیع کے لئے مسلمانوں کو وہ موقع میسر آ گیا جو آج تک جنگوں کی وجہ سے میسر نہیں آ رہا تھا۔ غور فرمائیے! صلح حدیبیہ سے قبل غزوہ احزاب میں اسلامی لشکر کی تعداد زیادہ سے زیادہ تین ہزار تھی جو کم از کم سترہ اٹھارہ سالہ محنت کا ثمر تھا جبکہ صلح حدیبیہ کے بعد صرف دو سال کی مدت میں فتح مکہ کے موقع پر اسلامی لشکر کی تعداد دس ہزار ہو گئی۔

(IV) آخری نکتہ جس پر مسلمان زیادہ زنجیدہ اور غمزدہ تھے، وہ بھی عملاً مسلمانوں کے حق میں خیر کا باعث ہی بنا۔ ابوبصیر رضی اللہ عنہ مکہ سے بھاگ کر مدینہ منورہ آ گئے۔ قریش مکہ نے دو آدمی ارسال کئے کہ حسب معاہدہ ہمارا مفروضہ واپس کیا جائے۔ آپ ﷺ نے عہد کی پابندی کرتے ہوئے ابوبصیر رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ واپس کر دیا۔ راستہ میں حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ ایک قاصد کو قتل کر دیا اور دوسرا قاصد بھاگ کر مدینہ واپس آ گیا۔ خود ابوبصیر رضی اللہ عنہ ساحل سمندر کی طرف چلے گئے۔ حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ کا ٹھکانہ مکہ کے مظلوم مسلمانوں کے لئے پناہ گاہ بن گیا۔ اس راستے سے قریش مکہ کا جو بھی قافلہ زرترا، مظلوم مسلمان اس سے اپنا بدلہ چکانے کی کوشش کرتے، بالآخر قریش مکہ نے تنگ آ کر نبی اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ﷺ براہ کرم اپنے لوگوں کو مدینہ بلا لیں اور صلح کی یہ شرط ختم کر دیں۔ یوں صلح حدیبیہ کی تمام شرائط نے عملاً مسلمانوں کے لئے فتوحات کا دروازہ کھول دیا۔



اور احترام کے ساتھ مدینہ بھیجا اس کی وفات پر آپ ﷺ نے اس کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی۔
شاہ مصر : حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ آپ ﷺ نے شاہ مصر (مقبوس) کو دعوت اسلام کا پیغام ارسال فرمایا شاہ مصر ایمان تو نہ لایا لیکن آپ ﷺ کے قاصد کی عزت کی آپ ﷺ کو ایک نجر اور دو لونڈیاں ہدیہ ارسال کیں آپ ﷺ نے ایک لونڈی ماریہ کو اپنے پاس رکھا جن کے لطن سے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے دوسری لونڈی سیرین حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو دے دی۔

شاہ ایران : حضرت عبد اللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ شاہ ایران (خسرو پرویز) کو دعوت نامہ ارسال فرمایا اس نے تکبر کیا نامہ مبارک پھاڑ ڈالا آپ ﷺ نے سن کر فرمایا ”اللہ اس کی حکومت تباہ کرے۔“ پرویز نے گورز یمن کو خط لکھا کہ محمد ﷺ کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیجو۔ گورز یمن (بازان) نے آپ ﷺ کو گرفتار کرنے کے لئے دو آدمی بھیجے۔ دونوں آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا ”کل آنا۔“ دوسرے دن دونوں آدمی حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا ”پرویز قتل ہو چکا ہے اور اس کا بیٹا (شیر دیہ) تخت نشین ہوا ہے اب تم دونوں واپس چلے جاؤ۔“ دونوں آدمی گورز بازان کے پاس واپس آئے آخر خبر دی چند دن بعد خبر کی تصدیق ہو گئی تو بازان اپنے ساتھیوں سمیت مسلمان ہو گئے۔

شاہ روم : حضرت دجیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ آپ ﷺ نے شاہ روم (ہرقل) کو نامہ مبارک پہنچایا اس وقت ہرقل بیت المقدس میں تھا۔ اس دوران میں قریش کا ایک قافلہ تجارت کی غرض سے ابوسفیان کی سرکردگی میں شام آیا ہوا تھا ہرقل نے ابوسفیان کو اپنے دربار میں طلب کیا اور نبی اکرم ﷺ کے بارے میں طویل گفت و شنید کے بعد یہ جواب دیا کہ اگر تمہاری باتیں درست ہیں تو یہ شخص بہت جلد اس جگہ کا مالک ہوگا جہاں میں ہوں اگر میں اس کے پاس ہوتا تو اس کے دونوں پاؤں دھوتا۔“ ہرقل نے آپ ﷺ کے سفیر کی بہت عزت کی آپ ﷺ کی خدمت میں تحائف بھجوائے لیکن اعیان سلطنت کے خوف کی وجہ سے خود ایمان نہیں لایا۔

شاہ بحرین : حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ شاہ بحرین (مقدربن ساوی) کو دعوت نامہ ارسال کیا۔ شاہ بحرین خود بھی مسلمان ہو گیا اور ملک کی کثیر تعداد بھی مسلمان ہو گئی۔

شاہ یمامہ : حضرت سلیط بن عمرو رضی اللہ عنہ کے ذریعہ حاکم یمامہ (ہوزہ بن علی) کو دعوت نامہ ارسال کیا اس نے قاصد کی عزت اور احترام کیا لیکن ایمان نہ لایا۔

شاہ دمشق : حضرت شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ حاکم دمشق (حارث بن ابی شمر غسانی) کو دعوت نامہ ارسال کیا اس نے تکبر کیا اور ایمان نہ لایا۔

شاہ عمان : حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھ شاہ عمان (جیفر بن حلیدی) اور اس کے بھائی عبد بن حلیدی کو دعوت نامہ ارسال کیا، دونوں بھائی غور و فکر کے بعد مسلمان ہو گئے۔

دو ماہ بعد : 7 محرم ہجری میں غزوہ غابہ (یا غزوہ ذی قرد) پیش آیا۔ اسلامی لشکر کامیاب و کامران واپس پلٹا۔

اسی ماہ (44) : (7 محرم ہجری)..... آپ ﷺ غزوہ خیبر کے لئے روانہ ہوئے۔ اسلامی لشکر کی تعداد 1400 تھی اس غزوہ میں صرف انہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شرکت کی اجازت ملی جنہوں نے حدیبیہ کے مقام پر بیعت رضوان کی عظیم سعادت حاصل کی تھی۔ خیبر میں آٹھ قلعے تھے ① قلعہ ناعم، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں فتح ہوا، ② قلعہ صعب بن معاذ، حضرت خباب بن منذر انصاری رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں فتح ہوا۔ اس کے بعد باری باری ③ قلعہ زبیر ④ قلعہ ابی ⑤ قلعہ نزار فتح ہوئے ⑥ قلعہ قوص ⑦ قلعہ وطح اور ⑧ قلعہ سلام بغیر جنگ کے مسلمانوں کے حوالے کر دیئے گئے۔ خیبر کی فتح سے مسلمانوں کو کثیر اموال غنیمت حاصل ہوئے۔ جنگ کے بعد یہودیوں کو جلا وطن کرنے کا فیصلہ ہوا، لیکن یہودیوں کی درخواست پر آپ ﷺ نے زمینوں کی نصف پیداوار پر معاملہ طے کر کے انہیں وہیں رہنے کی اجازت عنایت فرمادی۔

قیدی عورتوں میں یہودی سردار حی بن اخطب (جو غزوہ بنو قریظہ میں قتل ہو چکا تھا) کی بیٹی اور کنانہ بن ابی الحقیق کی بیوہ صفیہ بھی تھیں۔ ایک صحابی کے کہنے پر آپ ﷺ نے صفیہ کو اپنے لئے بطور لونڈی منتخب فرمایا، انہیں اسلام کی دعوت دی، وہ مسلمان ہو گئیں تو آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر کے ان سے نکاح فرمایا۔

فتح خیبر کے بعد یہودیوں نے آپ ﷺ کو قتل کے ارادے سے کھانے کی دعوت دی جس میں زہر آلود بکری تیار کی آپ ﷺ نے پہلا لقمہ چکھنے کے بعد فوراً تھوک دیا البتہ آپ ﷺ کے ساتھی

حضرت بشر بن براء رضی اللہ عنہ نے لقمہ نگل لیا اور ان کی موت واقع ہو گئی۔ آپ ﷺ نے پہلے تو دعوت کرنے والی عورت کو معاف فرمادیا لیکن جب بشر بن براء رضی اللہ عنہ کی موت واقع ہو گئی تو اسے قصاص میں قتل کروادیا۔

فتح خیبر کے بعد آپ ﷺ نے فذک کی بستی کا رخ فرمایا۔ اہل فذک نے نصف پیداوار پر صلح کی پیش کش کی جسے آپ ﷺ نے قبول فرمایا۔

فتح فذک کے بعد آپ ﷺ نے وادی القرئی کا قصد فرمایا اور جنگ کے بعد اسے بھی فتح کر لیا۔ فتح وادی القرئی کے بعد آپ ﷺ تیما بستی کی طرف روانہ ہوئے۔ اہل تیما نے صلح کی پیش کش کی جسے آپ ﷺ نے قبول فرمایا۔

④۵ ایک ماہ بعد : صفر ۷ھ میں آپ ﷺ نے سریہ ربان بن سعید روانہ فرمایا۔

④۶ ایک ماہ بعد : ربیع الاول ۷ھ میں غزوہ ذات الرقاع پیش آیا جس میں آپ ﷺ چار صد یا (چھ صد) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر بعض سرکش قبائل کی سرکوبی کے لئے تشریف لے گئے۔

④۷ ایک ماہ بعد : ربیع الاول ۷ھ میں آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی کمان میں سریہ قدید روانہ فرمایا۔

④۸ تین ماہ بعد : جمادی الثانی ۷ھ میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ایک رہزن قبیلہ کی سرکوبی کے لئے سریہ روانہ فرمایا۔

④۹ دو ماہ بعد : شعبان ۷ھ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک سریہ، بنو ہوازن کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا۔

⑤۰ اسی ماہ : شعبان ۷ھ میں حضرت بشیر بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک سریہ بنو مرہ کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا۔

⑤۱ ایک ماہ بعد : رمضان ۷ھ میں حضرت غالب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی کمان میں ایک سریہ بعض سرکش بدوی قبائل کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا۔

⑤۲ ایک ماہ بعد : شوال ۷ھ میں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک سریہ بنو غطفان کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا۔



- (53) اسی ماہ : شوال 7ھ میں حضرت بشیر بن کعب انصاری رضی اللہ عنہ کو مدینہ پر حملہ آور ہونے والے بعض قبائل کو منتشر کرنے کیلئے روانہ فرمایا۔
- (54) ایک ماہ بعد : ذوالقعدہ 7ھ میں 1400 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ عمرہ قضا کا سفر اختیار فرمایا۔ اسی سفر میں آپ ﷺ نے حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔
- (55) ایک ماہ بعد : ذوالحجہ 7ھ میں حضرت ابوالعوja رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں قبیلہ بنو سلیم کی طرف سریہ روانہ فرمایا۔
- (56) دو ماہ بعد : صفر 8ھ میں سریہ غالب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روانہ فرمایا۔
- (57) ایک ماہ بعد : ربیع الاول 8ھ میں حضرت کعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں سریہ ذات طلع رخ روانہ فرمایا۔
- (58) اسی ماہ : ربیع الاول 8ھ میں حضرت شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ کی کمان میں سریہ ذات عرق روانہ فرمایا۔
- (59) دو ماہ بعد : جمادی الاول 8ھ میں اپنے قاصد کے قتل کا انتقام لینے کے لئے حضرت زید بن حارثہ کی قیادت میں 3 ہزار کا لشکر مودہ کی طرف ارسال فرمایا مودہ کے مقام پر 2 لاکھ مسلح رومی فوج سے خول ریز جنگ ہوئی اس معرکہ میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ باری باری شہید ہوئے بالآخر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو سرخرو فرمایا۔
- (60) ایک ماہ بعد : جمادی الثانی 8ھ میں بعض بدوی قبائل کے مدینہ پر حملہ آور ہونے کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ان کی سرکوبی کے لئے لشکر روانہ فرمایا۔
- (61) دو ماہ بعد : شعبان 8ھ میں آپ ﷺ نے حضرت ابوقحادہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں سریہ - خضرہ روانہ فرمایا۔
- (62) ایک ماہ بعد : رمضان 8ھ میں مکہ پر چڑھائی کا ارادہ فرمایا تو اہل مکہ کو بے خبر رکھنے کے لئے حضرت ابوقحادہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ایک سریہ یثرب اصنم (مدینہ منورہ سے 36 میل کے فاصلے پر



ایک مقام) کی طرف روانہ فرمایا لیکن بعد میں خود دس ہزار کا لشکر لے کر مکہ روانہ ہو گئے معمولی مزاحمت کے بعد مکہ فتح ہو گیا رسول اکرم ﷺ مسجد حرام میں تشریف لے گئے اور سب سے پہلے بیت اللہ شریف کو بتوں سے پاک کیا اور بعد میں نماز ادا فرمائی دروازہ پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا جس میں ﴿لَا تَشْرِبْ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ﴾ ترجمہ: ”تم پر آج کوئی گرفت نہیں۔“ کا فرمان امروز جاری فرمایا اور اپنے جانی دشمنوں کو معاف فرما کر عفو و درگزر کی ایسی عظیم الشان مثال قائم فرمائی جو رہتی دنیا تک اپنی مثال آپ رہے گی۔

⑥3 اسی ماہ : رمضان 8ھ میں مکہ مکرمہ ہی سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں عزئی نامی بت کے انہدام کے لئے سریہ ارسال فرمایا۔

⑥4 اسی ماہ : رمضان 8ھ میں مکہ مکرمہ ہی سے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو سواع نامی بت توڑنے کے لئے ایک اور سریہ ارسال فرمایا۔

⑥5 اسی ماہ : رمضان 8ھ میں مکہ مکرمہ ہی سے حضرت سعد بن زید اشہلی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں منات نامی بت گرانے کے لئے سریہ روانہ فرمایا۔

⑥6 چند یوم بعد : شوال 8ھ میں مکہ مکرمہ سے ہی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں بنو جزیمہ کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے ایک جماعت روانہ فرمائی۔

⑥7 چند یوم بعد : شوال 8ھ میں آپ ﷺ غزوہ حنین کے لئے روانہ ہوئے ابتداء میں دشمن

کی تیر اندازی سے مسلمانوں میں بھگدڑ مچی لیکن فوراً ہی رسول اکرم ﷺ کی پکار پر بلیک کہتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے ارد گرد اکٹھے ہو گئے اور گھسان کا رن پڑا مشرکین کو شکست فاش ہوئی۔ غزوہ حنین میں 6 ہزار قیدی، 24 ہزار اونٹ، 40 ہزار بکریاں اور کم و بیش 600 کلو گرام چاندی مسلمانوں کے ہاتھ آئی۔ غزوہ طائف سے واپسی پر آپ ﷺ نے مال غنیمت اسلامی لشکر میں تقسیم فرمادیا تقسیم کے بعد ہوازن کا وفد مسلمان ہو کر حاضر خدمت ہوا اور آپ ﷺ سے قیدی رہا کرنے کی درخواست کی آپ ﷺ نے تمام قیدیوں کو ایک ایک قبیلے چادر ہدیہ عنایت فرما کر رہا فرمادیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے عمرہ ادا فرمایا اور 24 ذوالقعدہ 8ھ کو مدینہ واپس تشریف لائے۔

⑥8 غزوہ حنین کے بعد : مشرکین کا ایک گروہ وادی نخله کی طرف بھاگ گیا۔ آپ ﷺ نے ایک دستہ ان کے تعاقب میں روانہ فرمایا۔ مشرکین کا دوسرا گروہ اوطاس کی طرف

بھاگ نکلا۔ آپ ﷺ نے حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک دستہ ان کے تعاقب میں ارسال فرمایا۔ شکست خوردہ مشرکین کا ایک ٹولہ نخلہ کی طرف بھاگا۔ آپ ﷺ نے چند صحابہ رضی اللہ عنہم کو ان کے تعاقب میں ارسال فرمایا۔ شکست خوردہ مشرکین کا سب سے بڑا گردہ طائف کی طرف بھاگا اور قلعہ بند ہو گیا۔ اس کا تعاقب آپ ﷺ نے خود فرمایا۔ چند روز قلعہ طائف کا محاصرہ کرنے کے بعد آپ ﷺ واپس تشریف لے آئے۔

⑥۹ ایک ماہ بعد : محرم ۹ھ میں حضرت عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک سریہ بنو تمیم کی طرف روانہ فرمایا یہ لوگ مسلمان ہو گئے۔

⑦۰ ایک ماہ بعد : صفر ۹ھ میں آپ ﷺ نے حضرت قطبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ایک سریہ روانہ فرمایا۔

⑦۱ ایک ماہ بعد : ربیع الاول ۹ھ میں آپ ﷺ نے حضرت ضحاک بن سفیان کلابی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں تبلیغ اسلام کے لئے ایک سریہ روانہ فرمایا۔

⑦۲ اسی ماہ : ربیع الاول ۹ھ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی کمان میں قبیلہ طے کا بت (قلس) منہدم کرنے کیلئے ایک سریہ ارسال فرمایا۔

⑦۳ ایک ماہ بعد : ربیع الثانی ۹ھ میں حضرت حلقہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ساحل جدہ پر موجود چند اکوڑوں کی سرکوبی کے لئے ایک سریہ روانہ فرمایا۔

⑦۴ تین ماہ بعد : رجب ۹ھ میں غزوہ تبوک پیش آیا۔ وقت کی سب سے بڑی سیاسی اور جنگی قوت روم سے مقابلہ کرنے کے لئے آپ ﷺ تیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تبوک روانہ ہوئے اللہ تعالیٰ نے رومیوں کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب اور خوف ڈال دیا اور وہ مقابلہ پر آنے کی جرأت نہ کر سکے۔ تبوک میں قیام کے دوران ایلہ، جرباء، دومتہ الجندل کے حکام سے صلح کے معاہدے فرمائے۔ آپ ﷺ نے تبوک میں بیس روز قیام فرمایا اور واپس مدینہ تشریف لے آئے۔ تبوک کے بلا جنگ سفر نے صرف عالم عرب پر ہی نہیں بلکہ پوری دنیا پر اسلامی حکومت کی دھاک بٹھادی۔

تبوک سے واپسی پر منافقین نے ایک تنگ گھائی میں رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کی سازش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو محفوظ رکھا۔



مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد منافقین کی قوت کا قلع قمع کرنے کے لئے آپ ﷺ نے ان کی سازشوں اور دسیسہ کاریوں کے مرکز مسجد ضرار کو منہدم کروادیا۔
غزوہ تبوک کی عظیم الشان فتح نے تسخیر عرب کا دروازہ کھول دیا لوگ جوق در جوق اسلام قبول کرنے لگے 9 اور 10 ہجری دو سالوں میں کم و بیش 70 وفود از خود حاضر خدمت ہوئے اور اسلام قبول کیا۔

ذوالقعدہ 9ھ میں آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امارت میں 300 صحابہ کرام کو حج کے لئے روانہ فرمایا۔^① اور ذی الحجہ 10ھ میں آپ ﷺ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار (یا چالیس ہزار) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیت میں پہلا اور آخری حج ادا فرمایا جسے حجۃ الوداع کہا جاتا ہے۔

⑦۵ آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا آخری سریہ ”جیش اسامہ بن زید“ تھا جس میں آپ ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر بنا کر سرزمین بلقاء و فلسطین کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا۔ 29 صفر 11 ہجری کو رسول اکرم ﷺ کے مرض الموت کی ابتداء ہوئی۔ آپ ﷺ کے مرض کے دوران ہی یہ سریہ روانہ ہوا، لیکن مقام جرف (مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک مقام) تک پہنچتے پہنچتے آپ ﷺ کا مرض شدت اختیار کر گیا، لہذا وہیں سے لشکر کو واپس آنا پڑا۔ رسول اکرم ﷺ نے 13 یا 14 روز مرض کی تکلیف برداشت فرمائی اور بروز سوموار 12 ربیع الاول 11ھ کو نظر سے قبل 63 سال کی عمر میں روح مبارک قفسِ عصری سے پرواز کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ !
رسول اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کا موضوع بلاشبہ ایک بحرِ بیکراں کی حیثیت رکھتا ہے جس پر گزشتہ چودہ صدیوں میں اپنوں اور پرائیوں نے بہت کچھ لکھا ہے اور قیامت تک مسلسل لکھا جاتا رہے گا چند صفحات میں آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنا تو امر محال ہے مذکورہ بالا سطور میں آپ ﷺ کی

① اس حج میں مشرکین بھی شامل تھے انہوں نے اپنے طریقہ حج کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیج کر آئندہ کے لئے یہ اعلان کروادیا کہ مشرکین سے کئے گئے تمام معاہدے منسوخ سمجھے جائیں، اسے اعلان برأت کہا جاتا ہے اس اعلان کے نتیجے میں عرب میں شرک اور مشرکین کا وجود عملاً خلاف قانون ٹھہرا اعلان برأت کے ساتھ ہی آپ ﷺ نے یہ اعلان کرنے کی ہدایت فرمائی ① دین اسلام قبول نہ کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا ② آئندہ کوئی مشرک حج کے لئے نہ آئے ③ بیت اللہ کے گرد عریاں طواف کرنا منع ہے ④ جن قبائل نے معاہدوں کی خلاف ورزی نہیں کی ان کے ساتھ مدت معاہدہ پوری کی جائے گی۔

حیات طیبہ کے صرف ایک ہی پہلو (یعنی غلبہ اسلام کے لئے آپ ﷺ کی جدوجہد) کا جو اجمالی خاکہ مرتب کیا گیا ہے وہ بھی یقیناً بہت ہی تشہ ہے۔ تاہم اس اجمالی خاکہ سے دو باتیں ہر شخص بآسانی محسوس کر سکتا ہے۔

اولاً بعثت مبارک کے بعد رسول اکرم ﷺ نے اپنی ساری زندگی دعوت اسلام اور غلبہ اسلام کے لئے اس طرح کھپادی کہ واقعی منصب رسالت کا حق ادا کر دیا۔ آپ ﷺ نے کسی کے مذاق اور استہزاء کی پروا کی نہ کسی چھوٹے یا بڑے کی مخالفت کو خاطر میں لائے، کسی اپنے یا پرانے کی دھمکی اور دباؤ کے سامنے جھکے نہ کسی کے ظلم اور جبر سے خوف زدہ ہوئے، قتل کی دھمکیوں سے مرعوب ہوئے نہ قتل کی پے در پے سازشوں اور وارداتوں سے ڈمگائے۔ کسی قسم کا طمع یا لالچ آپ ﷺ کو راستے سے ہٹا سکا نہ ہی کسی کی تکذیب اور تکفیر آپ ﷺ کی منزل کھوٹی کر سکی۔ جب تک خفیہ دعوت کی اجازت تھی خفیہ دعوت دی، جب کتبہ اور قبیلہ کو دعوت دینے کا حکم ملا تو کتبہ اور قبیلہ کو دعوت دینی شروع کر دی جب علی الاعلان دعوت کا حکم ملا تو فوراً علی الاعلان دعوت کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ایک ایک دروازے پر دستک دی، ایک ایک فرد کو سمجھایا، سرداروں کو بھی عامیوں کو بھی، ایمنوں کو بھی غیروں کو بھی، امیروں کو بھی غریبوں کو بھی، مردوں کو بھی عورتوں کو بھی، بچوں کو بھی بوڑھوں کو بھی۔ دن کے وقت بھی سمجھایا راتوں کو بھی سمجھایا، ہانکے پکارے بھی سمجھایا اور چپکے چپکے بھی سمجھایا، کبھی حرم کے اندر کبھی حرم سے باہر، کبھی گلیوں میں کبھی گھروں میں، کبھی عکاظ کے میلوں میں کبھی ذوالحجاز کے بازاروں میں، کبھی منی کی گھاٹیوں میں کبھی مزدلفہ اور عرفات کے میدانوں میں، کبھی شعب ابی طالب کے مصائب و آلام کے دوران اور کبھی طائف میں برستے پتھروں کی بارش میں۔ دن یہاں اور رات وہاں، نہ ادھر قرار نہ ادھر چین!

کئی زندگی کے بعد مدنی زندگی کا آغاز ہوا تو ایک نئے انداز سے کشمکش شروع ہو گئی۔ مکہ میں صرف ایک دشمن سے واسطہ تھا مدینہ منورہ میں چوکھی لڑائی لڑنی پڑی۔^① آج میدان بدر میں ہیں تو کل غزوہ بنو قینقاع درپیش ہے، ابھی غزوہ احد کے صدمہ سے سنبھل نہیں پائے کہ رجب اور بیڑ معونہ کے جگر پاش اور المناک حادثوں نے آلیا، کبھی غزوہ بنو نضیر ہے تو کبھی غزوہ دومۃ الجندل ہے، ادھر غزوہ احزاب سے فارغ ہوئے ادھر غزوہ بنو قریظہ کا حکم آ گیا، غزوہ بنو مصطلق سے ابھی مدینہ منورہ واپسی بھی نہیں ہوئی تھی کہ واقعہ افک کے زہرناک فتنے نے آلیا۔

① مدینہ منورہ میں قریش مکہ کے علاوہ تین دشمنوں کا مزید اضافہ ہو گیا ① یہود و نصاریٰ ② بدوی قبائل اور ③ منافقین۔



غزوہ حدیبیہ سے فرصت ملی تو غزوہ خیبر کی تیاری شروع ہو گئی۔ غزوہ ذات الرقاع سے واپسی ہوئی تو معرکہ موتہ درپیش تھا، غزوہ مکہ سے فارغ ہوئے تو ساتھ ہی غزوہ حنین اور غزوہ طائف کے لئے روانہ ہونا پڑا، ملک کے اندر غزوات اور سرایا سے قدمے سکون ملا تو غیر ملکی مہمات کا سلسلہ تیار تھا۔ انتہائی کٹھن اور مشکل حالات میں پہلے غزوہ تبوک کا معرکہ سر کیا پھر عین مرض الموت میں سہریہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما روانہ فرمایا۔ ساری زندگی اسی کشمکش اور جدوجہد میں گزر گئی۔ یَسْأَلُهَا الْمُزْمِلُ کے دن سے لے کر بِلِ الرِّفِیقِ الْأَعْلٰی کے لمحہ تک نہ تو کوئی چین کا دن نصیب ہوا نہ آرام کی رات میسر آئی۔ رسول اکرم ﷺ کی یہ ساری جاکسل کشمکش اور دن رات کی مسلسل جدوجہد کسی خطہ زمین پر قبضہ کرنے کے لئے تھی نہ مال و دولت سمیٹنے کے لئے، جاہ و حشمت کا حصول مطلوب تھا نہ ہی اپنی بادشاہت کا سکھ جمانا مقصود تھا، صرف ایک ہی بات پیش نظر تھی کہ منصب رسالت کا حق ادا ہو جائے۔

بعثت مبارک کے چودہ پندرہ سو سال بعد پوری دنیا میں مشرق و مغرب کے آخری کناروں تک بلند ہونے والا پرچم تو حید اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے واقعی منصب رسالت کا حق ادا فرمایا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اکرم ﷺ نے جب ایک لاکھ سے زائد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت فرمایا ”قیامت کے روز تم سے میرے بارے میں سوال کیا جائے گا، بتاؤ، تم کیا جواب دو گے؟“ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیک زبان یہ جواب دیا ”قَدْ بَلَّغْتُ وَ أَذِیتُ وَ نَصَحْتُ یَا رَسُوْلَ اللہِ ﷺ“ (یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا، حق رسالت ادا کیا اور ہر طرح سے امت کی خیر خواہی کی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ بے ساختہ گواہی، مبالغہ آرائی تھی نہ محض کلمات تحسین تھے بلکہ یہ ایک ایسی حقیقت تھی جس کا مشاہدہ ایک لاکھ سے زائد انسان گزشتہ 23 برس سے مسلسل اپنی کھلی آنکھوں سے کرتے چلے آ رہے تھے۔ یہ ہے وہ پہلی بات جسے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنے کے بعد ہر آدمی بڑی آسانی سے محسوس کر سکتا ہے۔ سیرت طیبہ کے اس پہلو میں ہمارے لئے قابل توجہ بات یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے جس اسلام کی خاطر اتنی قربانیاں دیں، مصائب و آلام برداشت کئے زندگی بھر مضطرب اور بے چین رہے، اس اسلام کی دعوت و اشاعت کیلئے ہم نے کتنی قربانیاں دیں کتنے مصائب و آلام برداشت کئے کتنا اضطراب اور بے چینی محسوس کی؟ اس سوال کا جواب دینا نہ صرف ”خیر امة“ کی حیثیت سے بلکہ حقوق رحمۃ للعالمین ﷺ کے حوالہ سے بھی ہم سب پر فرض ہے۔



ثانیاً جس بات کی طرف ہم سیرت طیبہ کے حوالے سے اپنے قارئین کرام کی توجہ دلانا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ جس ذات گرامی نے ہماری ہدایت کے لئے عمر بھر مصائب و آلام برداشت کئے، گالیاں سنیں، پتھر کھائے، گھربار چھوڑا، رات دن کہ چین اور سکون حرام کیا، جس ذات گرامی نے ہمیں ہمارے خالق اور مالک سے روشناس کرایا، عقیدہ توحید کا شعور بخشا، ہمیں سونے، جاگنے، اٹھنے، بیٹھنے، چلنے، پھرنے، کھانے، پینے، پہننے، گفتگو کرنے حتیٰ کہ طہارت اور پاکیزگی تک کے آداب سکھلائے۔ نہ جانے عمر عزیز کی کتنی راتیں ہماری مغفرت کے لئے رو رہ کر گزاریں۔ سات آسمانوں کے اوپر جا کر بھی ہمیں فراموش نہیں فرمایا، زندگی کے آخری سانس تک ہماری ہدایت اور مغفرت کے لئے مضطرب اور بے چین رہے، قیامت کے روز بھی ہماری مغفرت کی خاطر اللہ تعالیٰ کے حضور طویل مدت تک سجدہ ریز ہو کر شفاعت کبریٰ کی اجازت حاصل کریں گے۔ حالت اضطراب میں کبھی مقام حساب پر، کبھی مقام میزان پر اور کبھی صراط پر ہماری خبر گیری فرمائیں گے۔ جہنم میں جانے کے بعد بھی لوگوں کو جہنم سے رہائی دلانے کے لئے بار بار اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوں گے۔ کیا اس محسن اعظم ﷺ کے ہم پر بھی کوئی حقوق ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو کون سے حقوق ہیں؟ کبھی ہم نے شعوری طور پر ان حقوق کو جاننے اور ادا کرنے کی کوشش کی ہے؟

یہ ہے وہ دوسری اہم ترین بات جس کی طرف ہم اپنے قارئین کرام کی توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں۔

حقوق رحمۃ للعالمین ﷺ:

- کتاب وسنت کے مطالعہ سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی امت کے ہر فرد پر درج ذیل دس (10) حقوق عائد ہوتے ہیں، جنہیں بجالانا ہر فرد کے ذمہ واجب ہے۔
- ① آپ ﷺ پر ایمان لانا۔
 - ② آپ ﷺ کی اتباع کرنا۔
 - ③ آپ ﷺ سے محبت کرنا۔
 - ④ آپ ﷺ کا ادب کرنا۔
 - ⑤ آپ ﷺ پر درود بھیجنا۔
 - ⑥ آپ ﷺ کی ذات مبارک کا دفاع کرنا۔
 - ⑦ آپ ﷺ کے دین کی نصرت کرنا۔
 - ⑧ آپ ﷺ کے دوستوں سے دوستی اور دشمنوں سے دشمنی رکھنا۔
 - ⑨ اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرنا۔
 - ⑩ آپ ﷺ سے جفا نہ کرنا۔



مذکورہ بالا دس حقوق کی تفصیل قارئین کو کتاب ہذا کے ابواب میں مل جائے گی بعض حقوق کی اہمیت کے پیش نظر ہم ان کا یہاں الگ تذکرہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں جو درج ذیل ہیں:

① آپ ﷺ پر ایمان لانا:

آپ ﷺ کی بعثت مبارک کے بعد مشرق و مغرب کے تمام جن و انس پر یہ واجب ہے کہ وہ آپ ﷺ پر ایمان لائیں۔ ایسا ایمان، جیسا ایمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لائے تھے نہ تو کفار کی بے پناہ طاقت اور قوت انہیں خوفزدہ کر سکی نہ ہی کفار کے مظالم ان کے پائے استقلال میں کوئی لغزش پیدا کر سکے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

① حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ..... قریشی سردار امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو سزا دینے کے لئے امیہ انہیں مکہ کی شدید گرم ریت پر لٹا کر بھاری پتھر سینے پر رکھ دیتا تا کہ حرکت نہ کر سکیں۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو ایسی تپتی زمین پر لیٹے دیکھا ہے کہ اس پر اگر گوشت رکھ دیا جاتا تو وہ بھی جل جاتا۔ کبھی امیہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو لڑکوں کے حوالے کر دیتا، وہ آپ رضی اللہ عنہ کے گلے میں رسی ڈال کر مکہ کی گلیوں اور گھاٹیوں میں گھسیٹتے پھرتے، شام کے وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پاؤں باندھ کر قید میں ڈال دیا جاتا اور رات کے وقت کوڑوں سے مارا جاتا۔ ان سارے سفاکانہ مظالم کے باوجود حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے پائے ثبات میں ذرہ برابر لغزش پیدا نہ ہوئی۔

② حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ..... ایک پتھر دل عورت..... ام انمار، لعنہا اللہ..... کے غلام تھے۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو ان کے کپڑے اتروا کر دیکتے انگاروں پر لٹا دیتی اور سینے پر بھاری پتھر رکھ دیتی یا کسی آدمی کو سینے پر کھڑا کر دیتی کہ پہلو نہ بدل سکیں۔ کبھی آپ کو لوہے کی ذرہ پہنا کر دھوپ میں لٹا دیتی، کبھی لوہا گرم کر کے حضرت خباب رضی اللہ عنہ کے سر کو داغتی۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ تمام لرزہ خیز مظالم سہتے رہے، لیکن اپنے ایمان پر پہاڑ کی طرح سر بلند، عزیمت اور استقامت سے ڈٹے رہے۔

③ حضرت ابو قلیبہ رضی اللہ عنہ..... ایمان لانے کے جرم میں حضرت ابو قلیبہ رضی اللہ عنہ کو بھی حضرت بلال رضی اللہ عنہ جیسے مظالم سہنے پڑے۔ یہ بھی امیہ بن خلف..... لعنہ اللہ..... کے غلام تھے۔ ایک روز امیہ نے حضرت ابو قلیبہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں رسی باندھی اور گھسیٹتے ہوئے باہر لے گیا، تپتی ریت پر لٹا دیا اور اس زور سے گلا دبا یا کہ حضرت ابو قلیبہ رضی اللہ عنہ کی زبان باہر نکل آئی۔

④ آل یاسر رضی اللہ عنہم یمن کے باشندے تھے اور بنو مخزوم کے غلام تھے۔ ابو جہل لعنہ اللہ انہیں بھی انتہائی ظالمانہ سزائیں دیتا، پانی میں غوطے دینا، گرم ریت پر لٹانا، دھوپ میں کھڑے رکھنا اور کوڑوں سے مارنا، روزمرہ کی سزائیں تھیں۔

مشرکین مکہ کے یہ لرزہ خیز مظالم صرف غلاموں کے لئے خاص نہ تھے بلکہ ایمان لانے والے آزاد لوگوں کے ساتھ بھی یہی ظالمانہ سلوک کیا جاتا۔ غلاموں کو تو ان کے مالک سزا دیتے اور آزاد لوگوں کو ان کے قریبی اعزہ باپ، بھائی، چچا وغیرہ سزائیں دیتے۔

قریشی سردار سمیل بن عمرو کے دونوں بیٹوں حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو باپ نے دونوں بیٹوں کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر قید کر دیا، دونوں بھائی سا لہا سال قید و بند کی مصیبتیں جھیلتے رہے۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو ان کے چچا نوفل بن خویلد نے ان پر مظالم ڈھانے شروع کر دیئے، چٹائی میں لپیٹ کر آگ سلگاتا اور دھونی دے کر اسلام چھوڑنے پر مجبور کرتا۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ایک امیر اور خوشحال گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ ایمان لائے تو گھر والوں نے ہاتھ پاؤں باندھ کر قید تنہائی میں ڈال دیا۔ ایمان پر ڈٹے رہے تو گھر سے نکال دیا اور پھر اسی بے سرو سامانی کی حالت میں حبشہ روانہ ہو گئے۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو ان کا بڑا بھائی عثمان بن عبید اللہ رسیوں سے باندھ کر پٹیتا۔ حضرت عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ (ماں کی طرف سے ابو جہل کے بھائی) حضرت سلمہ بن ہشام رضی اللہ عنہ (باپ کی طرف سے ابو جہل کے بھائی) اور حضرت ولید بن مغیرہ رضی اللہ عنہ (حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بھائی) تینوں کو ایمان لانے کے جرم میں اشراف مکہ نے بیڑیاں پہنا کر قید کر دیا، جہاں تینوں حضرات کئی سال تک قید و بند کی مصیبتیں برداشت کرتے رہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو مشرکین مکہ نے حرم شریف کے اندر ہی اتنا مارا کہ سارا بدن لہو لہان ہو گیا۔

حضرت عبداللہ (عبد العزیٰ) رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو ان کے سر پرست چچا نے نہ صرف گھر سے نکال دیا بلکہ بدن کے کپڑے تک اترا لئے۔ والدہ نے ترس کھا کر تن ڈھا پھنے کے لئے ایک چادر دی۔ حضرت

عبداللہ ﷺ نے چادر کے دو ٹکڑے کئے، ایک تہ بند بنا لیا اور ایک کندھوں پر ڈال لیا۔ حضرت عبداللہ ﷺ اسی حالت میں تن تنہا مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔ رسول اکرم ﷺ نے آپ کو ذوالبجادیں (دو کپڑوں والا) کا لقب عطا فرمایا۔

ایمان لانے کے معاملے میں صرف مردوں نے ہی نہیں بلکہ خواتین نے بھی استقامت اور عزیمت کی ایسی ایسی نادر روزگار مثالیں پیش کیں کہ زمین آسمان دنگ رہ گئے۔ ایمان پر ثابت قدمی اور صبر و ثبات کے معاملے میں حضرت سمیہ بنت خطابؓ کا نام نامی نصف النہار پر چمکتا ہوا ایسا سورج ہے جس کی کرنوں سے اہل ایمان قیامت تک اپنے ایمان کو جلا بخشتے رہیں گے۔ ابو جہل لعنہ اللہ حضرت سمیہؓ کو لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا کر دیتا، گالیاں بکتا اور کہتا ”محمد کے دین کا مزہ چکھ“ نجیف و زار بوڑھی خاتون کی ایمان پر ثابت قدمی سے زچ ہو کر ایک روز بد بخت نے حضرت سمیہؓ کی شرمگاہ میں نیزہ مارا جس سے وہ شہید ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

حضرت زینہؓ پر ابو جہل لعنہ اللہ نے اتنا تشدد کیا کہ وہ بینائی سے محروم ہو گئیں۔ حضرت لبینہؓ کو حضرت عمر بن خطابؓ مارتے مارتے تھک جاتے اور کہتے ”میں تمہیں ترس کھا کر نہیں چھوڑ رہا بلکہ تھک گیا ہوں اس لئے چھوڑ رہا ہوں۔“ حضرت لبینہؓ کا ایک ہی جواب ہوتا ”محمد کا دین ہر گز نہیں چھوڑوں گی۔“

حضرت نہدیہؓ اور حضرت ام عیسیٰؓ نے بھی ایمان لانے کے جرم میں بے پناہ مظالم برداشت کئے، لیکن ان کے پائے استقلال میں ذرہ برابر لغزش نہ آئی۔

مکہ مکرمہ میں مشرکین مکہ کے ظلم و ستم کا طوفان جب ناقابل برداشت ہو گیا تو مومن مردوں اور عورتوں نے اپنے گھریا، کاروبار، جائیدادیں اور اعزہ و اقارب کو چھوڑنے میں لمحہ بھر کے لئے تامل نہ کیا اور تن بدن کے دو کپڑوں میں دور دراز اجنبی ملک حبشہ روانہ ہو گئے یا پھر یشرب میں پناہ لی۔

یہ ہے وہ ایمان جو حقوق رحمۃ للعالمین ﷺ میں سب سے سرفہرست ہے۔ شریعت کا مطالبہ یہ ہے کہ ایمان لانا ہے تو ویسا ہی ایمان لاؤ جیسا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایمان لائے تھے ﴿اٰمِنُوْا کَمَا اٰمَنَ النَّاسُ﴾ (13:2)

② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ادب اور احترام:

رسول اکرم ﷺ کی ذات مبارک کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی وہ پاکباز اور مقدس ہستیاں ہیں جو انتہائی خوف اور وحشت کے ماحول میں سخت ترین آزمائشوں کے باوجود ایمان لائے اور رسول اکرم ﷺ کی رفاقت کا حق ادا کیا۔ اپنی جان و مال، عزت و آبرو، گھر بار، اعزہ و اقارب حتیٰ کہ ماں باپ تک سب کچھ قربان کر دیا، لیکن ایمان پر ثابت قدم رہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ”میرے صحابہ کو برانہ کہو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو صحابہ کے مد یا آدھے مد کے ثواب کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔“ (مسلم) ایک دوسری حدیث میں ارشاد مبارک ہے ”جس نے میرے صحابی کو برا بھلا کہا اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سارے ایمان والوں کی لعنت ہے اللہ اس کی فرض یا نفل عبادت قبول نہیں فرمائے گا۔“ (خطیب) پس رسول اکرم ﷺ کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بلا امتیاز ایک جیسا ادب اور احترام کیا جائے، ان سے محبت کی جائے ان کے فضائل اور محاسن بیان کئے جائیں۔ دین اسلام کو ساری دنیا میں پھیلانے کے لئے ان کی جدوجہد اور قربانیوں کا اعتراف کیا جائے۔ آج چودہ صدیاں گزرنے کے باوجود اگر ہم مسلمان ہیں تو بلا مبالغہ اس کا سہرا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سر ہے یا دوسرے الفاظ میں یوں کہہ لیجئے کہ ہمارا ایمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کا محتاج ہے، جنہوں نے ہر طرح کی صعوبتیں اور تکلیفیں اٹھا کر دنیا بھر کے سفر کئے اور پوری دنیا کو ایمان کے نور سے منور کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس بے لوث جدوجہد اور قربانیوں کی تحسین اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں ارشاد فرمائی ہے۔ مہاجرین کی فضیلت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصَرُّوْنَ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۖ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ۝﴾ (8:59)

”مال فے ان فقیر مہاجرین کے لئے ہے جو اپنے گھروں اور جائیدادوں سے نکال باہر کئے گئے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں اور (ہر وقت) اللہ اور اس کے رسول کی مدد میں لگے رہتے ہیں یہی لوگ (دعویٰ ایمان میں) سچے ہیں۔“ (سورۃ الحشر، آیت نمبر 8)

انصار مدینہ کی فضیلت اللہ تعالیٰ نے درج ذیل الفاظ میں بیان فرمائی:



﴿وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ (9:59)

”مال نے ان لوگوں کے لئے بھی ہے جو مہاجرین کی (مدینہ) آمد سے پہلے ایمان لا کر دار الحجرت (یعنی مدینہ منورہ میں مقیم تھے مراد ہیں انصار مدینہ) یہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے ان کے پاس آتے ہیں اور جو کچھ بھی مہاجرین کو (رسول اللہ ﷺ کی طرف سے) دیا جائے اس کی ضرورت اپنے دلوں میں محسوس نہیں کرتے اور اپنی ذات پر دوسروں (یعنی مہاجرین مکہ) کو ترجیح دیتے ہیں خواہ وہ خود ہی محتاج ہوں۔“ (سورہ الحشر، آیت نمبر 9) ❶

مہاجرین اور انصار مدینہ کی انہی قربانیوں اور خلوص کی بناء پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے تمام اہل ایمان کو یہ حکم دیا ہے کہ تم سب ان کی مغفرت کے لئے دعا کیا کرو اور اس بات کی دعا بھی کیا کرو کہ یا اللہ! ہمارے دلوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں کسی قسم کی کدورت پیدا نہ ہونے پائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾ (10:59)

”اور یہ مال نے ان لوگوں کے لئے بھی ہے جو صحابہ کرام کے بعد آئیں گے اور کہیں گے، اے ہمارے رب! ہمارے اور ہمارے ان سب بھائیوں کے گناہ معاف فرما جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لئے کوئی بغض نہ رکھ، اے ہمارے رب! تو بڑا مہربان اور رحم فرمانے والا

❶ اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے ایک انصاری کے ایثار کا بڑا عجیب و غریب واقعہ لکھا ہے جو ہم سب کے لئے سبق آموز ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک شخص (شاید حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی ”یا رسول اللہ ﷺ! میں بھوکا ہوں مجھے کھانا کھائیے۔“ آپ ﷺ نے اپنے گروں سے کھانے کا پتہ کر دیا، لیکن اپنے گروں میں سے کوئی چیز نہ ملی تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا ”تم میں سے کون ہے جو آج کی رات اس کی مہمانی کرے، اللہ اس پر رحم فرمائے۔“ ایک انصاری (حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ) نے عرض کی ”یا رسول اللہ ﷺ! آج رات میں اس کی مہمانی کروں گا چنانچہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اس آدمی کو اپنے گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے کہا ”یہ رسول اللہ ﷺ کا مہمان ہے، گھر میں جو کچھ ہے، اسے کھلاؤ۔“ وہ کہنے لگی ”اللہ کی قسم ہمارے ہاں تو مشکل سے بچوں کا کھانا ہے۔“ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا ”اچھا آج کی رات جب بچے کھانا مانگیں تو انہیں سلا دینا اور جب ہم دونوں کھانا کھائے بیٹھیں تو چراغ بجھا دینا، ہم دونوں کھانا نہیں کھائیں گے اور مہمان کھا لے گا۔“ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا۔ صبح جب حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”آج رات اللہ تم دونوں پر بہت خوش ہوا ہے اور (تمہارے طریقہ ایثار پر) اللہ تعالیٰ کو فخر آگئی۔“ (بخاری)



ہے۔“ (سورہ الحشر، آیت نمبر 10)

مذکورہ بالا آیت سے یہ بات صاف طور پر معلوم ہوتی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد آنے والے تمام مسلمانوں کا ایمان اور اسلام قابل قبول ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ شرط رکھی ہے کہ وہ اپنے دلوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے ادب اور احترام رکھتے ہوں ان کی فضیلت اور عظمت کا اعتراف کرتے ہوں اور ان کے لئے دعا کرتے ہوں۔ حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ امت مسلمہ کے تین گروہ ہیں جن میں سے دو تو گزر چکے ہیں یعنی مہاجرین اور انصار، باقی صرف ایک ہی گروہ ہے یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرنے والا، ان کے فضائل و مناقب بیان کرنے والا، لہذا جس نے امت میں کوئی مقام حاصل کرنا ہے وہ اس تیسرے گروہ میں شامل ہو جائے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان بعض غلط فہمیاں پیدا ہوئیں جن کی بناء پر ناخوش گوار واقعات بھی ظہور پذیر ہوئے، لیکن درج ذیل وجوہات کی بناء پر ہمارا موقف یہ ہے کہ ان واقعات کے بارے میں اہل ایمان کو مکمل سکوت اختیار کرنا چاہئے اور کسی بھی قسم کے تبصرے سے گریز کرنا چاہئے۔

① اللہ تعالیٰ نے بلا استثناء تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے ﴿أُولَٰئِكَ هُمُ الصِّدِّقُونَ﴾ (8:59) ”وہی سچے ہیں، ﴿فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (9:59) ”وہی فلاح پانے والے ہیں۔“ ﴿رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ﴾ (22:5) ”اللہ ان سے راضی ہوا وہ اللہ سے راضی ہوئے۔“ جیسے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات کے بعد کسی بھی صحابی کے بارے میں کوئی ایسی بات کہنا جس سے بے ادبی، گستاخی یا تنقیص کا پہلو نکلتا ہو، اپنے ایمان کی بربادی کے مترادف ہے۔

② خود رسول اکرم ﷺ نے حکم دیا ہے کہ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا نہ کہو (مسلم) آپ ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا تقاضا یہی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باہمی اختلافات پر بحث کرنے کے بجائے مکمل طور پر خاموشی اختیار کی جائے۔

③ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس اعتبار سے پوری امت کے محسن ہیں کہ انہوں نے قرآن مجید کی حفاظت فرمائی۔ رسول اکرم ﷺ کی سنت مطہرہ کو محفوظ کیا اور دنیا میں اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے اپنے گھربار چھوڑے، ہر طرح کی سختیاں اور تکلیفیں برداشت کیں، اللہ تعالیٰ کا دین ایک کونے سے دوسرے



کونے تک پہنچایا۔ آج ہمارا دین اور ایمان جو کچھ اور جیسا کچھ بھی ہے وہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محنت اور جدوجہد کا ہی مرہونِ منت ہے پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس احسان کا تقاضا یہ ہے کہ ان میں سے کسی ایک کے بارے میں بھی زبان پر کوئی ناشائستہ کلمہ لانے کی جسارت نہ کی جائے بلکہ دل کی گہرائیوں سے سب کا ایک جیسا ادب اور احترام کیا جائے ہمارے دل ان کے لئے جذبہٴ تشکر سے معمور رہنے چاہئیں اور زبانوں پر ان کے لئے دعا مغفرت و غنی چاہئے۔

④ آپ ﷺ کی بعثت مبارک سے لے کر آپ ﷺ کی وفات (12 ربیع الاول 11ھ) تک جو کچھ ہمیں ملتا ہے وہ ہمارا دین ہے اور ہماری ہدایت کے لئے کافی ہے۔ 12 ربیع الاول 11ھ کے بعد جو کچھ ہوا وہ ہماری تاریخ ہے دین نہیں اس کا علم حاصل کرنا، اس کی کرید کرنا اور اس پر بحث کرنا قطعاً ضروری نہیں۔

⑤ اہل علم جانتے ہیں کہ ہماری تاریخ میں رطب و یابس ہر طرح کی روایات موجود ہیں مشاجرات صحابہ سے متعلق روایات پر مصری عالم سید محبت الدین الخطیب کا تبصرہ یہ ہے ”وہ روایات جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت کو بگاڑتی اور ان پر بدنامی داغ لگاتی ہیں اور وہم دلاتی ہیں کہ العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہایت کم حوصلہ، کم ظرف اور اخلاقی و انسانی طور پر کم مایہ اور بے بضاعت تھے تو یقین کر لیجئے کہ یہ ان جھوٹے مجوسیوں کی کارستانیوں ہیں جو مسلمانوں کے سے نام رکھ کر اسلامی لباس زیب تن کر کے اسلام کے اولین بانیوں اور علمبرداروں کو بدنام کرنے اور ان پر مکروہ و ذلیل اعتراضات کر کے اپنی آتشِ انتقام کو ٹھنڈا کرنے کی مذموم کوششوں میں مصروف رہے ہیں۔ ہمیں تاریخ کے ان تمام ہر چشموں پر اعتراضات سے کلی طور پر اجتناب کرنا چاہئے جنہیں اہل ہوس، اسلام کے نادان دوستوں اور مفاد پرست مصنفین نے اپنی ذاتی اغراض کی بھینٹ چڑھا دیا اور ان کی اصل حقیقت رفض و بدعت اور مجوسیت کے دبیز پردوں میں دب کر رکھی۔“①

ظاہر ہے ایسی روایات پر اعتماد کر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں کوئی منفی رائے قائم کرنا سراسر اپنی عاقبت برباد کرنا ہے جس سے ہر مومن کو اجتناب کرنا چاہئے۔ رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی برائی بیان کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ لسانِ رسالت مآب سے لعنت پانے والا کہاں اور کیسے فلاح پاسکتا ہے؟



حاصل کلام یہ ہے کہ اہل ایمان پر رسول اللہ ﷺ کا یہ بھی حق ہے کہ وہ آپ ﷺ کے صحابہ کرام ﷺ کا ادب اور احترام کریں۔ ان سے عقیدت اور محبت رکھیں۔ ان کے فضائل، محاسن اور مناقب بیان کریں اور مشاجرات صحابہ ﷺ کے بارے میں اپنی زبانیں روک کر رکھیں اور قرآن مجید کی اس آیت کریمہ پر مکمل ایمان رکھیں ﴿أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾ یعنی ”صحابہ کرام کفار کے مقابلے میں بڑے سخت، لیکن آپس میں بڑے مہربان تھے۔“ (سورہ الفتح، آیت نمبر 29)

③ آپ ﷺ سے جفانہ کرنا:

رسول اکرم ﷺ ساری امت کے محسن اعظم ہیں۔ امت کے ہر فرد، مرد و عورت پر آپ ﷺ کے احسانات اس قدر ہیں کہ ان کا شمار ممکن نہیں۔ کسی بھی محسن کے احسانات کا اصل تقاضا تو یہی ہے کہ اس کے احسان کا بدلہ کسی نہ کسی طرح احسان سے دینے کی کوشش کی جائے، اگر کسی وجہ سے یہ ممکن نہ ہو تو پھر محسن کے احسان کا کم سے کم تقاضا یہ ہے کہ اپنی زبان سے کوئی ایسی بات نہ نکالی جائے یا کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جس سے محسن کو کوئی دکھ یا رنج پہنچے اور یہ بات تو بڑی ہی نمک حرامی اور مکینہ پن کی ہے کہ محسن اپنے ممنون کو کسی ایسی بات یا کام سے روک دے جس سے اسے دکھ یا رنج پہنچ سکتا ہو، لیکن وہ شخص اپنے محسن کی تکلیف اور رنج کا خیال کئے بغیر مسلسل ایسی باتیں یا ایسے کام کرتا چلا جائے جن سے محسن نے روک رکھا ہو۔ پس اگر کوئی مسلمان ایسا کام کرتا ہے جس سے رسول اکرم ﷺ نے واضح الفاظ میں روک رکھا ہے تو وہ شخص یقیناً اپنے محسن اعظم ﷺ سے جفا اور ظلم کا مرتکب ہو رہا ہے۔ اہل علم کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے حقوق میں سے ایک انتہائی اہم حق یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ سے جفانہ کی جائے۔

رسول اکرم ﷺ نے جن باتوں سے منع فرمایا ہے ان کا ذکر کتاب ہذا کے باب ”آپ ﷺ سے جفانہ کرنا“ میں کر دیا گیا ہے۔ یہاں ہم قارئین کرام کی توجہ ایک ایسی رسم کی طرف دلانا چاہتے ہیں جسے شرعی اصطلاح میں بدعت کہا جاتا ہے، یاد رہے بدعت وہ چیز ہے جس کی کتاب و سنت میں کوئی بنیاد نہ ہو ورا سے کارثواب سمجھ کر شروع کیا جائے، بدعت کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے ”جس نے ہمارے دین میں کوئی نئی بات پیدا کی وہ (اللہ کے ہاں) مردود ہے۔“ (بخاری و مسلم)۔ اس رسم سے ہماری مراد عید میلاد النبی ہے۔

عید میلاد النبی: آج سے پندرہ بیس سال قبل تک رجب الاول کے مہینہ میں سیرت النبی ﷺ

کے موضوع پر تقاریر، خطبات جمعہ اور زیادہ سے زیادہ جلسوں اور کانفرنسوں کے ذریعے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ، فضائل، شائل اور مناقب وغیرہ بیان کر کے آپ ﷺ کو خراج عقیدت پیش کیا جاتا تھا۔ دیکھتے دیکھتے یہ خراج عقیدت ایک عجیب و غریب شکل اختیار کر گیا۔ ربیع الاول کا مہینہ شروع ہوتے ہی عقیدت مندان جشن میلاد، عوام الناس سے گلیوں، محلوں، راستوں اور سڑکوں پر چندہ مانگنا شروع کر دیتے ہیں۔ بارہ ربیع الاول کو جگہ جگہ میلاد کے جلوسوں کا خصوصی اہتمام ہوتا ہے جن میں عقیدت مند نئے نئے کپڑے پہن کر شریک ہوتے ہیں۔ بیل گاڑیوں گدھا گاڑیوں پر سپیکر لگائے ہوئے نوجوان اونچی آواز میں، فلمی گانوں کی دھنوں میں نعتیں پڑھتے ہیں۔ سامعین تالیاں پیٹ پیٹ کر بھنگڑا ڈالتے ہیں اور ایسا بے ہنگم شور و غوغا برپا ہوتا ہے کہ الامان والحفیظ۔ چند سالوں سے اس ”کار خیر“ میں یہ اضافہ بھی ہوا ہے کہ بیت اللہ شریف اور مسجد نبوی، خصوصاً قبر شریف پر گنبد کی شبیہ بنا کر جلوس کے ساتھ اٹھائی جاتی ہے۔

سرکار نامہ اربھی اس موقع پر سرکاری عمارتوں اور شاہراہوں پر بجلی کے قمتے جلا کر اور رنگ برنگی جھنڈیاں لہرا کر ثواب دارین حاصل کرتی ہے نیز دارالحکومت میں میلاد النبی کے موضوع پر ایک دو پروگرام کر کے قوم کے سامنے عاشق رسول ہونے کا ثبوت بھی پیش کر دیتی ہے۔ ہمارے نزدیک اس طرح کا جشن میلاد یا عید میلاد النبی کا اہتمام دین اسلام میں بالکل نئی چیز ہے جس کے بدعت ہونے میں کسی قسم کا شک نہیں ہونا چاہئے، اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

① رسول اکرم ﷺ نے نبوت کے 23 سالوں میں کبھی کسی نبی بشمول حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یوم میلاد نہیں منایا۔ حضرت آدم علیہ السلام کا یوم پیدائش، آپ ﷺ نے خود جمعۃ المبارک بتایا ہے۔ (ابن ماجہ) اگرچہ باقی انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں یہ اعتراض کیا جاسکتا ہے کہ ان کا یوم ولادت معلوم نہیں، لیکن اس کا آسان جواب تو یہ ہے جشن میلاد منانے والوں کے نزدیک رسول اللہ ﷺ علم غیب رکھتے ہیں، لہذا آپ ﷺ کو تمام انبیاء کرام کے یوم ولادت کا علم ہونا چاہئے، لیکن آپ ﷺ نے کسی پیغمبر کا جشن میلاد نہیں منایا!

② آپ ﷺ کا یوم پیدائش سوموار ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں کبھی اپنا یوم میلاد نہیں منایا۔

③ آپ ﷺ کی وفات مبارک کے بعد خلفائے راشدین حتیٰ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پورے سو سالہ عہد میں کسی صحابی نے آپ ﷺ کا یوم میلاد نہیں منایا۔

④ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد تابعین تبع تابعین اور ائمہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے آپ ﷺ کا یوم میلاد نہیں منایا۔

یہی وہ ادوار ہیں جن کے بارے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دینی اعتبار سے یہ بہترین زمانے ہیں۔ (مسلم) انہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”انہوں نے میرے سارے حقوق ادا کئے ہیں۔“ (بخاری) ایک بار آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”میری امت 73 فرقوں میں بٹ جائے گی اور ایک کے علاوہ باقی سب فرقے جہنم میں جائیں گے۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ”وہ کون سا فرقہ ہے؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”جو میرے اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقہ پر ہوگا۔“ (ترمذی) اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس بارے میں طریقہ بالکل واضح ہے، لہذا نجات اسی بات میں ہے کہ صحابہ کرام کے طریقہ کی پیروی کی جائے اور جشن میلاد نہ منایا جائے جو شخص جشن میلاد مناتا ہے وہ یقیناً آپ ﷺ پر ظلم اور جفا کا مرتکب ہوتا ہے جس سے بچنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔

آپ ﷺ کی ولادت پر خوشی منانے کے بارے میں ہمارا موقف یہ ہے کہ اس کے لئے کوئی ایک دن یا مہینہ مقرر کرنا جائز نہیں بلکہ سارا سال آپ ﷺ کی سیرت طیبہ، آپ ﷺ کے فضائل و شائے، آپ ﷺ کے محاسن اور مناقب کا ذکر خیر کرتے رہنا چاہئے اور اگر کوئی شخص آپ ﷺ کے یوم ولادت کے حوالہ سے ضرور عملاً اظہار خوشی کرنا چاہتا ہے تو اسے اسی طریقہ سے اظہار خوشی کرنا چاہئے جو آپ ﷺ کی سنت مطہرہ سے ثابت ہے۔ مثلاً اپنے یوم ولادت (سوموار) پر آپ ﷺ نے روزہ رکھنا پسند فرمایا عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے موقع پر دو رکعت نماز اور بکثرت تکبیریں کہہ کر خوشی منانے کا حکم دیا گیا۔ حضرت کعب بن مالک ؓ کی توبہ قبول ہوئی تو انہوں نے صدقہ خیرات کر کے اپنی خوشی کا اظہار فرمایا۔ مسنون طریقہ چھوڑ کر کوئی بھی دوسرا طریقہ اختیار کرنا بدعت ہے اور آپ ﷺ سے جفا کرنے کے مترادف ہے اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو تمام بدعات سے محفوظ اور مامون رکھیں۔ آمین!

توہین رسالت کی سزا:

توہین رسالت ایک ناقابل معافی جرم ہے جس کی سزا قتل ہے، خواہ وہ نام نہاد مسلمان ہو یا کافر۔

عہد نبوی کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

- ① یہودی سردار کعب بن اشرف نے توہین رسالت کا ارتکاب کیا تو آپ ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا اور اسے قتل کیا گیا۔
- ② ابورافع یہودی بھی توہین رسالت کا مرتکب ہوا اور آپ ﷺ کے حکم پر قتل کیا گیا۔
- ③ عبد اللہ بن حنظل آپ ﷺ کی ہجو کیا کرتا تھا، فتح مکہ کے روز آپ ﷺ کے حکم پر اسے قتل کیا گیا۔
- ④ حضرت عمیر بن امیہ رضی اللہ عنہ کی بہن رسول اکرم ﷺ کی توہین اور گستاخی کی مرتکب ہوئی تو حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن کو قتل کر دیا۔ رسول اکرم ﷺ نے اس کا خون رائیگاں قرار دے دیا۔
- ⑤ حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ نے اپنے خاندان کی ایک ملعونہ گستاخ رسول کو قتل کیا۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت دی۔
- ⑥ ابو عصفک یہودی نے توہین رسالت کا ارتکاب کیا تو حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اسے جہنم رسید کیا۔
- ⑦ آپ ﷺ کی گستاخی کرنے والے سردار نصر بن حارث اور عتبہ بن ابی معیط کو جنگ بدر کے بعد آپ ﷺ کے حکم پر قتل کیا گیا۔
- ⑧ گستاخ رسول حویرث بن نقید کو فتح مکہ کے بعد آپ ﷺ کے حکم پر قتل کیا گیا۔ (الصارم المسلول)
- ⑨ قبیلہ بلقیں کی ایک ملعونہ گستاخ رسول عورت کو آپ ﷺ کے حکم پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔
- ⑩ حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی لونڈی نے رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیں تو حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے اس کا خون رائیگاں قرار دے دیا۔
- ⑪ مقیس بن صباب پہلے اسلام لایا پھر مرتد ہو گیا اور کہہ جا کر رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دینے لگا اس کے خاندان کے ایک مسلمان حضرت نمیلہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اسے جہنم رسید کر دیا۔
- ⑫ ملعون خسرو پرویز نے رسول اللہ ﷺ کی توہین کی اللہ تعالیٰ نے اسے اس کے بیٹے کے ہاتھوں قتل کروا دیا۔

اب عہد نبوی کے بعد کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

- ① عبد الملک بن مروان کے عہد میں گورنر یمن ایوب بن یحییٰ نے ایک عیسائی کو توہین رسالت کے جرم



میں قتل کروایا، عبد الملک بن مروان نے اس پر اظہار مسرت کیا۔

② 850ء میں قرطبہ کے ایک عیسائی پادری پولوجنس نے باقاعدہ توہین رسالت کی تحریک کا آغاز کیا تو امیر عبدالرحمن کے بیٹے نے اس کو جہنم رسید کر دیا۔

③ 1183ء میں کرک کے صلیبی کمانڈر ریجنالڈ نے رسول اکرم ﷺ کے بارے میں توہین آمیز کلمات کہے تو سلطان صلاح الدین ایوبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تڑپ اٹھا اور قسم کھائی کہ جب تک اس ملعون سے توہین رسالت کا انتقام نہ لے لوں اپنے محل میں جاؤں گا نہ نیا لباس پہنوں گا۔ سلطان نے بیت المقدس فتح کیا تو سب سے پہلے ملعون کمانڈر کو اپنے ہاتھوں جہنم رسید کیا۔

④ 1924ء میں ہندوستان میں راج پال نے ”رنگیلا رسول“ کے نام سے ایک کتاب شائع کی جس میں رسول اللہ ﷺ پر تعدد ازواج کے حوالے سے بہت دل آزار رکیک حملے کئے۔ 16 اپریل 1929ء کو غازی علم الدین نے اسے جہنم رسید کیا۔

⑤ 1933ء میں آریہ سماج حیدر آباد (سندھ) کے سیکرٹری نھورام نے ”ہسٹری آف اسلام“ کے نام سے ایک پمفلٹ شائع کیا جس میں رسول اکرم ﷺ کے بارے میں زبردست زبان درازی کی۔ غازی عبدالقیوم نے نھورام کو کمرہ عدالت میں قتل کیا۔ انگریز جج نے قہر آلود نظروں سے دیکھتے ہوئے غازی عبدالقیوم سے پوچھا ”تو نے اسے کیوں قتل کیا؟“ غازی عبدالقیوم نے جواب دیا ”اس خنزیر کے بچے نے میرے آقا ﷺ کی شان میں گستاخی کی تھی اور اس کی یہی سزا ہے۔“ غازی عبدالقیوم گرفتار کر لئے گئے، مقدمہ چلا اور 19 مارچ 1935ء کو پھانسی دے دیئے گئے۔

⑥ 1943ء میں شیخوپورہ کے ایک ملعون سکھ جنچل سنگھ نے آپ ﷺ کی شان اقدس میں ہرزہ سرائی کی۔ قصور کے ایک نوجوان نے سکھوں کے ہجوم میں اسے جہنم رسید کیا۔

⑦ تقسیم ہند سے قبل ایک انگریز میجر کی بیوی نے اپنے مسلمان خانا ماں کے سامنے رسول اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کی۔ خانا ماں نے اسی وقت میجر کی بیوی کو قتل کر دیا۔ سر محمد شفیع نے اس کے مقدمہ کی بیرونی کی۔

⑧ 1961ء میں مغلیہ روہ لاہور کے ایک عیسائی پادری نے نبی اکرم ﷺ کی شان میں زبان درازی کی۔ غیر متوند نوجوان زاہد حسین نے موقع پر ہی اس کا سر پھاڑ کر کام تمام کر دیا۔

9 2002ء میں عام عزیز چیمہ نے جرمنی میں خاکے بنانے والے ملعون اخباری کارٹونسٹ پر قاتلانہ حملہ کر کے ناموس رسالت پر اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔

توہین رسالت کے مرتکب بعض ملعونوں کے ہم نے چند واقعات یہاں پیش کئے ہیں جن سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ جب بھی کسی ملعون نے توہین رسالت کا ارتکاب کیا تو اسلامی حکومت نے خود اسے جہنم رسید کیا یا پھر محمد عربی ﷺ کے کسی نہ کسی غلام نے اس سے دیر یا سیر انتقام لیا۔

شریعت اسلامیہ میں توہین رسالت کی سزا طے ہے کہ اسے قتل کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی سنت بھی یہی ہے کہ اگر کوئی اسلامی حکومت کسی وجہ سے سزا نہ دے سکے تو اللہ تعالیٰ خود اس سے عبرتناک انتقام لیتے ہیں۔ اگرچہ رسول اکرم ﷺ پر ایمان لانا بھی ہر انسان پر واجب ہے، لیکن ایمان لانے کے معاملے میں ہر انسان کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ چاہے تو ایمان لائے اور جزا پائے، چاہے تو ایمان نہ لائے اور آخرت میں سزا پائے، لیکن رسول اللہ ﷺ کا ادب اور احترام کرنا ہر مسلم اور غیر مسلم پر واجب ہے اور اس معاملے میں کسی شخص کو یہ اختیار نہیں دیا گیا کہ وہ چاہے تو ادب اور احترام کرے چاہے تو نہ کرے، بلکہ یہ رسول اللہ ﷺ کا بلا امتیاز تمام بنی نوع انسان پر ایسا حق ہے جسے ادا کرنا سب پر واجب ہے۔

اس حق کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ ﷺ کا یہ حق معاف کرنے کا کسی امتی کو اختیار نہیں۔ آپ ﷺ کو اپنی حیات طیبہ میں اس بات کا اختیار تھا کہ توہین رسالت کے مرتکب مجرم کو چاہیں تو معاف فرمادیں چاہیں تو سزا دیں۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں بعض مجرموں کو معاف فرمایا اور بعض کو سزا بھی دی۔ انس بن زینم الدیلی نے آپ ﷺ کی ہجو کی، آپ ﷺ نے اس کا خون رائیگاں قرار دیدیا۔ انس کو معلوم ہوا تو اس نے آپ ﷺ کی مدح میں اشعار لکھے۔ خدمت اقدس میں حاضر ہو کر معافی طلب کی، نوفل بن معاویہ الدیلی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے پرزور سفارش کی، چنانچہ آپ ﷺ نے اسے معاف فرمادیا۔ عبد اللہ بن ابی سرح توہین رسالت کا مجرم تھا، فتح مکہ کے روز آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سفارش پر اسے بھی معاف فرمادیا، لیکن رسول اللہ ﷺ کی وفات مبارک کے بعد اب کسی دوسرے امتی کو خواہ وہ مفتی ہو یا قاضی، خواہ کسی اسلامی ریاست کا حکمران ہی کیوں نہ ہو اسے یہ اختیار نہیں کہ وہ توہین رسالت کے مجرم کو معاف کر دے۔

اس دنیاوی سزا کے بعد آخرت میں ایسے ملعون کے لئے ایسی المناک سزا ہے جس کا اس دنیا میں



کوئی تصویر تک نہیں کر سکتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ ترجمہ ”اور وہ لوگ جو رسول اللہ کو اذیت پہنچاتے ہیں ان کے لئے عذاب الیم ہے۔“ (سورہ التوبہ، آیت نمبر 61)



نام نہاد روشن خیالی کے نام پر جہالت اور تاریک خیالی کا سفاک اور خونخوار پرویزی عہد ستم تو ختم ہوا لیکن یہ عہد ستم ملک اور قوم کو جس عذاب الیم میں مبتلا کر گیا ہے اس سے ملک اور قوم جاں برہوتے ہیں یا نہیں، یہ تو عظیم وخیر ذات ہی بہتر جانتی ہے، بظاہر اس کے آثار قطعاً نظر نہیں آتے، ہاں اگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فضل و کرم شامل حال ہو تو کیا کچھ نہیں ہو سکتا۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

اس عہد ستم کے ”مجرم اعظم“ کے جرائم کی مکمل فہرست مرتب کرنا تو کسی انسان کے بس کی بات نہیں وہ تو صرف اللہ عظیم وخیر ہی جانتے ہیں، البتہ اس کے بڑے جرائم میں سے ایک مساجد اور مدارس کو ساری دنیا کے سامنے دہشت گردی کے مراکز بنا کر ان کے تقدس کو پامال کرنا، ان کی بربادی کے درپے ہونا، ان کی سرپرستی کرنے والوں کے لئے عرصہ حیات تنگ کر دینا ہے۔ مساجد کو رسول اللہ ﷺ نے ”اللہ کے گھر“ قرار دیا ہے۔ (مسلم) اور فرمایا ہے کہ ”روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ پسندیدہ جگہیں مساجد ہی ہیں۔“ (مسلم) مساجد اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے تعمیر کی جاتی ہیں جہاں عبادت کے علاوہ قرآن و حدیث پڑھے اور پڑھائے جاتے ہیں کسی بھی ملک میں مساجد مسلمانوں کی عظمت اور شان و شوکت کی علامت بھی ہوتی ہیں۔ مساجد اور مدارس گزشتہ چودہ سو سال سے ہمیشہ امن و سلامتی کے مراکز رہے ہیں۔ پس اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جو اللہ کے گھروں کو منہدم کرے۔ اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین جگہوں کی ویرانی اور بے آبادی کے درپے ہو جائے اور ان سے تعلق رکھنے والوں کو خوف زدہ کرے، ان میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والوں اور قرآن و حدیث پڑھنے، پڑھانے والوں کو بے دریغ قتل کر ڈالے۔ ایسے ظالموں کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں ذلت اور رسوائی اور آخرت میں عذاب عظیم کا مژدہ ہے۔ (سورۃ البقرہ، آیت نمبر 114)

وطن عزیز کی تاریخ کے اس بدترین اور سیاہ ترین عہد کے حوالے سے ہم اس بات کی شدید ضرورت محسوس کرتے ہیں کہ مساجد اور مدارس کے بارے میں ملحد، بے دین اور کفار کے آلہ کار حکمرانوں کے مکروہ

پروپیگنڈہ کا ازالہ کیا جائے، قرآن وحدیث کی روشنی میں مساجد کی اہیت اور فضیلت کو واضح کیا جائے، معاشرے میں مساجد اور مدارس کے اعلیٰ وارفع کردار پر روشنی ڈالی جائے، مساجد اور مدارس کی سرپرستی کرنے والوں پر مسلط کئے گئے خوف اور دہشت کو دور کیا جائے، مساجد اور مدارس کے ساتھ مسلمانوں کے کمزور ہوتے ہوئے تعلق کو مضبوط بنایا جائے۔ اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ہم نے ”حقوق رحمۃ للعالمین ﷺ“ کے بعد ”کتاب المساجد“ لکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہِ صدی میں انتہائی عجز وانکسار کے ساتھ درخواست ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے مجھ جیسے ناکارہ، بے علم اور بے عمل انسان کی راہنمائی فرمائیں اور اس کا رخیر کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

”حقوق رحمۃ للعالمین ﷺ“ میں حسن و خوبی اور فضائل و فوائد کے تمام پہلو اللہ رحمن و رحیم کے فضل و کرم اور احسان کا نتیجہ ہیں جبکہ خامیوں اور غلطیوں کے تمام پہلو شیطان اور میرے نفس کے شر کے باعث ہیں۔ مجھے اپنے رحمن و رحیم رب کی ذات پاک سے امید واثق ہے کہ وہ میری خطاؤں اور کمزوریوں کو اپنی بے پایاں رحمت کے پردے میں ڈھانپ لیں گے۔

کتاب کی تکمیل میں معاونت فرمانے والے علماء کرام اور دیگر احباب کاتبہ دل سے شکر گزار ہوں۔ آخر میں اللہ تعالیٰ کے حضور دست بستہ دعا ہے کہ وہ کتاب کے مؤلف، مؤلف کے والدین، اساتذہ کرام، اعزہ واقارب، دوست احباب، معاونین، مترجمین، ناشرین اور قارئین کرام کے لئے اس کتاب کو رسول رحمت ﷺ کی شفاعت اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مغفرت کا باعث بنائیں۔ آمین!

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ

الرَّحِمِينَ .

محمد اقبال کیلانی عفی اللہ عنہ

29 رمضان المبارک، 1429ھ

مطابق 29 ستمبر 2008ء

الریاض، سعودی عرب



ضمیمہ

اہل مغرب کا پیغمبر اسلام ﷺ سے تعصب

اور

ہماری ذمہ داریاں

ستمبر 2005ء میں ڈنمارک کے اخبار ”یولانڈ پوسٹن“ کے ملعون کارٹونسٹ نے ”آزادی اظہار“ کے نام پر پہلی مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں خاکے بنانے کی گستاخی کی اور توہین رسالت کا مرتکب ہوا جس کے بعد ناروے، فرانس، جرمنی، اٹلی، ہالینڈ، پرتگال، سپین اور سوئٹزرلینڈ کے اخباروں نے بھی یہ کارٹون شائع کر کے مسلمانوں کے دُشمنوں پر نمک پاشی کی۔ امریکہ اور مغربی ممالک کی حکومتوں، دانشوروں اور ذرائع ابلاغ نے بھی آزادی اظہار کے نام پر توہین رسالت کے مرتکب ملعون کارٹونسٹ اور اخبارات کا تحفظ کیا جس پر تمام مسلم ممالک کے عوام نے شدید ردِ عمل کا اظہار کیا، لیکن افسوس کہ حکومتی سطح پر کہیں بھی کوئی جاندار ردِ عمل سامنے نہ آیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ فروری 2008ء میں ڈنمارک کے ملعون کارٹونسٹ کو قتل کرنے کی منصوبہ بندی کے الزام میں تین مسلمانوں کی گرفتاری کے بعد ڈنمارک کے 17 اخبارات نے ایک ہی روز تمام کارٹون دوبارہ شائع کئے اور ادارے لکھے جن میں اپنی ابلہ سا نہ حرکت کو قتل کی منصوبہ بندی کا ردِ عمل قرار دیا اور وہی شیطانی عذر دوبارہ پیش کیا کہ ہم نے آزادی اظہار کا حق استعمال کیا ہے۔

اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف تعصب اور دشمنی کفار و مشرکین کے رگ و پے میں اس قدر رچ بس چکی ہے کہ ہر آنے والا دن اس میں کمی کی بجائے اضافہ ہی کر رہا ہے۔

ڈنمارک کے ایک بد بخت ملعون یہودی ”کیری“ نے دل آزار 100 کارٹونوں پر مشتمل ایک مکمل کتاب شائع کر دی ہے۔^① ہالینڈ کا ایک ملعون ممبر پارلیمنٹ گرٹ والڈرز توہین قرآن اور توہین رسالت پر

مبنی ایک فلم تیار کر رہا ہے جس کے بارے میں اس نے یہ انکشاف کیا ہے کہ یہ فلم دنیا کو ایک بہت بڑے خطرے سے آگاہ کرے گی اور وہ خطرہ ہے اسلامائزیشن کا۔ گرٹ کا کہنا ہے کہ یورپ کو اس وقت اسلامائزیشن کے سونامی کا سامنا ہے۔ ہمیں اس طوفان کے خلاف بند باندھنے کے لئے متحد ہونا پڑے گا ورنہ یہ مذہب پورے مغرب کو اپنے ساتھ بہا لے جائے گا۔^①

گرٹ ورلڈرز کی فلم کے بارے میں ہالینڈ کی حکومت کا موقف وہی اہل مغرب کا اہلیسانہ موقف ہے کہ فلم پر پابندی لگانا حقوق انسانی کے خلاف ہے۔

یاد رہے کہ گرٹ ورلڈرز نے قرآن مجید کو دہشت گردی کی کتاب قرار دیتے ہوئے اس پر پابندی لگانے کا مطالبہ بھی کیا ہے اور کہا ہے کہ ہمارے ملک میں اس کتاب کے لئے کوئی جگہ نہیں۔^② ویٹی کن کے پاپائے اعظم بندیکٹ نے اپنے ایک خطاب میں یورپین حکمرانوں اور دانشوروں کو تاکید کی ہے کہ ہم تیسرا ہزارہ اسلام کے بغیر دیکھنا چاہتے ہیں۔^③

امریکی نائب صدر ڈک چینی نے ”میری لینڈ“ ریاست میں امریکی بحری اکیڈمی کے ایک اعلیٰ سطحی اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے کہا ہے۔ ”گذشتہ صدی میں ہمیں تین خطرات کا سامنا تھا۔ کمیونزم، نازی ازم اور اسلامی بنیاد پرستی۔ پہلے دونوں خطرے ختم ہو چکے ہیں اب صرف اسلام کا خطرہ باقی ہے۔“^④

2007ء میں اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کرنے کے لئے امریکی یونیورسٹیوں میں 22 تا 26 اکتوبر ہفتہ برائے ”اسلام و فاشٹ آگہی“ منایا گیا جس کے دوران امریکیوں کو مسلمانوں سے نہ صرف خوفزدہ کیا گیا بلکہ ان سے نفرت پر اکسایا گیا۔ ”اسلام و فاشٹ آگہی“ ہفتہ میں اسلام دشمن تنظیموں نے ڈیڑھ کروڑ ڈالر چندہ اکٹھا کیا جو اسلام کے خلاف پروپیگنڈا پر خرچ کیا جائیگا۔^⑤

مسلمانوں کے ازلی دشمن بدطینت برطانیہ نے ہندو نژاد برطانوی شہری ملعون سلمان رشدی کو ”سر“ کے خطاب سے محض اس لئے نوازا ہے کہ اس نے ”شیطانی آیات“ نامی کتاب لکھ کر توہین رسالت کا

① ماہنامہ محدث، لاہور، مارچ 2008ء

② Al Jazeera.net, 8 August 2007

③ مجلہ ”الجمع“، کویت عدد (1795)

④ ایضاً

⑤ اردو نیوز، جدہ (ہفت روزہ روشنی)، 2 نومبر 2007ء

ارتکاب کیا ہے ① اور ساری دنیا کے مسلمانوں کے شدید احتجاج کے باوجود اپنے خبث باطن پر قائم رہتے ہوئے حکومت برطانیہ نے کہا ہے کہ سلمان رشدی کو ”سر“ کا خطاب دینے پر معذرت نہیں کریں گے۔ ②

یورپی ممالک میں کپڑوں، جوتوں، کھیلوں کی اشیاء اور دیگر روزمرہ کے استعمال کی اشیاء پر کلکھ طیبہ، اللہ، محمد کے الفاظ لکھ کر مسلمانوں کی دل آزاری کرنا تو گویا اب کفار کا معمول بن چکا ہے۔

”ترقی یافتہ“، ”مہذب“ اور ”احترام آدمیت“ کے داعی یورپ کی اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے میں یہ تنگ نظری اور تعصب صدیوں پرانا ہے ③ جس کی شدت میں کمی کے بجائے روز بروز اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ آج یورپ کی سر زمین ہر اس ملعون و ہشت گرد کے لئے جنت کا درجہ رکھتی ہے جو اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ سے ذرا بھی بغض اور عناد رکھتا ہے۔ اہل یورپ ایسے دہشت گردوں کو نام نہاد حقوق انسانی اور آزادی اظہار جیسے مکارانہ اور عیارانہ نعروں کی آڑ میں نہ صرف پناہ دیتے ہیں بلکہ ان کی حفاظت پر کروڑوں ڈالر ماہانہ خرچ کر کے ان کی عزت افزائی بھی کرتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ مغرب کے اس تنگ نظر، متعصبانہ اور دل آزار رویہ کے نتیجے میں ہمیں کون سا طرز عمل اختیار کرنا چاہئے جبکہ ہمارے اوپر رسول اللہ ﷺ کی عزت اور ناموس کا دفاع کرنا واجب ہے؟

اس سوال کا جواب تلاش کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ ہم اہل کفار کے اس قدیم دل آزار اور تنگ نظریہ کے اصل سبب تلاش کریں کہ آخر کفار نے اس آزادی اظہار اور آزادی رائے کے دور میں بھی اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف ایسا جارحانہ اور دل آزار رویہ کیوں اختیار کر رکھا ہے مسلمانوں کے شدید رد عمل کے باوجود معذرت کے بجائے وہ مسلسل اصرار کئے چلے جا رہے ہیں کہ آزادی رائے اور آزادی تحریر کے عہد میں ایسا کرنا ان کا پیدائشی حق ہے؟

① روزنامہ اردو نیوز، جدہ 17 جون 2007ء

② روزنامہ اردو نیوز، جدہ 21 جون 2007ء

③ دسمبر 1967ء میں رومن کیتھولک چرچ کے پوپ نے دنیا بھر کے دینی رہنماؤں کے نام نئے سال کا پہلا دن ”یکم جنوری 1968ء“ یوم امن کے طور پر منانے کی درخواست کی جس کے جواب میں سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ نے پوپ کے نام اپنے خط میں یہ لکھا کہ دنیا کے امن میں سب سے بڑی رکاوٹ مسیحی علماء کی وہ تحریروں اور تقریریں ہیں جن میں وہ سیدنا محمد ﷺ، قرآن اور اسلام پر حملے کرتے ہیں اور جن کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ (ملاحظہ ہو خطبات پوپ پاپائے روم کا پیغام اور اس کا جواب) مولانا مودودی رحمۃ اللہ کے مذکورہ جواب سے یہ بات صاف طور پر معلوم ہو رہی ہے کہ اہل کتاب کا اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف تعصب نیا نہیں بلکہ اتنا ہی قدیم ہے جتنا اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی بعثت مبارک!



اس سوال کا جواب تلاش کرنے سے پہلے ہمیں دنیا کے اہم مذاہب کا ایک مختصر سا جائزہ لینے کی ضرورت ہے اس کے بعد ہم باسانی اس سوال کے جواب تک پہنچ پائیں گے۔

دنیا کے قدیم ترین مذاہب میں سے ایران کا مجوسی مذہب، ہندوستان کا ہندومت اور نیپال کا بدھ مت سب سے زیادہ مشہور ہیں۔ ان تینوں مذاہب کے بارے میں ان کی مقدس کتب سے جو معلومات حاصل ہوتی ہیں وہ ہم قارئین کی خدمت میں باری باری پیش کر رہے ہیں۔

مجوسی مذہب: مجوسی مذہب کے بانی زرتشت ایران کے شہر ”رے“ میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام ”پوداشاسب“ اور والدہ کا نام ”دیودھا“ تھا۔ ان کا زمانہ پیدائش 258 ق م (بعض کے نزدیک 588 ق م اور بعض کے نزدیک 600 ق م) تھا۔ زرتشت نے 30 سال کی عمر میں ایک پہاڑی پر گوشہ نشینی اختیار کی جہاں انہیں خدائے واحد ”اھورامزد“ کا مکافضہ حاصل ہوا جس کی طرف انہوں نے لوگوں کو دعوت دینی شروع کی۔ دس سال میں صرف ان کا چچیرا بھائی (نام معلوم نہیں) ان کا ہم خیال بن سکا۔ عوام سے مایوس ہو کر زرتشت بلخ کے بادشاہ گشتاسب کے پاس گئے درباری علماء سے مناظرہ ہوا۔ بادشاہ نے متاثر ہو کر زرتشت کی تعلیمات قبول کر لیں جس کے بعد زرتشت کا مذہب ایران میں تیزی سے پھیلنے لگا۔ 77 سال کی عمر میں ایک تورانی سپاہی نے خنجر مار کر زرتشت کو قتل کر دیا۔

یہ ہیں وہ زیادہ سے زیادہ تفصیلات جو ہمیں زرتشت کے حالات کے بارے میں ملتی ہیں اور اس تفصیل میں بھی اس قدر اختلافات ہیں کہ بعض محققین نے زرتشت کے وجود تک سے انکار کر دیا ہے۔

مجوسی مذہب کی مقدس کتاب کا نام ”اوستا“ ہے جو 72 گاتھوں (گیتوں) پر مشتمل ہے اور یہی 72 گیت مجوسی مذہب کی تعلیمات ہیں۔..... اوستا میں دی گئی تعلیمات زرتشت کی ہیں یا ان کا مصنف کوئی اور ہے اس بارے میں بھی محققین میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ زرتشت کی موت کے 250 سال بعد سکندر اعظم نے ایران پر حملہ کیا تو مارے کتب خانے جلا ڈالے جن میں مجوسی مذہب کی کتب بھی شامل تھیں مجوسی علماء اپنی جانیں بچانے کے لئے غاروں میں جا چپے جب انہیں امن میسر آیا تب انہوں نے اپنے حافظے سے ”اوستا“ مرتب کی۔^①

ہندومت: ہندومت اس اعتبار سے بڑا عجیب و غریب مذہب ہے کہ اس کے بارے میں آج

① تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ”مذاہب عالم کا تقابلی جائزہ“، از چودھری نور محمد

تک کسی کو یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس کا اولین داعی کون تھا؟ اس کا داعی نبی تھا یا غیر نبی؟ اس کا زمانہ کون سا تھا؟ اس مذہب کی اصل اور بنیادی کتاب کون سی ہے۔^①

ہندوؤں کی مذہبی کتاب کا نام ”وید“ ہے جو چار حصوں پر مشتمل ہے ① رگ وید ② یج وید ③ سام وید ④ اتھرو وید۔ مہابھارت شانتی پروشلوک کی روایت کے مطابق دَواَسُر (جنات کا بادشاہ) وید کو چر کر لے گیا آسمان سے سات رشی (بزرگ) نازل ہوئے اور وید کو واپس لا کر دوبارہ جاری کیا۔ اس روایت کی وجہ سے ہندو محققین خود وید کو الہامی کتاب نہیں سمجھتے۔ ویدوں کی تحریر کا زمانہ 800 ق م، بعض کے نزدیک 1000 ق م، بعض کے نزدیک 4000 ق م، بعض کے نزدیک 5000 ق م، بعض کے نزدیک 10,000 ق م ہے۔

اب ایک نظر ویدوں کی تعلیمات پر بھی ڈال لیجئے:

ویدوں میں ذات پات کی تعلیم: ویدوں کی تعلیم کے مطابق برہمن قوم پر ماتما (خدا) کے منہ سے پیدا ہوئی، کشتری قوم بازوؤں سے، ویش قوم رانوں سے اور شودر قوم پاؤں سے پیدا ہوئی۔ برہمن دنیا کی سب سے اعلیٰ مخلوق ہے۔ دنیا میں جو مال و دولت ہے وہ سب برہمن کا ہے۔ برہمن جس عورت کا ہاتھ پکڑے وہ اس کی ہو جاتی ہے۔ برہمن گناہوں سے بالکل پاک ہے، خواہ تینوں عالم کو تباہ و برباد کر دے۔ شودر، ویدن لے تو اس کے کانوں میں سیسہ ڈال دو۔ اگر پڑھے تو اس کی زبان کاٹ دو۔ اگر یاد کر لے تو اس کا دل چیر دو۔ اگر برہمن کے برابر بیٹھ جائے تو اس کی کمر پر داغ لگا کر چوڑا کر جلا وطن کر دو۔ شودر جس عضو سے برہمن کی توہین کرے اس کا وہ عضو کاٹ دو۔

عورت کے بارے میں ویدوں کی تعلیم: عورت دھوکے باز ہے۔ عورت کی عصمت مشکوک ہے۔ عورت کا دل بھیڑیے کی بھٹ ہے۔ عورت باپ کی جائیداد کی وارث نہیں بن سکتی۔ عورت نکاح ثانی نہیں کر سکتی۔ عورت خلع نہیں لے سکتی۔ عورت کو جوئے میں ہارنے اور فروخت کرنے کی اجازت ہے۔ جن لڑکیوں کے بھائی نہ ہوں ان کی شادی نہیں ہو سکتی۔ لڑکیوں کی موجودگی میں لڑکے پیدا کرنے کے لئے شوہر اپنی بیوی کو کسی غیر محرم سے حاملہ روانے (نیوک) کا حکم دے سکتا ہے۔

غیر ہندوؤں کے بارے میں ویدوں کی تعلیمات: ہندو دھرم کے مخالفوں کو زندہ آگ

میں جلا دو۔ ہندو دھرم کے مخالفوں کو درندوں سے پھڑوا ڈالو۔ ہندو دھرم کے دشمنوں کے کھیتوں کو اجاڑ دو اور انہیں بھوکا مار کر ہلاک کر دو۔ ہندو دھرم کے مخالفوں کو سمندر میں غرق کر دو۔ جس طرح بلی چوہے کو تڑپا تڑپا کر مارتی ہے اسی طرح ان کو تڑپا کر مارو۔ مخالفوں کا جوڑ جوڑ اور بند بند کاٹ دو۔ ان کو پاؤں تلے چل دو اور ان پر رحم نہ کرو۔

ویدوں میں شرک کی تعلیم: دیوتاؤں کی کل تعداد 3340 ہے۔ کائنات کا خالق (برہمہ) اور ہے، عشق و محبت کا دیوتا (کام دیو) اور ہے، دشمنوں کو برباد کرنے والا دیوتا (شیو جی) اور ہے، حصول اولاد کے لئے شکتی (مردانہ عضو تناسل) اور پریوتی (زنانہ عضو تناسل) بھی ان کے دیوتا ہیں۔ اس کے علاوہ آگ، پتیل کا درخت، ہاتھی، شیر، سانپ، چوہا، سور، بندر، بیل اور گائے بھی ہندوؤں کے دیوتا ہیں۔ ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ گائے نے زمین و آسمان کو اٹھایا ہوا ہے اس کا گوبر اور پیشاب پینا گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے۔^①

بدھ مت: بدھ مت کے بانی گوتم بدھ^② 568 ق م میں نیپال کے دار حکومت کپل دستو میں ایک راجہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ باپ کا نام ”شندھو دھن“ تھا، والدہ کا نام ”مایا“ تھا۔ سولہ سال کی عمر میں ”جسودھارا“ عورت سے شادی کی جس سے ایک بچہ ”راہل“ پیدا ہوا۔ گوتم بدھ کی ابتدائی 29 سالہ زندگی پردہ انخفا میں ہے۔ گوتم بدھ بچپن سے ہی غور و فکر کا عادی تھا۔ عمر کے تیسویں سال چند مصیبت زدہ لوگوں کو دیکھ کر گوتم بدھ اس قدر متاثر ہوا کہ آبادیوں کو چھوڑ کر جنگلوں اور ویرانوں میں جا بسا اور دنیا کے مصائب و آلام، دکھوں اور تکلیفوں سے نجات پانے کے طریقوں پر غور و فکر کرنے لگا۔ مسلسل 6 سال تک نفس کشی کی، کھانا پینا ترک کیا، مراقبہ اور مجاہدے کئے۔ اس عرصے میں گوتم بدھ کا جسم سوکھ کر کانٹا بن گیا، لیکن ابدی راحت کے حصول کا راز ہاتھ نہ آ سکا، لہذا دوبارہ کھانا پینا شروع کر دیا۔ ایک روز گوتم بدھ پتیل کے درخت کے نیچے مراقبہ کر رہے تھے کہ انہیں اچانک نروان (نجات) کا راز عطا کر دیا گیا جس کے بعد گوتم بدھ کو ابدی راحت کے حصول کا طریقہ معلوم ہو گیا اور گوتم بدھ نے دوبارہ شہروں کا رخ کیا۔ لوگوں کو ابدی راحت حاصل کرنے کے سنہری اصول بتائے، وعظ و نصیحت کی۔ گوتم بدھ کی دعوت اور وعظ و نصیحت کا عرصہ چالیس

① تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ”مذہب عالم کا تقابلی جائزہ“، از چودھری غلام رسول ایم اے۔

② بدھ شکر ت زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب روشنی اور نور ہے۔

سالوں پر محیط ہے لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ ان چالیس سالوں کی کوئی مستند تفصیل تاریخ میں محفوظ نہیں۔ زندگی کے آخری ایام میں گوتم بدھ نے اپنے مریدوں (بھکشوؤں) کو تجویز و تکلیفین کے مسائل بتائے اور نصیحت کی کہ میرے مرنے کے بعد میرے مشن اور تعلیم کو عام کرنا۔ گوتم بدھ نے 80 سال کی عمر میں (488 ق م) گورکھپور کے علاقہ میں انتقال کیا۔

گوتم بدھ نے اپنی زندگی میں کوئی تحریری تعلیمات نہیں چھوڑیں۔ گوتم بدھ کی وفات کے دو سو اٹھارہ (218) سال بعد چوموریہ خاندان کا تیسرا بادشاہ اشوک (270 ق م) حکمران بنا تو اس نے بدھ مت قبول کیا جس سے بدھ مت کو بہت ترقی حاصل ہوئی۔ اشوک نے اپنے عہد حکومت میں بھکشوؤں کا ایک عظیم اجتماع منعقد کروایا جس میں ممتاز بھکشوؤں نے بدھ مت کی تعلیمات کو ”تری پٹیکا“ کے نام سے پالی زبان میں مرتب کیا جو بدھ مت کی مقدس کتاب قرار پائی، چونکہ گوتم کی اپنی زبان پالی نہ تھی، لہذا محققین نے اس کتاب کو کبھی مستند تسلیم نہیں کیا۔^①

اب آئیے معروف الہامی مذاہب کی طرف جن میں یہودیت، عیسائیت اور اسلام شامل ہیں۔
یہودیت: یہودیت کی الہامی کتاب توریت اور زبور ہے جسے عہد نامہ قدیم (Old Testament) یا عہد نامہ عتیق یا پیشاق بنی اسرائیل کہا جاتا ہے۔ عہد نامہ قدیم کے درج ذیل پانچ حصے ہیں:
① پیدائش ② خروج ③ احبار ④ گنتی اور ⑤ استثناء۔ ان پانچ حصوں کو اسفار خمسہ بھی کہا جاتا ہے۔

- عہد نامہ قدیم کے چار ماخذ تسلیم کئے جاتے ہیں:
- ① یہودی متن: یہ متن نویں صدی قبل مسیح لکھا گیا یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے 600 سال بعد۔
 - ② استثنائی متن: یہ متن آٹھویں صدی قبل مسیح لکھا گیا یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے 700 سال بعد۔
 - ③ مرشدانہ متن: یہ متن چھٹی صدی قبل مسیح لکھا گیا یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے 900 سال بعد۔
 - ④ الوہیبی متن: یہ متن سب سے بعد میں لکھا گیا یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے کم و بیش ہزار برس بعد^② یاد رہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی درمیانی مدت 1500 سال ہے۔

① تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ”مذاہب عالم کا تقابلی جائزہ“۔

② ”بائبل، قرآن اور سائنس“، از مورس بوکلے (اردو ترجمہ)، صفحہ 40



”بائبل، قرآن اور سائنس“ کے مؤلف مورس بوکلے کی تحقیق کے مطابق ”تیسری صدی قبل مسیح (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے 1200 سال بعد) عہد نامہ قدیم کے عبرانی زبان میں تین مختلف متن موجود تھے۔ پہلی صدی قبل مسیح (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے 1400 سال بعد) یہ رحمان پیدا ہوا کہ عہد نامہ قدیم کے لئے ایک ہی متن مقرر کیا جائے، لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے ایک صدی بعد تک (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے 1600 سال بعد تک) بھی یہ امر ممکن نہ ہو سکا کہ کسی ایک متن پر سب کا اتفاق ہو سکے۔“^①

”بائبل قرآن اور سائنس“ کے مؤلف تورات میں تحریف کے بہت سے دلائل دینے کے بعد آخر میں لکھتے ہیں ”عہد نامہ قدیم کی تصنیف میں انسانی ہاتھ زیادہ دکھائی دیتا ہے، لہذا یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ ایک اشاعت سے دوسری اشاعت تک اور ایک ترجمہ سے دوسرے ترجمہ تک جو تبدیلیاں واقع ہوئیں ان کی وجہ سے عہد نامہ قدیم کا موجودہ متن گزشتہ ہزار سالہ پرانے متن سے مکمل طور پر مختلف ہے۔“^②

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تورات اور زبور سے ہمیں جو معلومات حاصل ہوتی ہیں وہ زیادہ سے زیادہ یہ ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے گھر پرورش پائی جوان ہوئے تو بنی اسرائیل کے ذوالفراوان کی مدد کرنے کے بعد حکومت کے ڈر سے مدین بھاگ گئے وہیں شادی کی اور طویل مدت بعد واپس چلے۔ راستے میں نبوت سے سرفراز کئے گئے۔ فرعون کے دربار میں پہنچے، اسے معجزے دکھائے، ایمان کی دعوت دی، بنی اسرائیل کی آزادی کا مطالبہ کیا، فرعون نے انکار کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مناسب موقع پا کر بنی اسرائیل کو سمندر عبور کروادیا اور ان کے دشمن کو غرقاب کیا۔ اس کے بعد بنی اسرائیل اپنی نافرمانیوں کی وجہ سے طویل مدت تک صحرا میں بھٹکتے رہے۔ اسی دوران حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو گئی اور انہیں خورب کی ایک وادی ”بیت نفور“ میں دفن کر دیا گیا۔

عیسائیت : عیسائیوں کی الہامی کتاب کا نام انجیل ہے جسے عہد نامہ جدید (New Testament)

بھی کہا جاتا ہے۔ عہد نامہ قدیم اور عہد نامہ جدید دونوں کو ملا کر بائبل کہا جاتا ہے۔ یہودی صرف عہد نامہ قدیم کو مانتے ہیں عہد نامہ جدید کو نہیں مانتے جبکہ عیسائی عہد نامہ جدید کو مانتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں عہد نامہ جدید، عہد نامہ قدیم کا ناخ ہے۔

یہ بات تو تمام عیسائی علماء کے نزدیک بھی متفق علیہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے پیچھے کوئی لکھی ہوئی کتاب نہیں چھوڑی اور یہ بات بھی عیسائی محققین کے نزدیک مسلمہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے 140 سال بعد تک انجیل کا کوئی نسخہ دنیا میں موجود نہیں تھا۔ حضرت عیسیٰ کی وفات سے کم و بیش 200 سال بعد عیسائی جب مختلف فرقوں میں بے^① تو ہر فرقے نے اپنی اپنی مقدس کتابیں تصنیف کرنی شروع کر دیں۔ چنانچہ 325ء (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے تین سو پچیس سال بعد) قسطنطین اعظم نے 300 پادریوں کو کونسل بنائی اور اسے اصل انجیل تلاش کرنے کا حکم دیا۔ کونسل نے مہیا کئے گئے انجیل کے تمام نسخوں کو ایک ڈھیر کی شکل میں میز کے نیچے رکھ دیا اور خداوند سے درخواست کی کہ ان میں سے جو الہامی نسخے ہوں وہ پھلانگ کر میز پر آ جائیں اور جعلی نسخے وہیں پڑے رہیں، چنانچہ ایسا ہی ہوا چار نسخوں کے علاوہ باقی تمام نسخے جعلی قرار دے کر جلا ڈالے گئے اور وہی چار اناجیل مستند قرار پائیں۔^② جن کے نام درج ذیل ہیں

① متی (Methew) کی انجیل۔ ② مرقس (Mark) کی انجیل۔

③ لوقا (Luke) کی انجیل۔ ④ یوحنا (John) کی انجیل۔

ان چاروں انجیلوں کے مصنفین میں سے کسی ایک نے بھی اس بات کی ضرورت محسوس نہیں کی کہ وہ اپنی درج کردہ معلومات کا حوالہ دے کہ ان تک یہ معلومات حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کن کن واسطوں سے اور کتنے واسطوں سے پہنچیں۔ یہی وجہ ہے کہ خود یہودی اور عیسائی محققین کے نزدیک اناجیل کی تحریروں کی کوئی تاریخی اور استنادی حیثیت نہیں، چنانچہ بائبل، قرآن اور سائنس کے مصنف مورس بوکلے کہتے ہیں ”جب ہم انجیل کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں ذرا بھی اس بات کا یقین نہیں ہوتا کہ ہم واقعی مسیح کے الفاظ پڑھ رہے ہیں۔“^③ مورس بوکلے کے اس دعویٰ کی تصدیق خود انجیل کی بعض آیات سے بھی ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر درج ذیل آیات پر غور فرمائیں:

① حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ”مجھ سے پہلے جتنے انبیاء آئے وہ سب چورا اور راہزن تھے۔“^④

① یاد رہے کہ عیسائیوں کے کم و بیش 35 مختلف فرقے ہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ”مذہب عالم کا تقابلی جائزہ“

② ”مذہب عالم کا تقابلی جائزہ“، صفحہ 443 تا 444

③ ”بائبل، قرآن اور سائنس“۔ اردو ترجمہ، صفحہ 11C، شائع کردہ کریسنٹ پبلشنگ کمپنی۔

④ یوحنا، باب 10



② حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک کنعانی عورت (مانگنے) آئی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا ”میں بچوں کی روٹی کتوں کے سامنے نہیں پھینک سکتا۔“^①

③ ”یہ نہ سمجھو کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا ہوں صلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں“ (متی، باب

10، آیت 34)

④ ”جس کے پاس تلوار نہ ہو وہ اپنی پوشاک بیچ کر تلوار خرید لے“ (لوقا، باب 22، آیت 36)

⑤ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہودیوں کو ان الفاظ میں مخاطب فرمایا ”اے ریا کارو، فقیہو اور فریسیو! تم انبیاء کے قاتلوں کی اولاد ہو، اے سانیو، اے افعی کے بچو! تم جہنم کی سزا سے کیونکر بچو گے۔“ (متی، باب

33، آیت 29-33)^②

⑥ نوح علیہ السلام شراب کے نشے میں اپنے گھر ننگے ہو گئے۔ (پیدائش 9 : 20:21)

⑦ یعقوب علیہ السلام کے چوتھے بیٹے یہودہ نے اپنی بہو سے بدکاری کر کے اولاد پیدا کی۔ (پیدائش باب 38)

⑧ ہارون علیہ السلام نے سونے کا بت نبھڑے کی شکل میں بنا کر اس کی پوجا پاٹ کرائی اور شرک جیسے گھناؤنے

جرم کے مرتکب ہوئے۔ (خروج 32: 1-6)

⑨ اپنی ماں کے کہنے پر یعقوب علیہ السلام نے دغا بازی سے کام لیا۔ فریب، جھوٹ اور مکاری کے ساتھ اپنے

ضعیف العمر باپ اسحاق علیہ السلام کو دھوکہ دے کر اپنے بڑے بھائی عیسو کی برکت چھین لی۔ (پیدائش

باب 27)

اب آئیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات زندگی کی طرف۔ انا جیل اربعہ کے مطابق حضرت

عیسیٰ علیہ السلام فلسطین کے شہر ناصره میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام یوسف اور والدہ کا نام مریم تھا۔ (متی باب 1،

آیت 16) آٹھویں روز ختنہ کیا گیا۔ جب آپ بارہ سال کے ہوئے تو والدین یروشلیم لے گئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے ابتدائی 30 سال گوشہ خلعت میں ہیں کوئی نہیں جانتا کہ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی زندگی کے پہلے تیس سال کہاں اور کیسے گزارے؟^③ تیس سال کے بعد حضرت

① مرقس، باب 7، آیات 27-28

② ”مذہب عالم کا تقابلی جائزہ“ میں تینوں اقتباس با ترتیب صفحہ 462، صفحہ 425 اور صفحہ 422 پر ملاحظہ فرمائیں۔

③ تاریخ کلیسا از موسیٰ، بحوالہ ”مذہب عالم کا تقابلی جائزہ“، صفحہ 420



عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت یحییٰ علیہ السلام نے پتہ دیا جس کے بعد ان کی پیغمبری کا آغاز ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شہر شہر، گاؤں گاؤں جا کر لوگوں کو دعوت دی۔ یہودی علماء آپ علیہ السلام کے مخالف ہو گئے اور الزام لگایا کہ عیسیٰ (علیہ السلام) اپنے آپ کو خدا اور خدا کا بیٹا کہلاتا ہے اور یہ الزام بھی لگایا کہ عیسیٰ (علیہ السلام)، داؤد کے تخت کا وارث ہونے کا دعویٰ بھی کرتا ہے اور رومی حکومت کے اندر ایک ایسی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے جو رومی حکومت کا تخت الٹ دے چنانچہ یہودی علماء کے اصرار پر رومی گورنر..... پلاطوس..... نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کرنے کا حکم دیا، گرفتار کرنے والوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک حواری ”یہوداہ اسکر پوتی“ بھی شامل تھا البتہ باقی تمام شاگرد جو حضرت عیسیٰ کے ساتھ تھے وہ سب بھاگ گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر مقدمہ چلایا گیا اور انہیں پھانسی کی سزا دی گئی۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر 33 سال تھی۔ اناجیل کی رو سے تیسرے روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ زندہ کئے گئے۔ اپنے حواریوں سے ملاقات کی چالیس روز اس دنیا میں قیام کے بعد آسمان کی طرف اٹھالے گئے۔ ❶

یہ ہے وہ ساری تفصیل جو ہمیں انجیل کے حوالے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے بارے میں ملتی ہے اور بس!

اب آئیے ایک نظر آخری الہامی مذہب پر بھی ڈالتے چلیں۔

اسلام: اسلام کی مقدس کتاب کا نام، قرآن مجید ہے جو بذریعہ وحی رسول اکرم ﷺ پر نازل ہوئی، جسے آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں ہی بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حفظ کر لیا۔ سیرت کی کتب میں ان تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (مرد و خواتین) کے نام تک محفوظ ہیں۔ نزول وحی کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ نے اس کی کتابت کا بھی اہتمام فرمایا اور یوں آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں ہی سارا قرآن مجید تحریری شکل میں محفوظ ہو گیا جن جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس تحریری شکل میں قرآن مجید موجود تھا، کتب سیر میں ان کے نام بھی محفوظ ہیں۔

عہد صدیقی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے غور و خوض کے بعد تمام قرآن مجید کو یکجا کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنائی جس نے انتہائی کڑی شرائط کے ساتھ قرآن مجید کو یکجا کر دیا۔ عہد عثمانی میں تمام صحیفوں کو جمع کر کے ایک طرح کی طرز تحریر میں لایا گیا جو اس سے پہلے سات مختلف تحریروں میں تھا۔ اس طرح رسول اکرم



ﷺ کی وفات مبارک کے چند سال بعد ہی قرآن مجید کو اس کی موجودہ شکل میں محفوظ کر دیا گیا جو آج تک بغیر کسی رد و بدل کے من و عن موجود ہے۔ گزشتہ چودہ صدیوں میں دشمنان اسلام نے قرآن مجید میں تحریف کرنے کی کئی بار سازشیں کیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے تمام دشمنوں کی سازشوں سے مکمل طور پر محفوظ رکھا۔^۱ مسلمانوں کی الہامی کتاب کے بعد اب ایک نظر پیغمبر اسلام ﷺ کی حیات طیبہ پر ڈالئے۔

آپ ﷺ کی جائے پیدائش: تاریخ پیدائش، اسماء مبارک، شجرہ نسب، والدہ کے پاس تربیت، قبیلہ بنو سعد میں تربیت، بچپن میں پیش آنے والے واقعات، والدہ کی وفات، دادا کی سرپرستی اور وفات، چچا کی سرپرستی، تجارت، پہلا نکاح، اولاد و احفاد، قبل نبوت آپ ﷺ کا اخلاق و کردار، قریش کی لڑائی اور معاہدہ، امین اور صادق ہونے کا اعزاز، حجر اسود کی تنصیب، غار حرا میں گوشہ نشینی، وحی کی ابتداء، خفیہ دعوت، اعلانیہ دعوت، مخالفت، سرداران قریش سے مذاکرات، سفر طائف، معراج، بیعت عقبہ اولی، بیعت عقبہ ثانی، ہجرت، قبا میں قیام، مدینہ منورہ تشریف آوری، اہل کتاب سے عہد و پیمان، غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ احزاب، صلح حدیبیہ، سلاطین کے نام خطوط، سقوط مکہ، حبوک کا سفر، حجۃ الوداع، مرض بالموت، وفات۔ غرض آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے تمام پہلوؤں کی مکمل تفصیل کتب سیر میں موجود ہے۔

آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے بعد آپ ﷺ کی تعلیمات پر ایک نظر ڈال لیجئے۔ ایمان، طہارت، عبادت (نماز، روزہ، زکوٰۃ، عمرہ، حج، صدقہ خیرات، توبہ و استغفار) لین دین، حلال و حرام، تجارت، زراعت، مزدوری، کھانا پینا، سونا جاگنا، چلنا پھرنا، والدین اور اولاد کے حقوق، اعزہ و اقارب اور دوست احباب کے ساتھ سلوک، ازدواجی تعلقات، یتیموں، بیواؤں، مسکینوں اور محتاجوں کے ساتھ سلوک، مہمان نوازی، ہمسایوں کے حقوق، جانوروں کے حقوق، نکاح، طلاق، عدت، ولادت، رضاعت، طبابت، بیماری، تیمارداری، موت، جنازہ، تجہیز و تکفین، تدفین، میراث، امارت، عدالت، امامت، سپہ سالاری، جنگ، صلح، اموال غنیمت، فوج، شکست، دوستی دشمنی، غرض انسانی زندگی سے تعلق رکھنے والے ہر موضوع پر آپ ﷺ کی تعلیمات کتب حدیث میں موجود ہیں، انسانی زندگی کے کسی ایسے گوشے کا نام لیجئے جس کے بارے میں رسول اکرم ﷺ کی تعلیمات کتب احادیث میں موجود نہ ہوں۔ غور فرمائیے رفع حاجت، جنابت، حیض، نفاس اور غسل تک کے مسائل بڑی وضاحت کے ساتھ موجود ہیں۔

۱ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مؤلف کی کتاب ”تعلیمات قرآن“ کا ضمیر بعنوان حفاظت قرآن کی مختصر تاریخ



آپ ﷺ کی تعلیمات کے بعد آپ ﷺ کی ذات مبارک کو لیجئے آپ ﷺ کا حلیہ مبارک کیسا تھا؟ آپ ﷺ کی ہتھیلی، آپ ﷺ کے تلوے، آپ ﷺ کی ایزی، آپ ﷺ کی چنڈی، آپ ﷺ کی بغل، آپ ﷺ کی آنکھ، آپ ﷺ کا دہن، آپ ﷺ کا قد، آپ ﷺ کے بال، آپ ﷺ کا پسینہ، آپ ﷺ کا رنگ کیسا تھا؟ حتیٰ کہ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک میں سفید بالوں کی تعداد کتنی تھی۔ آپ ﷺ کا لباس، آپ ﷺ کا عمامہ، آپ ﷺ کی چادر، آپ ﷺ کے موزے، آپ ﷺ کے نعلین، آپ ﷺ کی انگوٹھی، آپ ﷺ کی کنگھی، آپ ﷺ کا سرمہ، آپ ﷺ کا نکیہ کیسا تھا؟ آپ ﷺ کی گفتگو کیسی تھی، انداز مخاطب کیسا تھا، آپ ﷺ کا مسکرانا اور آنسو بہانا کیسا تھا؟ آپ ﷺ کا مزاح کیسا تھا، آپ ﷺ کا تواضع انکسار کیسا تھا، آپ ﷺ سوتے کیسے تھے، جاگتے کیسے تھے، چلتے کیسے تھے، اٹھتے اور بیٹھتے کیسے تھے، کھانا کیسے کھاتے، پانی کیسے پیتے، کھانے میں کیا پسند تھا، کیا نا پسند تھا؟ خوشبو کون سی پسند تھی، اظہار محبت اور اظہار ناراضی کا طریقہ کیا تھا، ازدواجی تعلقات کیسے تھے؟ اولاد کی تربیت کیسے فرمائی؟ غرض آپ ﷺ کی ذات پاک کے بارے میں کسی ایسے پہلو کی نشاندہی نہیں کی جاسکتی جو کتب سیر میں محفوظ نہ ہو۔

قارئین کرام! مذکورہ بالا تمام مذاہب کی تعلیمات اور ان کے داعی کے حالات زندگی پر بار بار گہری نظر ڈالیں اور پھر غور فرمائیں۔

☆ کیا مجوسیت جیسا غیر محفوظ، غیر یقینی اور محض 72 گیتوں پر مشتمل مذہب اسلام جیسے محفوظ، مکمل اور جامع مذہب کے لئے کسی بھی درجہ میں چیلنج بننے کی صلاحیت رکھتا ہے؟ کیا رسول اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کے مستند، قابل اعتماد اور مفصل حالات زندگی کے مقابلہ میں زرتشت کی زندگی کے انتہائی غیر یقینی، مختصر اور نامکمل حالات زندگی میں دنیا والوں کے لئے کوئی کشش ہو سکتی ہے؟

☆ کیا ہندومت، جس کے داعی نامعلوم ہیں، جس کی مقدس کتب شرک کی تعلیم دیتی ہیں، عورت کو قابل نفرت ٹھہراتی ہیں، اپنے علاوہ دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کو جلانے، پکھنے، قتل کرنے اور چیرنے پھاڑنے کی تعلیم دیتی ہیں، انسانوں کو اعلیٰ اور ادنیٰ درجوں میں تقسیم کرتی ہیں، ایسا مذہب اسلام جیسے امن پسند، عادلانہ حقوق انسانی کے محافظ اور توحید کے علمبردار دین کے لئے کبھی چیلنج بن سکتا ہے؟

☆ کیا بدھ مت، جس کے داعی کی اسی سالہ زندگی میں سے ستر سال کا عرصہ پردہ اخفا میں ہے جس کی تعلیمات اس کے داعی کی موت کے 200 سال بعد اس کے شاگردوں نے مرتب کی ہیں، ایک ایسے مذہب کے



لئے چیلنج بننے کی صلاحیت رکھتا ہے جس کے داعی ﷺ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ پورے یقین کے ساتھ کتب سیر میں محفوظ ہے اور جس کی الہامی کتاب کا ایک ایک حرف صدیوں سے مکمل طور پر محفوظ ہے؟

☆ کیا یہودیت، جس کی مقدس کتاب ”تورات“ کی صحت خود یہودی محققین کی نظر میں مشکوک ہے اور جس کے داعیؑ کی سیرت کے ایک پہلو، یعنی باطل سے ٹکرانے، کے علاوہ باقی تمام پہلو دنیا والوں کی نگاہوں سے اوجھل ہوں کیا ایسا مذہب اسلام کے لئے چیلنج بن سکتا ہے جس کی مقدس کتاب ”قرآن مجید“ گذشتہ چودہ صدیوں سے مکمل طور پر محفوظ ہے اور جس کے داعی ﷺ کی سیرت ہر انسان کو پیدائش سے لے کر موت تک مکمل رہنمائی فراہم کرتی ہے؟

☆ کیا عیسائیت، جس کی الہامی کتاب ”انجیل“ خود عیسائی محققین کے نزدیک مبہم، ناقابل فہم، متضاد اور نامعقول عبارتوں سے بھری پڑی ہے جسے پڑھنے کے بعد قاری انتشار، اضطراب اور پریشانی کا شکار ہو جاتا ہے اور جس کے داعیؑ کی تیس سالہ زندگی میں سے 27 سال دنیا والوں کی نظروں سے مخفی ہیں کیا وہ مذہب اپنے اندر ایک ایسے دین کے لئے چیلنج بننے کا واقعی دم خم رکھتا ہے جس کی مقدس کتاب ”قرآن مجید“ کی صحت کو گذشتہ چودہ صدیوں سے کوئی چیلنج کرنے کی جرأت نہیں کر سکا جس کے داعی ﷺ کی زندگی کے صرف نبوت کے 23 سال ہی نہیں بلکہ نبوت سے قبل کے 40 سال کا ایک ایک لمحہ کھلی کتاب کی طرح پوری دنیا کے سامنے ہے؟

تمام سوالوں کا جواب بالکل واضح اور دو ٹوک ہے ”ہر گز نہیں“

ہمارے اس جواب کا ناقابل تردید ثبوت ان یہودی، عیسائی اور ہندو نو مسلموں کے وہ اعترافات ہیں جو انہوں نے اسلام قبول کرنے سے پہلے باقاعدہ تمام مذاہب کا مطالعہ کرنے کے بعد کئے ہیں۔ چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

① انگلینڈ کے ڈاکٹر خالد شیلڈرک دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد اپنی زندگی کے حالات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں ”میں برطانوی والدین کے گھر پیدا ہوا جو پروٹسٹنٹ چرچ سے وابستہ تھے میرے والد کی آرزو تھی کہ وہ مجھے چرچ کا پادری دیکھے اس لئے مجھے دینی کتب کے مطالعہ میں مصروف دیکھ کر وہ بہت خوش ہوتا۔ والدین کے حکم پر میں چرچ آف انگلینڈ میں باقاعدگی سے جاتا جہاں مجھے یہ بتایا گیا کہ خدا کی ذات واحد تین شخصیتوں کا مجموعہ ہے یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جسے عقل

قبول نہیں کرتی بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ باپ اور بیٹا ہر زمانے میں ساتھ ساتھ موجود ہوں؟ جس زمانے میں باپ کا وجود فرض کیا جائے اسی زمانے میں بیٹے کا وجود بھی ہو یہ ایک ناقابل فہم عقیدہ ہے۔ چرچ میں مجھے یہ تعلیم بھی دی گئی کہ میرے والدین میری پیدائش کی خاطر گناہ کے مرتکب ہوئے اور میں بھی فطرتاً گنہگار ہی پیدا ہوا ہوں۔ مجھے اس تعلیم میں خالق حقیقی کی تدبیروں کی تحقیر اور توہین محسوس ہوئی۔ ان الجھنوں نے مجھے دیگر مذاہب کے مطالعہ پر آمادہ کیا چنانچہ میں نے یہودیت، ہندومت اور بدھ مت وغیرہ کا مطالعہ کیا تقابل ادیان کے لئے مجھے اسلام کا مطالعہ بھی کرنا پڑا اور مجھے یہ سمجھنے میں زیادہ دیر نہ لگی کہ درحقیقت اسلام ہی دین فطرت ہے نہ تو دین اسلام بدھ مت کی طرح نرا خشک فلسفہ ہے کہ انسان کشکول ہاتھ میں لے کر بھکشوؤں کی طرح در بدر بھیک مانگتا پھرے نہ ہی اسلام عیسائیت کی طرح ہے کہ یسوعؑ کی طرح زندگی بھر دشت نور دی کرتا رہے بلکہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو انسان کو عزت اور وقار سے زندگی گزارنے کی راہ دکھاتا ہے ہمیں یسوعؑ کی زندگی کا بھی کوئی حال معلوم نہیں کہ ہم ان سے کوئی رہنمائی حاصل کر سکیں جبکہ حضرت محمد ﷺ کی زندگی کے ایک ایک دن کا حال ہم پر منکشف ہے لہذا مجھے مسلمان ہونے پر کبھی افسوس نہیں ہوا نہ میں اللہ اور اس کے رسول کا دین پکڑنے پر شرمندہ ہوں گا۔^①

② کلکتہ میں ایک ہندو راجہ کے ہاں پیدا ہونے کے بعد دائرہ اسلام میں داخل ہونے والی خاتون جاوید بانویگم نے تحقیق مذاہب کے بارے میں اپنے تجربات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ میں نے سب سے پہلے بدھ مت کا مطالعہ کیا لیکن اطمینان حاصل نہ ہوا پھر عیسائیت کا مطالعہ کیا تو اس سے بھی مایوس ہوئی اور میں نے دوبارہ ہندومت کی طرف رجوع کر لیا لیکن ویدوں کی تعلیم کا انسان کی عملی زندگی سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ جب میں نے اسلام کا مطالعہ کیا تو میں بہت خوش ہوئی میری روح مطمئن ہو گئی کہ میں نے صداقت پالی ہے صرف اسلام ہی دنیا میں ایک ایسا مذہب ہے جو روزمرہ زندگی میں ہمارا سچا رہنما ہو سکتا ہے اور دنیا کے تمام روحانی رہنماؤں میں سے آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ ہی ایک ایسی شخصیت ہیں جو آزادی، اخوت اور مساوات جیسے زریں اصول لے کر آئے ہیں جن پر چل کر انسان نجات حاصل کر سکتے ہیں۔^②

③ انگلینڈ کے حسین روف عیسائی والد اور یہودی والدہ کے گھر پیدا ہوئے ان کی تعلیم و تربیت چرچ آف انگلینڈ کے اصولوں کے مطابق ہوئی دین اسلام سے مشرف ہونے کے بعد اپنے ماضی کے واقعات یوں بتاتے ہیں ”میں نے چرچ آف انگلینڈ کے عقائد اور طریق عبادت کو قریب سے دیکھا میں نے وہاں پر اسراریت کا غلبہ پایا انسانی وقار اور احترام کو تو ہمت تلے کراہتے دیکھا ایک طرف تو ان کے ہاں انسان پیدا انشی گنہگار ہے جبکہ دوسری طرف پوپ اور اس کے حواری معصوم عن الخطا قرار دیئے جاتے ہیں۔ میں نے یہودیت کی مذہبی رسومات کا بھی بغور مشاہدہ کیا لیکن میرے ذہن نے دونوں کو قبول نہ کیا اکتا کر میں نے ہندو فلاسفی کا مطالعہ شروع کیا مگر نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات ان کے ہاں برہمن کو غیر معمولی تقدس حاصل ہے مگر اچھوت کو زندہ در گور کر دیا گیا ہے۔ بدھ مت کا مطالعہ کیا تو محسوس ہوا کہ وہ ذات پات کے نظریے کا رد عمل ہے بدھ ازم میں خالق کائنات کا کہیں تصور نہیں ملتا محض ذاتی نجات کی خاطر غیر فطری تگ و دو کی جاتی ہے اس کے بعد میں نے اسلام کا مطالعہ شروع کیا میں نے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھا تو محسوس ہوا کہ مجھے میری منزل مل گئی ہے میں سا لہا سال سے اسی گوہر کا متلاشی تھا۔ 1945ء میں مجھے عید کے موقع پر شرکت کی دعوت دی گئی میں نے دیکھا کہ دنیا بھر سے مختلف رنگوں، زبانوں اور تہذیبوں کے لوگ بھائیوں کی طرح یک جا ہیں یہاں کسی کو کسی پر فوقیت نہیں نہ کسی امیر میں دولت کا نشہ نظر آیا نہ اس نخوت کا مشاہدہ ہوا جو انگریز اپنے سیاہ فام پڑوسی سے عموماً رادار کھتا ہے ساری فضا توازن اور اعتدال کا حسین امتزاج پیش کر رہی تھی میں نے دنیا بھر کے مذاہب کا مطالعہ کیا مگر کسی میں کشش نظر نہ آئی مگر اسلام نے بہت تھوڑے عرصہ میں مجھے اپنی طرف کھینچ لیا اور میں مسلمانوں کی عظیم برادری کا رکن بن گیا۔ ①

④ میوس بی جولی انگلینڈ کے عیسائی گھرانے میں پیدا ہوئیں اسلام تک پہنچنے کے مراحل کا ذکر کرتے ہوئے بتاتی ہیں کہ میری تعلیم کا آغاز چرچ اسکول سے ہوا جہاں مجھے عیسائی عقائد کی تعلیم دی گئی عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ جب میں نے ان عقائد پر غور و فکر کرنا شروع کیا تو میرا اطمینان ختم ہو گیا حتیٰ کہ میں دہریت کی نذر ہو گئی لیکن سکون پھر بھی حاصل نہ ہوا تب میں نے دیگر مذاہب کا مطالعہ کرنے کا فیصلہ کیا سب سے پہلے بدھ مت کا مطالعہ کیا لیکن بعض اچھی باتوں کے باوجود مجھے بدھ مت میں

ضروری تفصیلات کا غیر معمولی نقطہ نظر آیا لہذا میں نے ہندومت کا مطالعہ شروع کر دیا ہندومت کا مطالعہ کر کے میں بہت شپٹائی کہ عیسائیت میں تو صرف تین خدا ہیں اور یہاں تو ہزاروں خدا کلبلا رہے ہیں اور ان کی کہانیاں اتنی مضحکہ خیز ہیں کہ پڑھتے ہوئے بھی گھن آتی ہے تب میں نے یہودیت کا مطالعہ شروع کیا مجھے اندازہ ہوا کہ میرے معیار کے مطابق ایک مذہب کو جیسا ہونا چاہئے یہودیت اس کے بالکل برعکس ہے پھر میں نے قرآن مجید کا مطالعہ شروع کیا مجھے محسوس ہوا کہ قرآن مجید میری روح پر اثر انداز ہو رہا ہے راتوں پہ راتیں بیت گئیں میں نے قرآن مجید کو نہ چھوڑا آہستہ آہستہ میرے اندر اسلام کی مخالفت کا جذبہ دم توڑ گیا اور میں یہ تسلیم کئے بغیر نہ رہ سکی کہ انسانی زندگی میں مکمل انقلاب صرف محمد ﷺ نے ہی برپا کیا تھا۔ بیسویں صدی کے تمام تر وسائل کے باوجود آج کی حکومتیں اس انقلاب کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتیں بلکہ تہذیبی اور فکری اصلاح کے لئے اسلام ہی کی مرہون منت ہیں۔ یوں میں اسلام کی صداقت کی قائل ہو گئی اور آخر کار اسلام قبول کر لیا۔^①

⑤ چیکو سلواکیہ کے عیسائی گھرانے میں پیدا ہونے والی موزیکا قبول اسلام کے بعد فاطمہ کہلائیں تو اپنے قبول اسلام کی مرحلہ وار داستان یوں بیان کی ”بڑے ہو کر جب میں نے اپنے آبائی مذہب عیسائیت پر غور کیا تو ذہن کو شدید دھچکے لگے اور یہ مذہب قطعی غیر عقلی اور غیر منطقی نظر آیا گھبرا کر یہودیت اور ہندومت کا مطالعہ کیا مگر دماغ نے انہیں بھی قبول نہ کیا تاہم میرا وجدان یہ کہتا تھا کہ میں ایک نہ ایک روز ہدایت ضرور پاؤں گی۔ اسلام کے بارے میں میرا ابتدائی تاثر کچھ زیادہ اچھا نہیں تھا لیکن جب میں نے خود قرآن مجید کا مطالعہ شروع کیا تو فوراً ہی مجھے احساس ہوا کہ اسلام مجھے اپنی طرف کھینچ رہا ہے اور اسکی بے داغ پاکیزہ تعلیمات میری عقل اور فطرت کو اپیل کرنے لگیں خدا اور انسان کا بلا واسطہ تعلق، معاشرتی نظام میں بلا تمیز رنگ و نسل انسانوں میں مساوات اور اسلامی معاشرے میں عورت کا مقام و مرتبہ پڑھ کر میری روح جھوم اٹھی اور مجھے یقین ہو گیا کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول تھے اس یقین کے بعد میں نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔^②

مذکورہ بالا حقائق سے یہ نتیجہ اخذ کرنا مشکل نہیں کہ جب بھی کوئی غیر مسلم سنجیدگی سے تقابلی ادیان کا مطالعہ کرتا ہے تو وہ پورے شعور اور اطمینان کے ساتھ اسلام ہی کا انتخاب کرتا ہے۔ آج دنیا میں اسلام کا

سب سے بڑا مقابلہ مذہب عیسائیت ہے جس کے علمبرداروں نے اسلام کا راستہ روکنے اور عیسائیت کو غالب کرنے کے لئے پوری دنیا کا امن داؤ پر لگا رکھا ہے۔ عربوں نہیں کھربوں ڈالر پانی کی طرح بہائے جا رہے ہیں لیکن اس ساری جدوجہد کے باوجود ٹھوس حقیقت یہ ہے کہ عیسائیت کی ساری تعلیمات خصوصاً عقیدہ تثلیث اس قدر مبہم، ناقابل فہم اور غیر فطری ہے کہ ایک سمجھدار بچہ بھی یہ فلسفہ قبول کرنے کے لئے تیار نہیں یعنی ایک تین اور تین ایک ہوتے ہیں جبکہ اسلام کا عقیدہ تو حید اس قدر فطری، سکون بخش اور قابل فہم ہے کہ سنتے ہی دل میں ترازو ہو جاتا ہے، ایسا کہ نکلنے کا نام نہیں لیتا۔ امریکی نو مسلم صلاح الدین بورڈ کہتے ہیں میں نے لندن سے شائع ہونے والے ایک جریدہ ”افریقین ٹائمز اینڈ اورینٹ ریویو“ کے ایک شمارے میں اسلام کے بارے میں ایک مضمون پڑھا جس کے ایک فقرے نے بے اختیار میری توجہ اپنی طرف کھینچ لی اور میرے دل میں کھب گیا اور وہ تھا ”لا الہ الا اللہ“ حقیقت یہ ہے کہ یہ مختصر سا کلمہ مسلمانوں کی وہ انمول متاع ہے کہ جس پر وہ جتنا بھی فخر کریں کم ہے۔^①

عیسائیت کی بعض دوسری تعلیمات بھی عقیدہ تثلیث کی طرح غیر فطری، ناقابل فہم اور مضحکہ خیز ہیں مثلاً عیسائیت کی رو سے ہر انسان پیدا انسی گنہگار ہے جبکہ اسلام کی رو سے ہر انسان گناہوں سے پاک پیدا ہوتا ہے عیسائیت کی رو سے حضرت عیسیٰ نے چھانی پا کر تمام انسانوں کی نجات کے لئے گناہوں کا کفارہ ادا کیا ہے جبکہ اسلام کی رو سے ہر انسان اپنے اپنے گناہوں کا خود ذمہ دار ہے عیسائیت کی رو سے دو انسان خدا کو حاضر ناظر جان کر ایک دوسرے کے سامنے اپنے گناہوں کا اعتراف کریں تو ان کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں جبکہ اسلام کی رو سے انسان کو صرف اپنے خالق اور مالک کے سامنے اپنے گناہوں کا اعتراف کرنے اور معافی مانگنے کا حکم ہے جس سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ امریکی نو مسلم ابراہیم جیکا کہتے ہیں کہ میں کئی سال تک چرچ میں جا کر ”فادر“ کے سامنے اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا رہا لیکن ”فادر“ نے میرے سامنے کبھی اپنے گناہوں کا اعتراف نہ کیا ایک روز میں نے اپنی یہ خلش ”فادر“ کے سامنے ظاہر کرنے کا تہیہ کر لیا چنانچہ میں نے اگلی حاضری پر ”فادر“ سے یہ سوال کیا تو پردے کے پیچھے ایک لمبا سکوت طاری ہو گیا پھر ”فادر“ نے کہا ”ابھی باہر چلے جاؤ اور صحن میں میرا انتظار کرو میں فارغ ہو کر آؤں گا اور اطمینان سے تمہارے سوالوں کا جواب دوں گا۔“ میں باہر آ گیا پروگرام ختم ہونے کے بعد میں ایک گھنٹہ تک



فادر کا انتظار کرتا رہا مگر وہ نہ آئے میں گھر چلا گیا اور پھر کبھی چرچ کا رخ نہ کیا۔“^①
غور فرمائیے! عیسائیت کی ان تعلیمات پر کبھی انسانی فطرت مطمئن ہو سکتی ہے؟ قیامت تک نہیں،
عیسائیت کی ان غیر فطری تعلیمات کے ساتھ ساتھ بائبل کا مسئلہ طور پر محرف ہونا بذات خود ایک بہت
بڑے اضطراب اور خلش کا باعث ہے جبکہ قرآن مجید کا چودہ سو سال سے مکمل طور پر محفوظ ہونا بذات خود دنیا
والوں کے لئے زبردست اطمینان اور سکون کا باعث ہے۔

حال ہی میں امریکی ریاست ٹیکساس کے کیتھولک چرچ کا ایک پادری اپنے کاروباری شریک تاجر
مسلمان کو عیسائی بنانے کی کوشش کرتے ہوئے اس وقت خود مسلمان ہو گیا جب اسے یہ معلوم ہوا کہ گزشتہ
چودہ سو سال سے مسلمانوں کی مقدس کتاب ”قرآن مجید“ کا صرف ایک ہی ایڈیشن شائع ہو رہا ہے جبکہ ان
کے گھر میں اس وقت بھی بائبل کے تین مختلف ایڈیشن موجود تھے۔ والد کے پاس ”King James
version of the Bible“، بیوی کے پاس ”Jimy Swagurt version of Bible“ اور خود
اس کے اپنے پاس ”Revised Standard version of the Bible“^② (نوٹ: مؤلف کی
لائبریری میں بائبل کا جو نسخہ ہے اس پر ”The Holy Bible new International version“
کے الفاظ لکھے ہیں گویا یہ ایک الگ ایڈیشن ہے۔ مؤلف)

امرواقعہ یہ ہے کہ آج دنیا میں قدیم یا جدید کوئی ایسا مذہب نہیں جو علمی یا عملی پہلو سے اسلام کے
مقابلہ میں اپنے اندر کوئی معمولی سی کشش یا جاذبیت رکھتا ہو تحقیق اور تدقیق کے اس دور میں جو بھی غیر
جانبداری سے دنیا کے مذاہب کا مطالعہ کرے گا اس کے لئے اسلام کا انتخاب کئے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہوگا
بلکہ اس سے ایک قدم آگے بڑھ کر ہمیں یہ دعویٰ کرنے میں بھی قطعاً کوئی تامل نہیں کہ آج کی بڑی طاقتوں
کی سفاکی، جبر، ظلم اور دہشت گردی سے زخم خوردہ دنیا نے جب کبھی امن و سلامتی، عدل و انصاف اور
مساوات و مواخات پر مبنی نظام کے حصول کی سنجیدہ کوشش کی تو اسے خواہی نخواہی اسلام ہی کی طرف رجوع
کرنا پڑے گا۔

یہ ہے وہ نوشتہ دیوار جو مشرق و مغرب کی تمام غیر مسلم حکومتوں اور ان کے دانشوروں کے ذہنوں پر

① ”ہم کیوں مسلمان ہوئے“ از ڈاکٹر عبدالغنی فاروق صفحہ 301

② سر روزہ دعوت، دہلی، بحوالہ ہفت روزہ تکبیر، کراچی 23 جولائی 2008ء صفحہ 48

ایک ڈراؤنے خواب کی طرح مسلط ہے انہیں خوب معلوم ہے کہ حریت فکر اور آزادی اظہار کے اس دور میں اگر مسلمانوں کو امن کے چند عشرے میسر آگئے تو پوری دنیا میں غلبہ اسلام کی منزل بہت قریب آجائیگی۔ اسی ڈراؤنے خواب سے بچنے کے لئے نائن الیون کا ڈرامہ رچایا گیا پھر اس کے فوراً بعد دہشت گردی کا افسانہ تراشا گیا، قرآن مجید کی توہین کی گئی، پیغمبر اسلام ﷺ کی توہین کے قبیح جرم کا بار بار ارتکاب کیا گیا تاکہ مسلمانوں کو مشتعل کر کے مسلسل حالت جنگ میں رکھا جائے۔ اشاعت اسلام پر خرچ ہونے والے بے پناہ وسائل تباہ کئے جائیں اور ہر قیمت پر غلبہ اسلام کی منزل کھوٹی کی جائے۔

اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف کفار کے تعصب اور دل آزار رویے کا سبب معلوم ہونے کے بعد اب ہم اپنے اصل سوال کی طرف واپس آتے ہیں کہ اندریں حالات ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں؟

ہماری ذمہ داریاں:

جیسا کہ اس سے پہلے ہم عرض کر چکے ہیں کہ شریعت اسلامیہ میں توہین رسالت کی سزا قتل ہے۔ عیسائیت کے علمبردار ملک برطانیہ میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی سزا پھانسی ہے، لہذا ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ مسلم ممالک اقوام متحدہ سے بلا استثناء تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی عزت اور ناموس کے تحفظ کا قانون منظور کرواتے جس پر عمل درآمد کروانا اقوام متحدہ کی ذمہ داری ہوتی، لیکن المیہ تو یہ ہے کہ پچاس سے زائد اسلامی ممالک گزشتہ دس سال سے نام نہاد ”دہشت گردی“ کے نام سے مسلسل کفار کے ہاتھوں پٹ رہے ہیں، لیکن کسی ملک میں اتنا دم خم نہیں کہ وہ ”دہشت گردی“ کی تعریف متعین کرنے کے لئے اقوام متحدہ میں آواز ہی اٹھاسکے؟

اس صورت حال میں اہل ایمان کو کیا کرنا چاہئے؟ یہ ہے وہ سوال جس کا جواب ہم آئندہ سطور میں پیش کر رہے ہیں۔

جمہوری ممالک میں ایسے مواقع پر اپنے جذبات کا اظہار کرنے کے لئے اجتماعی مظاہرے، جلوس اور ریلیوں وغیرہ کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ بلاشبہ لوگوں کی کثیر تعداد کے سڑکوں پر آنے سے نہ صرف حکومت پر مثبت قدم اٹھانے کے لئے دباؤ بڑھتا ہے بلکہ دنیا کو بھی ایک واضح پیغام مل جاتا ہے، لیکن اس طریقہ احتجاج میں سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ جرائم پیشہ لوگ یا ملک دشمن عناصر مشتعل ہجوم کو بڑی آسانی سے قانون شکنی



کی راہ پر ڈال دیتے ہیں جس کے نتیجے میں توڑ پھوڑ، لوٹ مار اور گھبراہٹ، جلاؤ کے واقعات پیش آتے ہیں۔ دوسری طرف قانون نافذ کرنے والے ادارے امن وامان قائم کرنے کی کوشش میں لوگوں کی جانیں تک لینے سے گریز نہیں کرتے۔ 1989ء میں ملعون سلمان رشدی کی ”شیطانی آیات“ پر احتجاج کرتے ہوئے 6 آدمی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ 2005ء میں ڈنمارک کے ملعون صحافی کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے 15 افراد پولیس کی گولیوں کا نشانہ بنے۔ دہشت گردی کے موجودہ ماحول میں دہشت گرد ایسے پُر ہجوم مظاہروں کو بڑی آسانی سے نشانہ بنا سکتے ہیں جس سے معاملات پہلے کی نسبت کہیں زیادہ سنگین اور پیچیدہ ہو جاتے ہیں دیے بھی یہ ایک عارضی نوعیت کا طریقہ احتجاج ہے جس سے کوئی مستقل فائدہ حاصل کرنا ممکن نہیں۔ لہذا ہماری ناقص رائے میں ایسے اقدام، جن میں فائدہ کے بجائے نقصان زیادہ ہو، سے گریز ہی بہتر ہے۔

احتجاج کا ایک دوسرا طریقہ جو پہلے طریقہ سے نسبتاً زیادہ موثر اور معقول ہے وہ یہ ہے کہ متعلقہ غیر مسلم ممالک کے سفارت خانوں میں ٹیلیفون، فیکس یا ای میل پر اپنا احتجاج ریکارڈ کروایا جائے۔ 2005ء میں پہلی مرتبہ جب ڈنمارک اور دیگر یورپی ممالک نے خاکے شائع کئے تو سعودی علماء نے احتجاج کرنے کے لئے عوام کی بڑی قابل تحسین رہنمائی کی۔ نماز جمعہ کے بعد مساجد میں ایسے اوراق تقسیم کئے گئے جن پر خاکے شائع کرنے والے جریدہ ”جیلنڈ پوسٹن“ کا ٹیلی فون نمبر (004587383838)، فیکس نمبر (004533303030) اور ای میل (jp@hp.dk) ڈنمارک کی وزارت خلیجہ کا ٹیلی فون نمبر (0045339200)، فیکس نمبر (004532540533) اور ای میل (um@um.dk) دیئے گئے تھے۔ اور ال ریاض (سعودی عرب) میں ڈنمارک کے سفارت خانے کا ٹیلی فون نمبر، فیکس نمبر ای میل مہیا کئے گئے تھے۔ صرف یہی نہیں بلکہ احتجاج ریکارڈ کروانے کے لئے انگریزی زبان میں درج ذیل فقرات بھی بتائے گئے

"Stop your unjust attack on our Prophet. This is not freedom of speech, but rather a direct insult. You have managed to hurt the feeling of a billion Muslim"

ہماری ناقص رائے میں یہ طریقہ احتجاج مظاہروں اور جلوسوں کی نسبت بہت بہتر ہے لہذا افراد کو بھی اس پر عمل کرنا چاہئے اور جماعتوں کو بھی۔



کسی ملک کی مصنوعات کا بائیکاٹ بھی احتجاج کا بڑا موثر ذریعہ ہے۔ معاشی تباہی نے روس جیسی سپر پاور کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ 2005ء میں صرف کویت کے بائیکاٹ سے ڈنمارک کو $1\frac{1}{2}$ ارب سالانہ کا نقصان ہوا۔ سعودی عرب میں معاشی مقاطعہ کی تحریک کے نتیجے میں امریکی اشیاء کی کھپت میں 30 تا 40 فیصد کمی آئی۔ 2006ء میں (ARLA FOOD) اراٹوڈ کمپنی کو مسلم دنیا کے بائیکاٹ کی وجہ سے روزانہ 1.6 ملین ڈالر کا نقصان اٹھانا پڑا جس کے نتیجے میں کمپنی کو صرف عرب دنیا میں اپنے 50 ہزار تجارتی مراکز میں سے 47 ہزار تجارتی مراکز بند کرنا پڑے۔^① لہذا یہ طریقہ بھی تمام مسلمانوں کو بھرپور جذبہ ایمانی کے ساتھ استعمال کرنا چاہئے۔ عوام الناس میں شعور پیدا کرنے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ خوابیدہ جذبات کو بیدار رکھنے کے لئے موثر الفاظ پر مشتمل خوبصورت سکرز کا استعمال بھی بہت مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

2005ء میں توہین رسالت پر رد عمل ظاہر کرتے ہوئے سعودی عرب میں دیگر ذرائع ابلاغ کے علاوہ سکرز کے ذریعہ عوام الناس نے نہ صرف اپنے بے پناہ جذبہ ایمانی کا اظہار کیا بلکہ مسجدوں، ہسپتالوں، دفاتروں، سکولوں، ڈاک خانوں، یونیورسٹیوں، بازاروں، سپر مارکیٹوں، ریلوے سٹیشنوں، ہوائی اڈوں حتیٰ کہ اپنی اپنی گاڑیوں پر سکرز لگا کر دفاع ناموس رسالت کو ایک مستقل تحریک بنا دیا چند سکرز کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

① لَنْ نَمُوتَ مِنَ الْجُوعِ اِذَا قَاطَعْنَا مُنْتَجَاتِ دَوْلَةِ الْاَبْقَارِ الدَّنَمَارِكِيَّةِ فَاَلْبَدِيلُ مُتَوَفِّرٌ
”گائے بیل کے ملک ڈنمارک کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنے سے ہم ہرگز بھوکے نہیں مریں گے جبکہ ان کی متبادل اشیاء بھی موجود ہیں۔“

② قَاطِعُوا مُنْتَجَاتِ الدَّنَمَارِكِ وَالنُّرُوْجِ لَا سِتِهْزِ اِيْهَمْ بِالْحَبِيْبِ مُحَمَّدٍ ﷺ اَللّٰهُ اَكْبَرُ
وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهِ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ

”ہمارے محبوب حضرت محمد ﷺ کے استہزاء کرنے پر ڈنمارک اور ناروے کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرو، اللہ اکبر، عزت اللہ اور اس کے رسول اور اہل ایمان کے لئے ہے۔“

③ قَاطِعْ وَلَا تَتَرَدَّدْ ، اِنْتَصِرْ لِدِيْنِكَ ، اِنْتَصِرْ لِنَبِيِّكَ

”بائیکاٹ کرو اور ڈگمگامت، اپنے دین اور نبی کا انتقام لو۔“

④ لِأَجْلِ الرَّسُولِ الْكَرِيمِ مُحَمَّدٍ ﷺ يَجِبُ أَنْ لَا تَنْسَى مُقَاطَعَةَ الذَّنْمَارِكِ إِلَى الْأَبَدِ. ”عزت والے رسول حضرت محمد ﷺ کی خاطر ہمیں ذنمارک کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنا کبھی نہیں بھولنا چاہئے۔“

⑤ وَلَا تَتَسَوَّا إِنَّكُمْ سَوْفَ تَلْقَوْنَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى نَهْرِ الْكُوفْرِ فَمَاذَا سَتَقُولُونَ لَهُ وَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا عَلِمْتُمْ؟ أَرَأَيْتُمْ يَا شَبَابَ لَا تَجْعَلُوا الْأَمْرَ يَمُرُّ عَلَيْكُمْ مُرُورَ الْكِرَامِ وَتَخِيلُوا لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ سَبَّ أُمِّكَ وَاحْتَكَّ فَمَاذَا سَيَكُونُ رَدُّ فِعْلِكَ؟ وَهَلْ أَهْلَكَ وَذَوِيكَ، أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ”مت بھولو، قیامت کے روز حوض کوثر پر تمہاری ملاقات رسول اللہ ﷺ سے ہونے والی ہے اور جو حقائق ہیں ان کا تمہیں خوب علم ہے پھر وہاں رسول اللہ ﷺ کو کیا جواب دو گے؟ ہم نوجوانوں سے امید کرتے ہیں کہ وہ اس ہرزہ سرائی سے ہرگز صرف نظر نہ کریں۔ ذرا غور کرو اگر کوئی شخص تمہاری ماں یا بہن کو گالی دے تو تمہارا رد عمل کیا ہوگا؟ کیا تمہارے اہل و عیال اور مال و منال تمہیں اللہ کے رسول ﷺ سے زیادہ محبوب ہیں؟“

⑥ سَلَّيْتُ يَدَيَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَذِّيكَ وَكُلُّنَا بِجَمِيعِ الرُّوحِ نَفْدِيكَ ”یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو تکلیف پہنچانے والے ہاتھ ٹوٹ جائیں ہم سب جسم و جان کے ساتھ آپ پر فدا ہیں۔“

مذکورہ بالا طریقے کفار کے قابل نفرت اور دل آزار رویوں پر محض اپنا رد عمل ظاہر کرنے کی مختلف صورتیں ہیں جن کے کچھ نہ کچھ اثرات اور نتائج یقیناً برآمد ہوتے ہیں تاہم ہمارے نزدیک کرنے کا اصل کام یہ ہے کہ کفار کی ان اشتغال انگیز کاروائیوں کے جواب میں صبر تحمل سے کام لیا جائے اشتعال میں آنے اور تصادم کی راہ اختیار کرنے سے بچا جائے اور اپنی تمام تر توجہ غیر مسلم ممالک میں اسلام کی نشر و اشاعت پر مرکوز کی جائے۔ بلاد مغرب میں بلاشبہ بہت سی دینی جماعتیں، تنظیمیں، ادارے، مراکز اور عرب و عجم کے جید علماء فضلاء بڑی تن دہی سے اسلام کی نشر و اشاعت کا مقدس فریضہ سرانجام دے رہے ہیں اور اس کے خاطر خواہ نتائج بھی برآمد ہو رہے ہیں عوام الناس ہی نہیں بلکہ اشرافیہ کا دانشور طبقہ بھی متاثر ہو رہا



ہے ❶ تاہم موجودہ حالات میں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ نشر و اشاعت کے کام کو مزید منظم اور تیز کیا جائے دینی جماعتیں اس کا خیر کی بجائے آوری کے لئے طویل مدت کی منصوبہ بندی کریں اہل خیر دل کھول کر اس مقدس فریضہ کی انجام دہی میں اپنا کردار ادا کریں مساجد، مدارس اسلامی مراکز سے اپنے تعلق کو مستحکم کیا جائے، زیادہ سے زیادہ مساجد، مدارس اور اسلامی مراکز کھولنے پر توجہ دی جائے اسلام سے دلچسپی رکھنے والے ایک ایک فرد کو اہم سمجھا جائے اور اسے راہنمائی کے لئے ہر طرح کی سہولت مہیا کی جائے طبقہ اشرافیہ سے روابط رکھنے والے مسلمانوں کو بھی اس معاملے میں اپنی ذمہ داریاں پوری کرنی چاہئیں اور اسلام کا پیغام پہنچانے میں کسی قسم کی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھنی چاہئے۔ بلاد مغرب میں مقیم ہر مسلمان اپنے اوپر یہ فرض کر لے کہ وہ اپنی زندگی میں کم از کم ایک غیر مسلم کو ضرور قرآن مجید مہیا کرے گا۔ کاش کوئی رجل رشید یورپ کے تمام چھوٹے بڑے رسائل اور جرائد میں صرف سورۃ اخلاص (قل هو اللہ أحد....) ہی مقامی زبان میں ترجمہ کے ساتھ شائع کروادے۔ بلاشبہ اس کے بھی حیران کن نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔

ہماری ناقص رائے میں کفار کے دل آزار رویوں کا اس سے اچھا انتقام اور کوئی نہیں ہو سکتا کہ جس راستے سے وہ ہمیں ہٹانا چاہتے ہیں ہم پوری عزیمت اور استقامت کے ساتھ اس راستے پر گامزن رہیں اور جس منزل تک پہنچنے سے وہ ہمیں خوف زدہ کرنا چاہتے ہیں ہم بلا خوف و خطر اس منزل کی طرف بڑھتے چلے جائیں۔ بعید نہیں دعوت و ارشاد کے نتیجے میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ آج کے شر سے ہمارے لئے بھی اسی طرح خیر پیدا فرمادیں جس طرح تاتار کے شر سے خیر پیدا فرمادیا۔

❶ امریکی جریدہ ٹائم کی رپورٹ کے مطابق یورپ میں مساجد اور اسلامی مراکز کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے 1970ء میں فرانس میں صرف ایک درجن مساجد اور اسلامی مراکز تھے اب اکی تعداد 1300 تک پہنچ چکی ہے 600 اسلامی تنظیمیں کام کر رہی ہیں اور مسلمانوں کی تعداد 6 لاکھ ہے۔ برطانیہ میں 1963ء میں مساجد اور اسلامی مراکز کی تعداد صرف 13 تھی جواب 600 تک پہنچ چکی ہے برطانیہ میں 1400 اسلامی تنظیمیں دعوت کا کام کر رہی ہیں اور مسلمانوں کی تعداد 20 لاکھ ہے۔ اٹلی میں مساجد اور اسلامی مراکز کی تعداد 450 ہے اور مسلمانوں کی تعداد 10 لاکھ ہے جرمنی میں مساجد اور اسلامی مراکز کی تعداد 1400 ہے جبکہ مسلمانوں کی تعداد 40 لاکھ ہے (ماہنامہ بیداری حیدرآباد سندھ 2008ء)۔ بیجیم کی کل آبادی ایک کروڑ ہے ان میں سے 1/4 لاکھ مسلمان ہیں برطانوی اخبار ٹیلی گراف میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق 2020ء تک برطانیہ میں کلیساؤں کے مقابلہ میں مساجد زیادہ آباد ہوں گی کیونکہ اسلام وہاں تیزی سے پھیل رہا ہے جنوبی کوریا کی آبادی 5 کروڑ ہے جن میں سے 1/2 لاکھ مسلمان ہیں۔ (مجلد جمع کویت عدد 1794 بحوالہ ماہنامہ بیداری ستمبر 2008ء)

یاد رہے 617ھ میں چنگیز خان نے ممالک اسلامیہ پر حملے شروع کئے اور مسلسل سات سال تک لاکھوں نہیں کروڑوں مسلمانوں کا خون بہایا اس کے بعد اس کے پوتے ہلاکو خان (651ھ) نے مسلمانوں کا قتل عام شروع کیا اور لاکھوں مسلمانوں کو تہ تیغ کیا۔ اتنے وسیع قتل عام کے بعد کسی کو توقع نہ تھی کہ مسلمان دوبارہ کبھی سر اٹھانے کے قابل ہوں گے، لیکن اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی قدرت کاملہ ملاحظہ ہو کہ بعض مخلص علماء حق کی مسلسل شبانہ روز جدوجہد اور محنت سے ہلاکو خان کا پوتا نکودار خان (بن اباقا خان بن ہلاکو خان، 680ھ) مسلمان ہوا اور تخت نشین ہو کر اپنا نام احمد خان رکھا۔ سلطان احمد خان نے اپنی مملکت میں کافرانہ رسم و رواج ختم کر کے اسلامی آئین نافذ کیا۔ سلطان احمد خان کی دعوت پر بہت سے دوسرے مغل سردار بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ خراسان میں ہلاکو خان کا پوتا غازان خان (بن ارغون خان بن اباقا خان بن ہلاکو خان، 696ھ) نے شیخ صدر الدین حموی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور اپنا نام محمود خان رکھا۔ محمود خان نے اسلام قبول کرنے کے بعد اشاعت اسلام کے لئے بہت جدوجہد کی اور یوں فتنہ تاتار نہ صرف ختم ہوا بلکہ ایک بہت بڑے شر سے اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی خیر پیدا فرمادی۔ بقول علامہ اقبال **رحمۃ**۔

ہے عیاں فتنہ تاتار کے افسانے سے

پاسباں مل گئے کعبے کو ضم خانے سے

حاصل کلام یہ ہے کہ کفار کے متعصبانہ دل آزار رویوں کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے ہمیں تمام مروجہ طریقے استعمال کرنے چاہئیں لیکن اپنی اصل ذمہ داری یعنی اسلام کی دعوت اور نشر و اشاعت سے لمحہ بھر کے لئے غافل نہیں ہونا چاہئے اور نہ ہی کوئی ایسا جذبہ باقی یا انتہا پسندانہ قدم اٹھانا چاہئے جس سے دعوت اور نشر و اشاعت کے مشن کو نقصان پہنچے۔

اللہ تعالیٰ نے اسلام کو باقی تمام ادیان پر غالب کرنے کے لئے بھیجا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے **هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ** ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اسے باقی ادیان پر غالب کرے خواہ مشرکوں کو کتنا ہی ناگوار ہو (سورہ الصف آیت 9)۔ گزشتہ چودہ صدیوں سے اپنے عقائد اور حقائق کے اعتبار سے اسلام باقی تمام ادیان پر اس طرح غالب ہے کہ آج تک کوئی اسے چیلنج نہیں کر سکا چھ سات سو سال تک دنیا کے مشرق و مغرب میں سیاسی اعتبار سے بھی اسلام غالب رہا لیکن جب تاتاریوں



نے علماء و فضلاء کو بے دریغ قتل کرنا شروع کیا مدارس اور مساجد برباد کر دیں لاکھوں نہیں کروڑوں کی تعداد میں مسلمانوں کی کتب نذر آتش کر دیں تو اس کے بعد مسلمانوں کا سیاسی زوال شروع ہو گیا اب طویل مدت کے بعد پھر مسلمانوں کی جدوجہد کا گراف زوال سے عروج کی طرف شروع ہو چکا ہے جبکہ کفار کی ترقی کا گراف عروج سے زوال کی طرف بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے غلبہ اسلام میں اب جتنی تاخیر ہوگی وہ ہماری کمزوریوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے ہوگی آج ہمیں گذشتہ کمزوریوں اور کوتاہیوں کا کفارہ ادا کرنے کی شدید ضرورت ہے اللہ تعالیٰ کے حضور دست بستہ دعا ہے کہ اسلام کی نشر و اشاعت اور دعوت کے کام میں ہماری کمزوریوں اور کوتاہیوں کو دور فرما کر اپنی ذمہ داریاں بھرپور طریقے سے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین! اللہ یَجْتَبِیْ اِلَیْهِ مَنْ یَّشَاءُ وَ یَهْدِیْ اِلَیْهِ مَنْ یُّنِیْبُ ○ ترجمہ: اللہ جسے چاہتا ہے اپنے کام کے لئے چنتا ہے اور ہدایت اسے دیتا ہے جو اسکی طرف رجوع کرے (سورہ الشوریٰ آیت 13)

وصلی اللہ علی نبینا محمد والہ و صحبہ اجمعین!

الْحَقُّ الْأَوَّلُ الْإِيْمَانُ بِهِ ﷻ

پہلا حق آپ ﷺ پر ایمان لانا

مسئلہ 1 آپ ﷺ کی بعثت مبارک کے بعد اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کو آپ ﷺ پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے۔

﴿فَآمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّوْرَ الَّذِیْۤ اَنْزَلْنَا وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌۭ ۝۶۴﴾ (8:64)
 ”ایمان لاؤ اللہ پر، اس کے رسول پر اور اس نور (یعنی قرآن مجید) پر جسے ہم نے نازل کیا ہے جو عمل تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔“ (سورۃ التغابن، آیت نمبر 8)

مسئلہ 2 دنیا پر بسنے والے تمام انسان آپ ﷺ پر ایمان لانے کے مکلف ہیں۔
 ﴿وَمَاۤ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَافَّةً لِّلنَّاسِۭ بِشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ لٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝۳۴﴾ (28:34)

”اور ہم نے سارے لوگوں کے لئے تمہیں بشیر (خوشخبری دینے والا) اور نذیر (ڈرانے والا) بنا کر بھیجا ہے لیکن لوگوں کی اکثریت نہیں جانتی۔“ (سورہ سہا، آیت نمبر 28)

﴿قُلْ یٰۤاٰیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا ۚ الَّذِیْ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ فَآمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ کَلِمٰتِہٖ وَ اتَّبِعُوْهُ لَعَلَّکُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝۷﴾ (158:7)

”(اے محمد ﷺ) کہو، اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں، وہ اللہ جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے، لہذا ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر جو نبی اور امی ہیں۔ اور ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور اس کے ارشادات پر، اس کی اتباع کرو تاکہ سیدھی راہ پاؤ۔“ (سورۃ الاعراف، آیت نمبر 158)

مسئلہ 3 جنات بھی آپ ﷺ پر ایمان لانے کے مکلف ہیں۔

﴿وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنصِتُوا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِينَ ۚ قَالُوا يٰقَوْمُنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنزِلَ مِنْ رَبِّكَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَىٰ طَرِيقٍ مُّسْتَقِيمٍ ۚ يٰقَوْمُنَا أَجِيبُوا دَاعِيَ اللَّهِ وَآمِنُوا بِهِ يَغْفِرَ لَكُمْ مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابِ أَلِيمٍ ۝﴾ (31-29:46)

”اور جب ہم جنوں کی ایک جماعت کو تمہاری طرف لے آئے تاکہ وہ قرآن سنیں، جب وہ اس جگہ پر پہنچ گئے (جہاں تم قرآن پڑھ رہے تھے) تو انہوں نے (آہیں میں) کہا: خاموش ہو جاؤ، پھر جب قرآن پڑھا جا چکا تو وہ خبردار کرنے والے بن کر اپنی قوم کی طرف لپٹے، انہوں نے (جا کر اپنی قوم سے) کہا: اے ہماری قوم! ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد نازل کی گئی ہے، اپنے سے پہلے آئی ہوئی کتب کی تصدیق کرنے والی ہے۔ حق کی راہ نمائی کرتی ہے اور راہ راست کی طرف لے جانے والی ہے۔ اے ہماری قوم کے لوگو! اللہ کی طرف بلانے والے کی دعوت قبول کرو اور اس پر ایمان لے آؤ، اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمائے گا اور تمہیں عذاب الیم سے بچالے گا۔“ (سورۃ الاحقاف، آیت نمبر 29 تا 31)

مسئلہ 4 آپ ﷺ پر ایمان نہ لانے والے جہنم میں جائیں گے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنَ أَصْحَابِ النَّارِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے، اس امت کا کوئی بھی آدمی خواہ وہ یہودی ہو یا عیسائی، میرے بارے میں سن لینے کے بعد اس حالت میں مر جائے کہ وہ اس تعلیم کو نہ مانے جسے دے کر میں بھیجا گیا ہوں، تو وہ جہنمی ہے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 5 حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان!

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى

أَصْبَحَ يَتَحَدَّثُ النَّاسَ بِذَلِكَ فَأَرَادَ نَاسٌ مِمَّنْ كَانُوا آمَنُوا بِهِ وَصَدَّقُوهُ وَسَعَوْا بِذَلِكَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ ؓ، فَقَالُوا: هَلْ لَكَ إِلَى صَاحِبِكَ يَزْعُمُ أَنَّهُ أُسْرِيَ بِهِ اللَّيْلَةَ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدَسِ؟ قَالَ أَوْ قَالَ ذَلِكَ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: لَيْنَ كَانَ قَالَ ذَلِكَ لَقَدْ صَدَّقَ، قَالُوا: أَوْ تُصَدِّقُهُ أَنَّهُ ذَهَبَ اللَّيْلَةَ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدَسِ وَجَاءَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ؟ قَالَ: نَعَمْ إِنِّي لَأُصَدِّقُهُ فِيمَا هُوَ أَبْعَدُ مِنْ ذَلِكَ أَصَدِّقُهُ بِخَبَرِ السَّمَاءِ فِي غَدْوَةٍ أَوْ رُوحَةٍ فَلِذَلِكَ سُمِّيَ أَبُو بَكْرٍ ؓ الصَّدِيقُ. رَوَاهُ الْحَاكِمُ ① (صحیح)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی اکرم ﷺ کورات کے وقت مسجد اقصیٰ لے جایا گیا اس سے اگلی صبح نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو اس کی خبر دی، کچھ لوگ جو آپ ﷺ پر ایمان لائے تھے اور تصدیق کی تھی وہ مرتد ہو گئے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھاگے بھاگے آئے اور کہا ”کیا تجھے اپنے دوست کے بارے میں معلوم ہے وہ دعویٰ کر رہا ہے کہ راتوں رات بیت المقدس سے ہو کر آیا ہے؟“ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا ”کیا اس نے واقعی یہ بات کہی ہے؟“ لوگوں نے کہا ”ہاں، واقعی کہی ہے۔“ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”اگر کہی ہے تو پھر اس نے سچ ہی کہا ہے۔“ لوگوں نے پھر پوچھا ”کیا تو تصدیق کرتا ہے کہ وہ رات کو بیت المقدس گیا اور صبح سے پہلے واپس پہنچ گیا۔“ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا ”ہاں، میں اس سے بھی زیادہ ناقابل یقین باتوں کی تصدیق کرتا ہوں یعنی صبح و شام آسمان سے آنے والی خبروں کی تصدیق کرتا ہوں۔“ تب آپ کو صدیق کا خطاب دیا گیا۔ اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایمان!

مسئلہ 6

عَنْ ضُمَرَةَ ؓ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَضَى لِلْمُحِقِّ عَلَى الْمُبْطِلِ فَقَالَ الْمُقْضَى عَلَيْهِ لَا أَرْضَى، فَقَالَ صَاحِبُهُ: فَمَا تَرِيدُ؟ قَالَ: أَنْ نَذْهَبَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ ؓ الصَّدِيقِ ؓ فَذَهَبَا إِلَيْهِ، فَقَالَ الَّذِي قَضَى لَهُ: قَدْ اخْتَصَمْنَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَضَى لِي، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ ؓ فَأَنْتُمَا عَلَى مَا قَضَى بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَبَى صَاحِبُهُ أَنْ يَرْضَى، قَالَ نَأْتِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ؓ فَأَتِيَاهُ، فَقَالَ الْمُقْضَى لَهُ: قَدْ اخْتَصَمْنَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَضَى لِي عَلَيْهِ فَأَبَى أَنْ يَرْضَى فَسَاءَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ؓ فَقَالَ: كَذَلِكَ فَدَخَلَ عُمَرُ ؓ

مَنْزِلَةً وَخَرَجَ وَالسَّيْفُ فِي يَدِهِ قَدْ سَلَّهُ فَضَرَبَ بِهِ رَأْسَ الَّذِي أَبِي أَنْ يَرْضَى فَقَتَلَهُ ،
فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴾ (الآية) . ذَكَرَهُ ابْنُ كَثِيرٍ ❶

حضرت ضمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی اپنا مقدمہ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے جھوٹے شخص کے مقابلہ میں سچے شخص کے حق میں فیصلہ فرمادیا۔ جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا اس نے کہا ”میں اس فیصلہ پر راضی نہیں ہوں۔“ دوسرے شخص نے کہا ”پھر تم کیا چاہتے ہو؟“ اس نے کہا ”چلو ہم ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس چلتے ہیں۔“ دونوں فریق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے جس کے حق میں فیصلہ ہوا تھا اس نے (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو) بتایا ”ہم نے یہ مقدمہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا اور آپ ﷺ نے میرے حق میں فیصلہ فرمادیا تھا۔“ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”میرا فیصلہ بھی وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔“ جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا اس نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بات ماننے سے بھی انکار کر دیا اور کہنے لگا ”ہم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے ہیں۔“ چنانچہ دونوں فریق حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جس کے حق میں فیصلہ ہوا تھا اس نے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے) عرض کیا ”ہم نے یہ مقدمہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا، آپ ﷺ نے میرے حق میں فیصلہ فرمادیا تھا، لیکن اس شخص نے ماننے سے انکار کر دیا ہے۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے دریافت فرمایا تو اس نے اعتراف کیا (کہ ہاں واقعی) معاملہ ایسا ہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر واپس گئے اور پلٹے تو ان کے ہاتھ میں تلوار تھی، اسے بے نیام کیا اور انکار کرنے والے کی گردن اڑادی (اس پر ورثاء نے قصاص کا مطالبہ کیا تو) اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی ﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴾ ترجمہ: ”اے محمد! تیرے رب کی قسم، لوگ مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے باہمی اختلافات میں تمہیں فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں پھر جو بھی فیصلہ تم کرو اس پر دل میں جنگی محسوس نہ کریں اور اسے سر بسر تسلیم کر لیں۔“ (سورۃ النساء، آیت نمبر 65) اسے ابن کثیر نے نقل کیا ہے۔

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کا ایمان!

مسئلہ 7

عَنْ خَبَّابٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كُنْتُ قَيْنًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ لِي دَيْنٌ عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ ، قَالَ : فَأَتَاهُ يَتَقَاضَاهُ ، فَقَالَ : لَا أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ ، فَقَالَ : وَاللَّهِ ! لَا أَكْفُرُ

حَتَّى يُمِيتَكَ اللَّهُ ثُمَّ تَبِعْتُ ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ①

حضرت خباب (بن ارت) رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں زمانہ جاہلیت میں لوہار کا پیشہ کرتا تھا اور (میرے مالک) عاص بن وائل کی طرف میری کچھ رقم نکلتی تھی میں اس کے پاس اپنی رقم مانگنے گیا تو کہنے لگا ”جب تک تو محمد (ﷺ) کا انکار نہیں کرے گا میں تجھے تیری رقم نہیں دوں گا۔“ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے کہا ”واللہ! اگر تو مر کر دوبارہ زندہ ہو جائے تب بھی میں محمد ﷺ کا انکار نہیں کروں گا۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 8

حضرت عمار بن یاسر، حضرت سمیہ، حضرت صہیب، حضرت بلال اور

حضرت مقداد رضی اللہ عنہم کا ایمان!

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ ۖ قَالَ كَانَ أَوَّلَ مَنْ أَظْهَرَ إِسْلَامَهُ سَبْعَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَ أَبُو بَكْرٍ وَ عُمَارُ وَ أُمُّهُ سُمَيَّةٌ وَ صَهْبٌ وَ بِلَالٌ وَ الْمِقْدَادُ ۖ فَأَمَّا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَمَنْعَهُ اللَّهُ بِعَمِهِ أَبِي طَالِبٍ وَ أَمَّا أَبُو بَكْرٍ فَمَنْعَهُ اللَّهُ بِقَوْمِهِ وَ أَمَّا سَائِرُهُمْ فَأَخَذَهُمُ الْمُشْرِكُونَ وَ أَلْبَسُوهُمْ أَذْرَاعَ الْحَدِيدِ وَ صَهَرُوهُمْ فِي الشَّمْسِ فَمَا مِنْهُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ أَنَاهُمْ عَلَى مَا أَرَادُوا إِلَّا بِلَالًا فَإِنَّهُ هَانَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهُ فِي اللَّهِ وَ هَانَ عَلَى قَوْمِهِ فَأَخَذُوهُ فَأَغَطَوْهُ الْوَلْدَانِ فَجَعَلُوا يَطْوِفُونَ بِهِ فِي شَعَابٍ مَكَّةَ وَ هُوَ يَقُولُ أَحَدٌ أَحَدٌ . رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ ②

(حسن)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سب سے پہلے سات آدمیوں نے اپنا اسلام ظاہر کیا ①
رسول اللہ ﷺ ② حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ③ حضرت عمار رضی اللہ عنہ ④ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہ ⑤ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ ⑥ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور ⑦ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ۔ رسول اللہ ﷺ کو تو اللہ تعالیٰ نے ان کے چچا ابوطالب کے ذریعہ قریش مکہ کے مظالم سے محفوظ رکھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم کے ذریعہ بچائے رکھا اور جہاں تک باقی پانچ حضرات کا تعلق تھا انہیں مشرک پکڑ لیتے اور لوہے کی زرہ پہنا کر تیختی دھوپ میں لٹا دیتے۔ ان میں سے تمام افراد نے اپنی زبان سے کفار کے مطلب کی بات ادا کر دی (اور اپنی جان بچالی) سوائے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے۔ انہوں نے اللہ کی راہ میں اپنی جان (کے

① کتاب التفسیر، سورۃ مریم، باب کلا سنکتب ما یقول

② کتاب السنۃ، باب فی فضائل اصحاب رسول اللہ ﷺ فضل سلمان و ابی ذر و المقداد رضی اللہ عنہم (122/1)

ہلاک ہونے) کی پرواہ نہ کی اور اپنی (مشرک) قوم کے سامنے ذلیل اور رسوا ہوتے رہے۔ مشرک انہیں پکڑ لیتے اور لڑکوں کے حوالے کر دیتے جو انہیں مکہ کی گھاٹیوں میں گھسیٹتے پھرتے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ مسلسل یہی کہتے جاتے ”اللہ ایک ہے، اللہ ایک ہے۔“ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کا ایمان!

مسئلہ 9

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ عُمَةَ غَابَ عَنْ بَدْرٍ قَالَ غِبْتُ عَنْ أَوَّلِ قِتَالِ النَّبِيِّ ﷺ لَعِنَ أَشْهَدُنِي اللَّهُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَكَيْرَيْنِ اللَّهُ مَا أَحَدٌ فَلَلَقَى يَوْمَ أُحُدٍ فَهَزَمَ النَّاسُ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعْتَذِرُ إِلَيْكَ بِمَا صَنَعَ هَؤُلَاءِ يَعْنِي الْمُسْلِمِينَ وَابْتَرَأَ إِلَيْكَ مِمَّا جَاءَ بِهِ الْمُشْرِكُونَ فَقَدَّمَ بِسَيْفِهِ فَلَقَى سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ : أَيْنَ سَعْدُ ؟ إِنِّي أَجِدُ رِيحَ الْجَنَّةِ ذَوْنَ أَحَدٍ فَمَضَى فَقَبِلَ مَا عُرِفَ حَتَّى عَرَفْتُهُ أُخْتَهُ بِشَامَةِ أَوْ بَيْنَانِهِ وَبِهِ بَضْعٌ وَتَمَانُونَ مِنْ طَعْنَةٍ وَضَرْبَةٍ وَرَمِيَّةٍ بِهِمْ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ①

حضرت انس (بن مالک) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے چچا (حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ) غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے تو انہوں نے (اپنے آپ سے) عہد کیا کہ میں پہلی جنگ میں نبی اکرم ﷺ کا ساتھ نہیں دے سکا، لیکن آئندہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کسی جنگ میں نبی اکرم ﷺ کی رفاقت نصیب فرمائی تو پھر اللہ دیکھے گا کہ میں کیسے (اللہ کی راہ میں) لڑتا ہوں۔ پھر غزوہ احد کا موقع آیا تو مسلمان (میدان جنگ میں) تتر بتر ہو گئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہنے لگے: ”یا اللہ! مسلمانوں نے جو کچھ کیا ہے اس پر میں تیری جناب میں معذرت پیش کرتا ہوں اور مشرکوں نے جو ظلم کیا ہے اس سے اظہار بیزاری کرتا ہوں۔“ (یہ کہہ کر) تلوار لئے آگے بڑھے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہو گئی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ”سعد! کہاں جاتے ہو؟ مجھے تو احد پہاڑ کے پیچھے سے جنت کی خوشبو آ رہی ہے۔“ حضرت انس رضی اللہ عنہ گئے اور قتال شروع کر دیا حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔ شہادت کے بعد ان کی لاش پہچانی نہ جاسکی اور ان کی بہن نے (ہاتھ پر) تل کے نشان بالنگی کی پور سے انہیں پہچانا۔ ان کے جسم پر نیزے، تلوار اور تیر کے اسی سے زائد زخم تھے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حضرت عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ کا ایمان!

مسئلہ 10

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فَأَيْنَ أَنَا ؟ قَالَ ((فِي الْجَنَّةِ)) فَأَلْقَى تَمْرَاتٍ فِي يَدِهِ ، ثُمَّ قَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ①

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں اُحد کے روز ایک آدمی (حضرت عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ) نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا ”یا رسول اللہ ﷺ! اگر میں جنگ میں مارا جاؤں تو میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟“ آپ ﷺ نے فرمایا ”جنت میں!“ آدمی نے اپنے ہاتھ سے کھجوریں پھینکیں اور لڑنا شروع کر دیا حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 11 حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کا ایمان!

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ ﷺ قَالَ : كُنْتُ تَبِيعًا لَطَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ أَسْقَى قَرَسَهُ وَ أَحْسَهُ وَ أَخَذُمُهُ وَ أَكْلًا مِنْ صَعَابٍ وَ قَرَسْتُ أَهْلِي وَ مَالِي مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ تَعَالَى وَ رَسُولِهِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ ②

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں (اسلام لانے سے قبل) طلحہ بن عبید اللہ کا ملازم تھا ان کے گھوڑے کو پانی پلاتا تھا، اس کی پیٹھ بجاتا تھا اور ان کی خدمت کرتا تھا اور اس کے عوض ان سے کھانا کھاتا (جب مسلمان ہوا تو) میں نے اپنا گھر بار اور مال و دولت سب کچھ چھوڑ دیا اور ہجرت کر کے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے پاس چلا آیا۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 12 حضرت ابو دھاح رضی اللہ عنہ کا ایمان!

عَنْ أَنَسٍ ﷺ أَنَّ رَجُلًا قَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ! إِنْ لِفُلَانٍ نَخْلَةٌ وَ أَنَا أَقِيمُ حَائِطِي بِهَا فَأَمْرُهُ أَنْ يُعْطِنِي حَتَّى أَقِيمَ حَائِطِي بِهَا ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((أَعْطَاهَا إِيَّاهُ بِنَخْلَةٍ فِي الْجَنَّةِ)) فَأَبَى فَاتَاهُ أَبُو الدُّحْدَاحِ فَقَالَ بَعْنِي نَخْلَتَكَ بِحَائِطِي فَقَعَلَ فَاتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ! إِنِّي قَدْ ابْتَعْتُ النَّخْلَةَ بِحَائِطِي ، قَالَ : فَاجْلَعْهَا لَهُ فَقَدْ أُعْطِيَتْكُمَا ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((كُمْ مِنْ عَذْقٍ رَدَاحٍ لِأَبِي الدُّحْدَاحِ فِي الْجَنَّةِ)) قَالَهَا : مِرَارًا قَالَ :

① کتاب المغازی ، باب غزوة احد

② کتاب الجہاد والسير ، باب غزوة ذي قرد وغیرھا

فَاتَى امْرَأَتَهُ ، فَقَالَ : يَا أُمَّ الدَّحْدَاحِ أَخْرِجِي مِنَ الْحَائِطِ فَإِنِّي قَدْ بَعْتُهُ بِنَخْلَةٍ فِي الْجَنَّةِ ، فَقَالَتْ : رَبِّعَ الْبَيْعِ أَوْ كَلِمَةً تُشَبِّهُهَا . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِيُّ ① (صحیح)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! فلاں شخص کی کھجور ہے اور میں اس کے سہارے اپنی دیوار کھڑی کرنا چاہتا ہوں آپ ﷺ اسے حکم دیں کہ وہ یہ کھجور مجھے دے دے تاکہ میں اس کے سہارے دیوار کھڑی کر سکوں۔“ رسول اکرم ﷺ نے کھجور کے مالک سے کہا ”یہ کھجور کا درخت اسے دے دو اور اس کے بدلہ میں جنت کی کھجور لے لو۔“ لیکن کھجور کے مالک نے انکار کر دیا۔ حضرت ابو دحداح رضی اللہ عنہ کھجور کے مالک کے پاس آئے اور کہا ”میرا سارا باغ لے لو اور وہ کھجور مجھے دے دو۔“ (جو نبی اکرم ﷺ نے تجھ سے مانگی ہے) کھجور کے مالک نے باغ کے بدلہ میں اپنی کھجور ابو دحداح رضی اللہ عنہ کو دے دی۔ حضرت ابو دحداح رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی ”یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اپنے باغ کے بدلہ میں وہ کھجور خرید لی ہے، میں نے یہ کھجور آپ ﷺ کو دی اور آپ ﷺ یہ کھجور ضرورت مند کو دے دیں۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”ابو دحداح کے لئے جنت میں کتنے ہی خوشے لٹکے ہوئے ہیں، آپ ﷺ نے یہ الفاظ کئی مرتبہ ادا فرمائے۔ حضرت ابو دحداح رضی اللہ عنہ اپنی اہلیہ کے پاس آئے اور آواز دی ”ام دحداح! (ﷺ) باغ سے باہر نکل آؤ میں نے یہ باغ جنت میں کھجور کے بدلہ میں بیچ دیا ہے۔“ ام دحداح رضی اللہ عنہا نے (فورا) کہا ”تم نے بڑا نفع بخش سودا کیا ہے۔“ یا اس سے ملتا جلتا کوئی کلمہ کہا۔ اسے احمد اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 13 حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ایمان۔

عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اشْتَرَى قَرَسًا مِنْ سَوَاءِ بْنِ الْحَارِثِ فَجَعَلَهُ فَشْهَدَ لَهُ خُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَا حَمَلَكَ عَلَى الشَّهَادَةِ وَلَمْ تَكُنْ مَعَنَا حَاضِرًا ؟)) فَقَالَ : صَدَقْتُكَ بِمَا جِئْتُ بِهِ وَ عَلِمْتُ أَنَّكَ لَا تَقُولُ إِلَّا حَقًّا ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ شَهِدَ لَهُ خُزَيْمَةُ أَوْ شَهِدَ عَلَيْهِ فَحَسْبُهُ . رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ ② (صحیح)

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سواء بن حارث سے ایک گھوڑا خریدا۔ سواء بن حارث آپ ﷺ سے (قیمت میں) جھگڑا کرنے لگا۔ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے رسول

① مسند احمد، تحقیق شعب الارنؤط مطبوعة مؤسسة الرسالة بيروت الجزء التاسع عشر، رقم الحديث 12482

② مجمع الزوائد ، تحقیق عبداللہ محمد الدرویش ، کتاب المناقب ، باب ما جاء فی خزیمہ بن ثابت ؓ (533/9)

اللہ ﷺ کے حق میں گواہی دی (کہ آپ ﷺ جو بات فرماتے ہیں وہی صحیح ہے بعد میں) رسول اللہ ﷺ نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا ”خزیمہ! تم تو سودا کرتے وقت ہمارے پاس نہیں تھے، تم نے کیسے گواہی دی؟“ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ”آپ ﷺ جو تعلیم لائے ہیں اس کی سچائی کی بنا پر میں نے گواہی دی ہے اور میرا یہ ایمان ہے کہ آپ ﷺ حق کے علاوہ کوئی بات نہیں کرتے۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”خزیمہ (اکیلا) جس کے حق میں گواہی دے یا جس کے خلاف گواہی دے وہ کافی ہے۔“ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کے بعد حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ذوالشہادتین کے لقب سے مشہور ہو گئے اور ان کی گواہی دو گواہوں کے برابر شاری جاتی۔ کہا جاتا ہے کہ عہد صدیقی میں تدوین قرآن کے وقت یہ شرط عائد کی گئی تھی کہ ہر آیت تحریر کرنے سے قبل دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے گواہی لی جائے۔ سورہ احزاب کی ایک آیت ﴿وَمِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ﴾ کے گواہ صرف خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد مبارک کے پیش نظر ان کی گواہی دو آدمیوں کی گواہی کے برابر شمار کر کے وہ آیت لکھی گئی۔ واللہ اعلم بالصواب!

مسئلہ 14 ایک سعادت مند خاتون کا ایمان!

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ۞ قَالَ إِنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ۞ وَمَعَهَا ابْنَةٌ لَهَا وَفِي يَدِ ابْنَتِهَا مَسْكَنَتَانِ غُلِيطَتَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهَا اتَّعِطَيْنِ زَكَاةً هَذَا؟ قَالَتْ لَا قَالَ أَيْسُرُكَ أَنْ يُسَوِّرَكَ اللَّهُ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ؟ قَالَ فَحَلَعَتْهُمَا فَأَلْقَتْهُمَا إِلَى النَّبِيِّ ۞ وَقَالَتْ هُمَا لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلِرَسُولِهِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ ۝

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی جس کے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن تھے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا ”کیا تو ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہے؟“ عورت نے عرض کیا ”نہیں!“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”کیا تو یہ پسند کرتی ہے کہ ان دو کنگنوں کے بدلے میں اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تجھے دو آگ کے کنگن پہنائے؟“ (یہ سن کر) عورت نے دونوں کنگن اتار دیئے اور نبی اکرم ﷺ کے خدمت میں پیش کر دیئے اور کہا ”یہ دونوں کنگن اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہیں۔“ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 15 حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا ایمان!

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ فِينَا اَنَا اَمْسَى بِسُوقِ الْمَدِيْنَةِ اِذَا نَبْطِي مِنْ اَبَاطِ اَهْلِ الشَّامِ مِمَّنْ قَدِمَ بِالطَّعَامِ بَيْعُهُ بِالْمَدِيْنَةِ يَقُولُ: مَنْ يَدُلُّ عَلَيَّ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ؟ فَطَفِقَ النَّاسُ يَشِيرُوْنَ لَهُ حَتَّى اِذَا جَاءَنِي دَفَعَ عَلَيَّ كِتَابًا مِنْ مَلِكِ عَسَانَ فَاِذَا فِيْهِ اَمَّا بَعْدُ، فَاِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي اَنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ، وَ لَمْ يَجْعَلْكَ اللّٰهُ بِذِي هَوَانَ وَلَا مُضِيْعَةً فَالْحَقُّ بِنَا نُوَاسِكَ، فَقُلْتُ: لَمَّا قَرَأْتُهَا وَ هَذَا اَيْضًا مِنَ الْبَلَاءِ فَتَيَسَّمْتُ بِهَا التَّنَوُّرَ فَسَجَرْتُهُ بِهَا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ①

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (غزوہ تبوک میں عدم شرکت کی غرض پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مجھ سے گفتگو کرنے سے منع فرمادیا تھا) اسی دوران (ایک روز) میں بازار میں جا رہا تھا کہ ملک شام کا ایک (عیسائی) کسان جو کہ اپنا غلہ بیچنے کے لئے مدینہ منورہ آیا تھا، لوگوں سے یہ کہہ رہا تھا ”مجھے کعب بن مالک کا پتہ کون بتائے گا؟“ لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا تو وہ شامی کسان میرے پاس آیا اور (رومی گورنر) شاہ غسان کا ایک خط مجھے دیا جس میں یہ لکھا تھا ”اما بعد! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارا صاحب تم پر ظلم کر رہا ہے حالانکہ اللہ نے تمہیں ذلیل اور بے کار پیدا نہیں کیا، لہذا (میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ) ہمارے پاس آ جاؤ ہم تمہاری دجوئی کریں گے۔“ میں نے خط پڑھ کر سوچا یہ ایک نئی آزمائش آئی، لہذا میں تنور کی طرف گیا اور اس کو تنور میں جلادیا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 16 حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا ایمان!

عَنْ مُضْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ اَنَّهُ نَزَلَتْ فِيْهِ اَيَّاتٌ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ: حَلَفْتُ اَمْ سَعْدٍ اَنْ لَا تُكَلِّمَهُ اَبَدًا حَتَّى يَكْفُرَ بِدِيْنِهِ وَلَا تَأْكُلَ وَلَا تَشْرَبَ قَالَتْ: رَعِمْتَ اَنَّ اللّٰهَ وَصَاكَ بِوَالِدَيْكَ فَانَّا اُمُّكَ وَاَنَا اُمُّكَ بِهِذَا، قَالَ: مَكِّفْتُ ثَلَاثًا حَتَّى غَشِيَ عَلَيْهَا مِنَ الْجَهْدِ فَقَامَ اِنَّ لَهَا يَقَالُ لَهُ عِمَارَةُ فَسَقَاَهَا فَجَعَلْتُ تَدْعُوْهُ عَلَيَّ سَعْدٌ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي الْقُرْآنِ هَذِهِ الْاَيَّةَ ﴿ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَّ اِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبُهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ﴾ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ②

حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کہتے تھے کہ ان کے بارے میں قرآن مجید کی کئی آیات نازل ہوئیں (مثلاً ان کے ایمان لانے پر) ام سعد نے یہ قسم کھائی کہ جب تک سعد اپنا دین ترک نہیں کرتا وہ اس سے بات کرے گی نہ کھانا کھائے گی نہ پانی پئے گی اور ساتھ سعد رضی اللہ عنہ سے یہ کہتی کہ اللہ نے تجھے والدین کی اطاعت کا حکم دیا ہے میں تیری ماں ہوں اور تجھے حکم دیتی ہوں کہ اس دین کو چھوڑ دے۔ ام سعد تین دن تک اسی طرح بھوکی پیاسی رہی حتیٰ کہ اسے غشی کے دورے پڑنے لگے تب اس کے ایک بیٹے عمارہ نے اسے پانی پلایا (ہوش میں آنے کے بعد) حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بد دعائیں دینے لگی (لیکن حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنا دین نہ چھوڑا) اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ آیت نازل فرمائی ”ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید فرمائی ہے، لیکن اگر وہ تجھے میرے ساتھ شرک پر مجبور کریں جس کا تیرے پاس کوئی ثبوت نہیں تو پھر ان کی اطاعت نہ کر البتہ دنیا میں ان کے ساتھ نیک سلوک کرتے رہو۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔



الْحَقُّ الثَّانِي..... اِتِّبَاعُهُ ﷺ

دوسرا حق..... آپ ﷺ کی اتباع کرنا

مسئلہ 17 اہل ایمان پر رسول اکرم ﷺ کی اتباع واجب ہے۔

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً مِّنَ اللَّهِ وَفَتْحًا مِّنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾ (7:59)

”اور جو کچھ رسول تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ اور (اطاعت رسول کے معاملہ میں) اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔“ (سورۃ العنکبوت، آیت نمبر 7)

عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ مَثَلِي وَمَثَل مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى قَوْمَهُ فَقَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي رَأَيْتُ الْجَيْشَ بَعِثَنِي وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْعُرْيَانُ فَالْجَاءَ فَأَطَاعَهُ طَائِفَةٌ مِّنْ قَوْمِهِ فَأَذْلَجُوا فَأَنْطَلَقُوا عَلَىٰ مُهَاتِهِمْ وَكَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ فَأَصْبَحُوا مَكَانَهُمْ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَأَهْلَكَهُمْ وَاجْتَنَحَهُمْ فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ أَطَاعَنِي وَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهِ وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِي وَكَذَّبَ مَا جِئْتُ بِهِ مِنَ الْحَقِّ. متفق عليه ❶

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”میری اور اس ہدایت کی مثال، جسے میں دے کر بھیجا گیا ہوں ایسی ہے جیسے کہ ایک آدمی اپنی قوم کے پاس آئے اور کہے، لوگو! میں نے اپنی آنکھوں سے ایک لشکر دیکھا ہے جس سے تمہیں واضح طور پر خبردار کر رہا ہوں لہذا اس سے بچنے کی فکر کرو، قوم کے کچھ لوگوں نے اس کی بات مان لی اور راتوں رات (چپکے سے) فرصت کے لحاظ میں نکل گئے جبکہ دوسرے لوگوں نے جھٹلادیا اور اپنے گھروں میں (غفلت سے) پڑے رہے۔ صبح کے وقت لشکر نے انہیں آلیا اور ہلاک کر کے ان کی نسل کا خاتمہ کر دیا۔ یہ مثال میری اور مجھ پر نازل کئے گئے حق کی پیروی

کرنے والے اور نہ کرنے والے اور جس حق کو میں لے کر آیا ہوں اس کو جھٹلانے والے لوگوں کی ہے۔“
اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 18 رسول اکرم ﷺ کی اطاعت، اللہ کی اطاعت ہے۔

﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ تَوَلَّى فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِظًا ۝﴾

(80:4)

”جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے دراصل اللہ کی اطاعت کی اور جس نے رسول کی اطاعت سے منہ پھیرا تو ہم نے آپ کو ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا۔“ (سورۃ النساء، آیت نمبر 80)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ يَعْصِنِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَمَنْ يُطِيعِ الْأَمِيرَ فَقَدْ أَطَاعَنِي وَمَنْ يَعْصِ الْأَمِيرَ فَقَدْ عَصَانِي)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ ①

حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی، جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی، اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔
وضاحت : یاد رہے کہ امیر کی اطاعت کتاب و سنت کے احکام کے ساتھ مشروط ہے۔

مسئلہ 19 رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری نہ کرنے کی سزا۔

عَنْ سَلْمَةَ بِنِ الْأَكْوَعِ ؓ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَجُلًا أَكَلَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِشِمَالِهِ فَقَالَ ((كُلْ بِيَمِينِكَ)) قَالَ : لَا اسْتَطِيعُ ، قَالَ ((لَا اسْتَطِيعْتَ)) مَا مَنَعَهُ إِلَّا الْكِبَرُ ، قَالَ : فَمَا رَفَعَهَا إِلَيَّ فِيهِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ ②

حضرت سلمہ بن اکوع ؓ سے روایت ہے کہ ان کے باپ نے انہیں بتایا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا تو آپ ﷺ نے فرمایا ”اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔“ اس آدمی نے جواب دیا ”میں ایسا نہیں کر سکتا۔“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”(اچھا اللہ کرے) تجھ سے ایسا نہ

ہو سکے۔“ اس شخص نے تکبر کی وجہ سے یہ بات کہی تھی (حالانکہ کوئی شرعی عذر نہیں تھا) راوی کہتے ہیں کہ وہ شخص (عمر بھر) اپنا دایاں ہاتھ منہ تک نہ اٹھا سکا۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جذبہ اتباع رسول ﷺ!

مسئلہ 20

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا بُويعَ أَبُو بَكْرٍ ﷺ وَجَمَعَ الْأَنْصَارُ فِي الْأَمْرِ الَّذِي اِفْتَرَقُوا فِيهِ، فَقَالَ لَهُ النَّاسُ إِنَّ هَؤُلَاءِ جُلُّ الْمُسْلِمِينَ وَالْعَرَبُ عَلَى مَا تَرَى قَدْ انْتَقَصَتْ بِكَ وَلَيْسَ يَنْبَغِي لَكَ أَنْ تَفْرُقَ عَنْكَ جَمَاعَةُ الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ: وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي بَكْرٍ بِيَدِهِ لَوْ ظَنَنْتُ أَنَّ السَّبَاعَ تَخْطِفُنِي لَأَنْفَذْتُ بِعَثْ أُسَامَةَ كَمَا أَمَر بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَوْ لَمْ يَنْقُ لِي الْقُرَى غَيْرِي لَأَنْفَذْتُهُ. أَوْرَدَهُ ابْنُ كَثِيرٍ فِي الْمُبْدِئَةِ وَالنِّهَايَةِ ❶

حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت مکمل ہو گئی تو انہوں نے (لشکر اسامہ کا) تنازعہ مسئلہ حل کرنے کے لئے انصار کو جمع کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ لشکر اسامہ میں جانے والے (مدینہ کے) اکثر مسلمان ہیں اور عرب موجودہ صورت حال میں جس طرح آپ کو کمزور سمجھ رہے ہیں، وہ آپ کے سامنے ہے، اس صورت حال میں آپ کو لشکر اسامہ روانہ نہیں کرنا چاہئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ”اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں ابو بکر کی جان ہے، اگر مجھے یقین ہو کہ مجھے جنگل کے درندے اچک لیں گے تب بھی میں لشکر اسامہ کو روانہ کروں گا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے روانہ کرنے کا حکم دے رکھا ہے اگر ان بستیوں میں میرے سوا کوئی بھی باقی نہ رہے تب بھی میں لشکر اسامہ کو ضرور روانہ کروں گا۔“ امام ابن کثیر رضی اللہ عنہ نے البدایہ والنہایہ میں اسے بیان کیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جذبہ اتباع رسول ﷺ!

مسئلہ 21

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لِلرُّحَيْنِ أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَا غَدَاً أَنْكَ حَجَرَ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْ لَا أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَلَمَكَ مَا اسْتَلَمْتُكَ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ قَالَ مَا لَنَا وَاللَّزْمِلِ؟ إِنَّمَا كُنَّا رَأَيْنَا بِهِ الْمُشْرِكِينَ وَقَدْ أَهْلَكَهُمُ اللَّهُ ثُمَّ قَا

شَيْءٌ صَنَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَلَا تُحِبُّ أَنْ تُتْرَكَهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ❶

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو مخاطب کر کے کہا ”واللہ! میں جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع دے سکتا ہے اگر میں نے نبی اکرم ﷺ کو استلام (حجر اسود کو ہاتھ لگا کر بوسہ دینا) کرتے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے کبھی نہ چومتا۔“ پھر فرمایا ”اب ہمیں رزل کرنے کی کیا ضرورت ہے، رزل تو مشرکوں کو دکھانے کے لئے تھا اب تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا ہے۔“ پھر خود ہی فرمایا ”لیکن رزل تو وہ چیز ہے جو رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اور سنت چھوڑنا ہمیں پسند نہیں۔“ اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جذبہ اتباع رسول ﷺ!

مسئلہ 22

عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ﷺ قَالَ كَسَانِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَلَّةَ سَيَرَاءٍ فَخَرَجْتُ فِيهَا فَرَأَيْتُ الْعَصَبَ فِي وَجْهِهِ قَالَ فَشَقَقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي. رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❷

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک ریشمی جوڑا دیا میں اسے پہن کر نکلا تو آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر غصہ کے آثار دیکھے تو اسے پھاڑ کر (گھر کی) خواتین کو دے دیا۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا جذبہ اطاعت رسول ﷺ!

مسئلہ 23

عَنْ أَبِي ذَرٍّ ﷺ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَرَّةِ الْمَدِينَةِ عِشَاءً فَقَالَ لِي يَا أَبَا ذَرٍّ ﷺ كَمَا أَنْتَ حَتَّى آتِيكَ قَالَ فَأَنْطَلِقُ حَتَّى تَوَارِي عَيْنِي قَالَ سَمِعْتُ لَغَطًا وَسَمِعْتُ صَوْتًا قَالَ فَقُلْتُ لَعَلَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ غَرَضَ لَهُ قَالَ فَهَمَمْتُ أَنْ أَتْبِعَهُ قَالَ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَهُ ((لَا تَبْرَحْ حَتَّى آتِيكَ)) قَالَ فَانْتَظَرْتُهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❸

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں دوپہر کے بعد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ کی پتھر بلی زمین پر جا رہا تھا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”ابوذر رضی اللہ عنہ! میرے واپس آنے تک یہیں رکنا اور آپ ﷺ وہاں سے تشریف لے گئے حتیٰ کہ میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے اچانک میں نے کچھ شور اور آواز سنی تو مجھے خدشہ

❶ اللؤلؤء والمزجان، الجزء الثاني، رقم الحديث 1120

❷ كتاب اللباس، باب تحريم استعمال الذهب والفضة

❸ كتاب الزكاة، باب الترغيب في الصدقة

پیدا ہوا کہ کہیں رسول اللہ ﷺ کو کوئی حادثہ پیش نہ آ گیا ہو۔ میں نے ارادہ کیا کہ آپ ﷺ کے پیچھے جاؤں پھر مجھے یاد آیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا ”جب تک میں واپس نہ آؤں تم یہیں ٹھہرنا“ چنانچہ میں رک کر آپ کا انتظار کرنے لگا۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 24 حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا جذبہ اتباع رسول ﷺ!

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أُتِيَ بِطَعَامٍ أَكَلَ مِنْهُ وَبَعَثَ بِفَضْلِهِ إِلَيَّ وَ إِنَّهُ بَعَثَ إِلَيَّ يَوْمًا بِفَضْلَةٍ لَمْ يَأْكُلْ مِنْهَا لِأَنِّي فِيهَا فُؤْمًا فَسَأَلْتُهُ أَحْرَامٌ هُوَ؟ قَالَ ((لَا وَلَكِنِّي أَكْرَهُهُ مِنْ أَجْلِ رِيحِهِ)) قَالَ: فَلَأَنِّي أَكْرَهُهُ مَا كَرِهْتَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ ①

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (میرے ہاں قیام کے دوران) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جب کھانا پیش کیا جاتا تو آپ ﷺ (حسب خواہش) اس میں سے تناول فرمالیتے اور باقی کھانا میرے پاس بھیج دیتے۔ ایک روز آپ ﷺ نے کھانا کھائے بغیر ویسے کا ویسا ہی واپس بھیج دیا کیونکہ اس کھانے میں لہسن تھا۔ میں نے آپ ﷺ سے عرض کی ”کیا لہسن حرام ہے؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”حرام تو نہیں، میں اس کی ناگوار ہوئی وجہ سے اسے ناپسند کرتا ہوں۔“ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ”جس چیز کو آپ ﷺ ناپسند فرماتے ہیں، میں بھی اسے ناپسند کرتا ہوں۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 25 حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا جذبہ اطاعت۔

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِذَا مَضَتْ أَرْبَعُونَ لَيْلَةً مِنَ الْخَمْسِينَ إِذَا رَسُولُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَأْتِنِي فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُكَ أَنْ تَعْتَزِلَ أَمْرَاتِكَ، فَقُلْتُ: أَطْلُقُهَا أَمْ مَاذَا أَفْعَلُ؟ قَالَ: لَا بَلَّ اغْتَزِلْهَا وَلَا تَقْرُبْهَا، فَقُلْتُ لِأَمْرَاتِي الْحَقِيقِي بِأَهْلِكَ فَتَكُونِي عَنْدهُمْ حَتَّى يَقْضِيَ اللَّهُ فِي هَذَا الْأَمْرِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ②

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (غزوہ تبوک میں عدم شرکت کی بناء پر رسول اللہ ﷺ نے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مجھ سے بات چیت کرنے سے منع فرمادیا) اور جب پچاس دنوں میں سے چالیس



دن گزر گئے تو رسول اللہ ﷺ کا قاصد میرے پاس آیا اور کہنے لگا ”رسول اللہ ﷺ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اپنی بیوی سے الگ ہو جاؤ۔“ میں نے پوچھا ”کیا اسے طلاق دے دوں یا کیا کروں؟“ قاصد نے کہا ”(طلاق نہ دو) بلکہ اس سے الگ رہو اور اس کے قریب نہ جاؤ۔“ چنانچہ میں نے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤ اور اس وقت تک وہیں رہو جب تک اللہ تعالیٰ میرے معاملہ کا فیصلہ نہیں فرمادیتا۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : یاد رہے غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے والے تینوں بچے اور مخلص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہ اور حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ) کی توبہ پچاس دنوں کے بعد قبول ہوئی تھی۔

مسئلہ 26 ایک خوش نصیب خاتون حضرت ام حمید ساعدیہ رضی اللہ عنہا کا جذبہ اطاعت رسول ﷺ!

عَنْ أُمِّ حُمَيْدٍ امْرَأَةِ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهَا جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنِّي أُحِبُّ الصَّلَاةَ مَعَكَ؟ قَالَ: ((قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكَ تُحِبِّينِ الصَّلَاةَ مَعِيَ وَصَلَاتِكَ فِي بَيْتِكَ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِكَ فِي حُجْرَتِكَ، وَصَلَاتِكَ فِي حُجْرَتِكَ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِكَ فِي دَارِكَ، وَصَلَاتِكَ فِي دَارِكَ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِكَ فِي مَسْجِدِ قَوْمِكَ وَصَلَاتِكَ فِي مَسْجِدِ قَوْمِكَ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِكَ فِي مَسْجِدِي))
 قَالَ: فَأَمَرْتُ فَبَنَيْ لَهَا مَسْجِدًا فِي أَقْصَى شَيْءٍ مِنْ بَيْتِهَا وَأُظْلِمَهُ، وَكَانَتْ تُصَلِّي فِيهِ حَتَّى لَقِيَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ حَبَّانَ وَابْنُ خُزَيْمَةَ^① (حسن)

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت ام حمید ساعدیہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کے ساتھ (مسجد نبوی میں) نماز پڑھوں۔“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”مجھے معلوم ہے کہ تو میرے ساتھ نماز پڑھنا چاہتی ہے لیکن تیرا گھر کے ایک گوشے میں نماز پڑھنا اپنے کمرے میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور تیرا کمرے میں نماز پڑھنا گھر کے صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور تیرا گھر کے صحن میں نماز پڑھنا محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور تیرا محلہ کی مسجد میں نماز ادا کرنا میری مسجد میں نماز ادا کرنے سے افضل ہے۔“ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ام حمید رضی اللہ عنہا نے (اس کے بعد اپنے گھر میں مسجد بنانے کا) حکم دیا چنانچہ ان کے لئے گھر کے آخری



حصہ میں مسجد بنائی گئی جسے تاریک رکھا گیا (یعنی اس میں روشندان وغیرہ نہ بنایا) اور وہ ہمیشہ اس میں نماز پڑھتی رہیں حتیٰ کہ اپنے اللہ عزوجل سے جا ملیں۔ اسے احمد، ابن حبان اور ابن خزیمہ نے روایت کیا ہے۔

نوجوان دوشیزہ کا بے مثال جذبہ اطاعت رسول ﷺ!

مسئلہ 27

عَنْ بَرَزَةَ الْأَسْلَمِيِّ ؓ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ رَوْحَنِي ابْنَتُكَ فَقَالَ نَعَمْ وَكَرَامَةً يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَنَعَمْ عَيْنِي قَالَ : إِنِّي لَسْتُ أُرِيدُهَا لِنَفْسِي، قَالَ : فَلِمَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ؟ قَالَ لِحُلَيْبٍ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَشَاوَرُ أُمَّهَا فَاتَى أُمَّهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْطُبُ ابْنَتُكَ قَالَتْ نَعَمْ وَنِعْمَةٌ عَيْنِي قَالَ إِنَّهُ لَيْسَ يَخْطُبُهَا لِنَفْسِهِ إِنَّمَا يَخْطُبُهَا حُلَيْبٍ ؓ قَالَتْ أَجْلَيْبٍ ؓ إِنَّهُ أَجْلَيْبٍ إِنَّهُ لَا لِعَمْرٍ اللَّهُ لَا نَزْوَجُهُ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَقُومَ لِيَأْتِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُخْبِرُهُ بِمَا قَالَتْ أُمُّهَا قَالَتْ الْجَارِيَةُ مِنْ خَطْبَتِي إِلَيْكُمْ ؟ فَاخْبَرَتْهَا أُمُّهَا فَقَالَتْ أَتُرَدُّونَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَمْرَهُ أَذْغَعُونِي إِلَيْهِ فَإِنَّهُ لَمْ يُضِيعْنِي فَأَنْطَلَقَ أَبُوهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَاخْبَرَهُ فَقَالَ شَأْنُكَ بِهَا فَرَوَّجَهَا حُلَيْبِيَا. رَوَاهُ أَحْمَدُ ①

حضرت ہزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری سے کہا ”اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کر دو۔“ انصاری نے کہا ”حاضر یا رسول اللہ ﷺ! یہ تو میرے لئے باعث عزت اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”میں یہ رشتہ اپنی ذات کے لئے نہیں چاہتا۔“ انصاری نے عرض کی ”یا رسول اللہ ﷺ! پھر آپ ﷺ کس کے لئے طلب فرما رہے ہیں؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”جلیب کے لئے!“ انصاری نے عرض کی ”یا رسول اللہ ﷺ! (اجازت دیں) میں اس کی والدہ سے مشورہ کر لوں۔“ انصاری نے گھر آ کر اس کی والدہ سے کہا ”رسول اللہ ﷺ تمہاری بیٹی کا رشتہ مانگتے ہیں۔“ والدہ نے کہا ”بہت خوب یہ تو ہماری آنکھوں کے لئے ٹھنڈک ہے۔“ انصاری نے کہا ”خود اپنے لئے نہیں جلیب کے لئے!“ انصاری کی بیوی نے کہا ”جلیب اس لائق کہاں؟ واللہ! ہم اپنی بیٹی کا اس سے کبھی نکاح نہیں کریں گے۔“ جب انصاری صحابی (مشورہ کے بعد) واپس جانے لگے تاکہ رسول اللہ ﷺ کو اس کی ماں کے فیصلہ سے آگاہ کریں، تو دوشیزہ نے کہا ”تمہارے پاس میرے نکاح کا پیغام کس نے بھیجا ہے؟“ دوشیزہ کی ماں نے بتایا ”رسول اللہ ﷺ نے۔“ دوشیزہ نے کہا ”کیا رسول اللہ ﷺ کے حکم کا انکار

کرو گے؟ آپ لوگ مجھے رسول اللہ ﷺ کے حوالے کر دیں وہ مجھے ضائع نہیں کریں گے۔“ انصاری نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی ”یا رسول اللہ ﷺ! میری بیٹی کا معاملہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔“ چنانچہ آپ ﷺ نے اس کا نکاح حضرت جلییب رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 28 حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ کا جذبہ اطاعت۔

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِذَا طَالَ عَلَيَّ ذَلِكَ مِنْ جَفْوَةِ النَّاسِ مَشَيْتُ حَتَّى تَسْوَرْتُ جِدَارَ حَائِطِ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ ابْنُ عَمِّي وَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَوَاللَّهِ مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا قَتَادَةَ! أُنْشِدُكَ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُنِي أَحَبُّ إِلَهِ اللَّهِ وَرَسُولُهُ؟ فَسَكَتَ فَعُدْتُ لَهُ، فَسُئِدْتُه فَسَكَتَ، فَعُدْتُ لَهُ فَسُئِدْتُه، فَقَالَ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَقَاضَتْ عَيْنَايَ وَتَوَلَّيْتُ حَتَّى تَسْوَرْتُ الْجِدَارَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ①

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (غزوہ تبوک میں عدم شرکت کی بناء پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے حکم پر جب مجھ سے بول چال بند کر دی تو) کچھ مدت کے بعد لوگوں کی یہ روگردانی میرے لئے دوبھر ہو گئی۔ ایک روز میں اپنے چچا زاد بھائی ابوقادہ کے باغ کی دیوار پر چڑھا، میں ابوقادہ سے دوسرے تمام لوگوں سے زیادہ محبت کرتا تھا، اسے سلام کیا، لیکن اللہ کی قسم! اس نے مجھے سلام کا جواب تک نہ دیا۔ پھر میں نے اسے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھا ”ابوقادہ! مجھے بتاؤ کہ تم مجھے اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرنے والا سمجھتے ہو یا نہیں؟“ ابوقادہ رضی اللہ عنہ نے پھر خاموشی اختیار کی، میں نے دوبارہ اللہ کا واسطہ دے کر اس سے پوچھا تو پھر بھی اس نے خاموشی اختیار کی، تیسری مرتبہ میں نے پھر اسے اللہ کا واسطہ دے کر یہی بات پوچھی تو اس نے صرف اتنا جواب دیا ”اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔“ یہ سن کر میری آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے اور میں باغ کی دیوار پر چڑھ کر واپس پلٹ آیا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 29 حضرت انس رضی اللہ عنہ کا جذبہ اتباع رسول ﷺ!

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ خِيَاطًا دَعَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لِبَطْعَامٍ صَنَعَهُ، قَالَ: أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى ذَلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خُبْزًا وَمَرَقًا فِيهِ دُبَاءٌ وَقَدِيدٌ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَتَّبِعُ الدُّبَاءَ مِنْ حَوَالِي الْقُصْعَةِ، قَالَ:

فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَاءَ مِنْ يَوْمَئِذٍ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ①

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک درزی نے رسول اللہ ﷺ کے لئے کھانے کی دعوت کی۔ میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ درزی نے آپ ﷺ کے سامنے روٹی اور شوربا جس میں کدو اور خشک گوشت تھا رکھا۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ پلیٹ میں سے کدو تلاش کر رہے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس روز سے میں بھی کدو پسند کرنے لگا ہوں۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 30 حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا جذبہ اطاعت رسول ﷺ!

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا اسْتَوَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَالَ : ((اجْلِسُوا)) فَسَمِعَ ذَلِكَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَجَلَسَ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ فَرَأَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ ((تَعَالِ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ ②

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ (خطبہ دینے کے لئے) منبر پر تشریف لائے تو فرمایا ”لوگو! بیٹھ جاؤ۔“ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سنا تو مسجد کے دروازے پر ہی بیٹھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو فرمایا ”عبداللہ! مسجد کے اندر آ کر بیٹھو۔“ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 31 ایک صحابی رسول ﷺ کا منفرد جذبہ اطاعت رسول ﷺ۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى خَاتِمًا مِّنْ ذَهَبٍ فِي يَدِ رَجُلٍ فَنَزَعَهُ فَطَرَحَهُ وَ قَالَ يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ إِلَى جُمْرَةٍ مِّنْ نَّارٍ فَيَجْعَلُهَا فِي يَدِهِ فَقِيلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خُذْ خَاتِمَكَ انْتَفِعْ بِهِ قَالَ لَا وَاللَّهِ لَا أَخْذُهُ أَبَدًا وَ قَدْ طَرَحَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ ③

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی آپ نے اس کے ہاتھ سے اتار کر پھینک دی اور فرمایا ”تم میں سے کوئی شخص قصداً

① کتاب البیوع ، باب ذکر الخیاط

② صحیح سنن ابی داؤد ، للالبانی ، الجزء الاول ، رقم الحدیث 203

③ کتاب الملباس باب تحریم خاتم الذهب علی الرجال



آگ کا انگارہ اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے“ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے تو صحابہ کرام نے اسے کہا ”اپنی انگوٹھی اٹھا لو اور (پہننے کی بجائے) کوئی دوسرا فائدہ اٹھا لو (مثلاً اپنی بیوی کو دے دو یا بیچ دو)“ اس آدمی نے جواب دیا ”اللہ کی قسم! جس انگوٹھی کو رسول اللہ ﷺ نے پھینکا ہے میں اسے کبھی نہیں اٹھاؤں گا۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جذبہ اطاعت رسول ﷺ۔

32

مسئلہ

(I) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَاءَهُ جَاءَهُ فَقَالَ: أَكَلْتَ الْحُمْرُ فَسَكَّتْ، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ، فَقَالَ: أَكَلْتَ الْحُمْرُ فَسَكَّتْ، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ: أُفِيَّتِ الْحُمْرُ، فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى فِي النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُومِ الْحُمْرِ الْأَهْلِيَّةِ، فَأَكْفَيْتِ الْقُدُورَ وَانْهَأَتْ لَتَفُورٍ بِاللَّحْمِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ①

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (غزوہ خیبر کے موقع پر) رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی حاضر ہوا اور عرض کیا ”صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گھریلو گدھے کا گوشت کھا رہے ہیں۔“ آپ ﷺ خاموش رہے پھر دوسرا آدمی حاضر ہوا اور عرض کی ”لوگ گھریلو گدھے کا گوشت کھا رہے ہیں۔“ آپ ﷺ نے پھر خاموشی اختیار فرمائی۔ پھر تیسرا آدمی حاضر ہوا اور عرض کی ”لوگوں نے گھریلو گدھے ختم کر ڈالے ہیں۔“ آپ ﷺ نے منادی کو حکم دیا اور اس نے بلند آواز سے یہ اعلان کیا ”اللہ اور اس کے رسول ﷺ تم لوگوں کو گھریلو گدھا کھانے سے منع فرماتے ہیں۔“ تمام لوگوں نے یہ سن کر اپنی ہنڈیاں الٹ دیں حالانکہ ان میں گوشت ابل رہا تھا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

(II) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ مَا كَانَ لَنَا خَمْرٌ غَيْرُ قَصْبِخِكُمْ فَإِنِّي لَقَائِمٌ أَسْقِي أَبَا طَلْحَةَ وَفُلَانًا وَفُلَانًا إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ وَهَلْ بَلَغَكُمْ الْخَبْرُ؟ فَقَالُوا وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ حُرِّمَتِ الْحُمْرُ قَالُوا أَهْرَقَ هَذِهِ الْفِلَالُ يَا أَنَسُ ؓ قَالَ قَدْ سَأَلُوا عَنْهَا وَلَا رَاجِعُوهَا بَعْدَ خَبَرِ الرَّجُلِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ②

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ صرف فضیخ (کھجور سے بنائی گئی) شراب ہی استعمال کرتے تھے میں (ایک مجلس میں) ابو طلحہ اور دوسرے لوگوں کو شراب پلا رہا تھا کہ اچانک ایک

① کتاب المغازی، باب غزوة خیبر

② کتاب التفسیر، تفسیر سورة المائدة، باب قوله ﷺ إنما الخمر والميسر والانصاب.....



آدمی آیا اور پوچھا ”کیا تمہیں اطلاع مل گئی ہے؟“ انہوں نے کہا ”کون سی اطلاع؟“ آدمی نے کہا ”حرمت شراب کی“ یہ سنتے ہی سب نے بیک زبان کہا ”انس ﷺ! یہ سارے منکے بہادو۔“ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ”حرمت شراب کی اطلاع ملنے کے بعد نہ تو کسی نے اس کے بارے میں کوئی سوال کیا اور نہ ہی کسی نے تکرار کی۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

(III) عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْحُثَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّاسُ إِذَا نَزَلُوا مَنْزِلًا تَفَرَّقُوا فِي الشَّعَابِ وَالْأَوْدِيَةِ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّ تَفَرُّقَكُمْ فِي هَذَا الشَّعَابِ وَالْأَوْدِيَةِ إِنَّمَا ذَلِكُمْ مِنَ الشَّيْطَانِ)) فَلَمْ يَنْزِلْ بَعْدَ ذَلِكَ مَنْزِلًا إِلَّا أَنْصَمَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ حَتَّى يُقَالُ : لَوْ بَسِطَ عَلَيْهِمْ ثَوْبَ لَعَمَهُمْ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ ❶ (صحیح)

حضرت ابو ثعلبہ حثنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (دوران سفر) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کسی مقام پر ٹھہرتے تو وادیوں اور گھاٹیوں میں ادھر ادھر بکھر جاتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”تمہارا وادیوں اور گھاٹیوں میں بکھر جانا شیطان کی طرف سے ہے۔“ اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کسی مقام پر ایسا نہیں کیا بلکہ ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح مل کر بیٹھے کہ ایک ہی کپڑا ان پر ڈال دیا جائے تو سب کو ڈھانک لے۔ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

(IV) عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى إِلَى بَيْتِ الْمَقْدَسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا أَوْ كَانَ يُعْجَبُ أَنْ تَكُونَ قِبْلَتُهُ قَبْلَ الْبَيْتِ وَإِنَّهُ صَلَّى أَوْ صَلَّاهَا صَلَاةَ الْعَصْرِ وَصَلَّى مَعَهُ قَوْمٌ فَخَرَجَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ صَلَّى مَعَهُ فَمَرَّ عَلَى أَهْلِ الْمَسْجِدِ وَهُمْ رَاكِعُونَ ، قَالَ : أَشْهَدُ بِاللَّهِ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قَبْلَ مَكَّةَ فَذَارُوا كَمَا هُمْ قَبْلَ الْبَيْتِ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ❷

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے (مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد) سولہ یا سترہ ماہ تک بیت المقدس کے رخ پر نماز پڑھی، لیکن آپ ﷺ کی خواہش تھی کہ (مسلمانوں کا قبلہ) بیت اللہ شریف ہو۔ (حکم الہی آنے کے بعد) آپ ﷺ نے عصر کی نماز بیت اللہ شریف کے رخ پر پڑھی اور لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ (بیت اللہ شریف کے رخ پر) نماز ادا کی۔ آپ

❶ کتاب الجہاد ، باب ما یومر من انضمام المسکر (2288/2)

❷ کتاب التفسیر ، تفسیر سورة البقرة ، باب قوله تعالى ﴿ سيقول السفهاء من الناس ﴾



ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے والوں میں سے ایک آدمی باہر نکلا اور اس کا گزر ایک مسجد پر ہوا اس وقت نمازی حالت رکوع میں (بیت المقدس کی طرف رخ کئے ہوئے) تھے اس شخص نے (بلند آواز سے) کہا ”میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بیت اللہ شریف کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی ہے۔“ (آواز سننے کے بعد) مسجد کے سارے نمازی حالت رکوع میں ہی بیت اللہ شریف کی طرف گھوم گئے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

(V) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ إِذْ خَلَعَ نَعْلَيْهِ فَوَضَعَهُمَا عَنْ يَسَارِهِ فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ الْقَوْمُ الْقَوَا يَعْالَهُمْ فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاتَهُ ، قَالَ ((مَا حَمَلَكُمْ عَلَى إِقَائِكُمْ بَعَالِكُمْ ؟)) قَالُوا رَأَيْنَاكَ أَلْقَيْتَ نَعْلَيْكَ فَأَلْقَيْنَا نَعْلَانَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنْ جَبْرِئَلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَتَانِي فَأَخْبَرَنِي أَنَّ فِيهِمَا قَذْرًا)) أَوْ قَالَ ((أَذَى)) وَقَالَ ((إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلْيَنْظُرْ فَإِنْ رَأَى فِي نَعْلَيْهِ قَذْرًا أَوْ أَذَى فَلْيَمْسَحْهُ وَلْيَصِلْ فِيهِمَا)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ ❶ (صحیح)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھا رہے تھے کہ دوران نماز آپ ﷺ نے جوتے اتار کر بائیں جانب رکھ دیئے۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا تو انہوں نے بھی اپنے جوتے اتار دیئے۔ رسول اکرم ﷺ نے نماز ختم کی، تو انہوں نے دریافت فرمایا ”تم لوگوں نے اپنے جوتے کیوں اتارے؟“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ”ہم نے آپ ﷺ کو جوتے اتارتے دیکھا، لہذا ہم نے بھی اپنے جوتے اتار دیئے۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”مجھے جبرائیل علیہ السلام نے آکر بتایا ”میرے جوتوں میں غلاظت ہے۔“ یا کہا ”تکلیف دہ چیز ہے۔“ (لہذا میں نے جوتے اتار دیئے) پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نصیحت فرمائی ”جب مسجد میں نماز پڑھنے آؤ تو پہلے اپنے جوتوں کو اچھی طرح دیکھ لیا کرو، اگر ان میں غلاظت ہو تو اسے صاف کرلو، پھر ان میں نماز پڑھو۔“ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

(VI) عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : فَجِئْتُ أَمْسِي حَتَّى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ : ((مَا خَلَقَكَ ؟ أَلَمْ تَكُنْ قَدْ ابْتَعْتَ ظَهْرَكَ ؟)) فَقُلْتُ : بَلَى ، وَاللَّهِ مَا كَانَ لِي مِنْ عَذْرِ وَاللَّهِ مَا كُنْتُ قَطُّ أَقْوَى وَلَا أَيْسَرُ مِنِّي حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ ، فَقَالَ :



رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَمَّا هَذَا فَقَدْ صَدَقَ فَقُمْ حَتَّى يَقْضِيَ اللَّهُ فِيكَ)) فَقُمْتُ
وَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُسْلِمِينَ عَنْ كَلَامِنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ مِنْ بَيْنِ مَنْ تَحَلَّفَ عَنْهُ
فَاجْتَنَبْنَا النَّاسَ وَتَغَيَّرُوا لَنَا حَتَّى تَنَكَّرْتُ فِي نَفْسِي الْأَرْضُ فَمَا هِيَ الَّتِي أَعْرِفُ .
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ①

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (غزوہ تبوک ہے واپسی کے بعد جب رسول اللہ ﷺ غزوہ میں عزم شرکت کرنے والوں سے ملاقات کے لئے مسجد میں تشریف لائے تو) میں بھی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا ”تم جہاد سے کیوں پیچھے رہے؟ کیا تم نے جہاد کے لئے سواری نہیں خریدی تھی؟“ میں نے عرض کیا ”کیوں نہیں سواری خریدی تھی اور اللہ کی قسم! میرے پاس کوئی عذر بھی نہیں۔ اس وقت میں صحت اور مال و دولت کے اعتبار سے پہلے کی نسبت زیادہ بہتر تھا۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اس نے سچ بات کہی ہے (اور مجھے حکم دیا کہ) جاؤ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے معاملہ کا فیصلہ فرمادے۔“ میں اٹھ کر چلا آیا آپ ﷺ نے تمام مسلمانوں کو حکم دے دیا کہ ہم تین آدمیوں (حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہ اور ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ) سے کوئی شخص کلام نہ کرے۔ یہ حکم جہاد سے پیچھے رہ جانے والے ہم تین آدمیوں سے متعلق تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہم سے قطع تعلق کر لیا اور اس طرح بدل گئے جیسے جانتے ہی نہیں اور وہ سرزمین جسے ہم جانتے تھے ہمارے لئے اجنبی بن گئی۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔



الْحَقُّ الثَّالِثُ مُحَبَّتُهُ ﷺ

تیسرا حق آپ ﷺ سے محبت کرنا

مسئلہ 33 رسول اکرم ﷺ کے ساتھ ایسی محبت کرنا اہل ایمان پر فرض ہے جو اللہ کے علاوہ باقی تمام محبتوں پر غالب ہو۔

﴿قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ ذَا قُرْبَتُمْوَاهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِينُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ط وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝﴾ (24:9)

”اے نبی! کہہ دو، اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارے عزیز واقارب، تمہارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں، تمہاری تجارت جس کے مندا پڑنے کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسندیدہ گھر، تمہیں اللہ اس کے رسول اور اللہ کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ آ جائے (اور یاد رکھو) اللہ تعالیٰ ایسے فاسقوں کی راہنمائی نہیں فرماتا۔“ (سورۃ التوبہ، آیت نمبر 24)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ وَوَالِدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۝

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”کوئی آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بیٹے (اور بیٹیوں)، اپنے باپ (اور ماں) اور سارے لوگوں سے بڑھ کر میرے ساتھ محبت نہ کرے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 34 رسول اکرم ﷺ کی ذات مبارک اہل ایمان کے لئے ان کی اپنی

جانوں سے بھی زیادہ عزیز اور محترم ہے۔

﴿النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ ط﴾ (6:33)

”نبی کی ذات اہل ایمان کے لئے ان کی اپنی جانوں سے بھی مقدم ہے اور نبی کی بیویاں اہل ایمان کی مائیں ہیں۔“ (سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 6)

مسئلہ 35 رسول اکرم ﷺ سے محبت کرنے والا سچا مومن ہے۔

عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ؓ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((ذَاقَ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ ﷺ رَسُولًا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ (صحیح)

حضرت عباس بن عبدالمطلب ؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے ”ایمان کا مزہ اس آدمی نے چکھا جو اللہ کے رب ہونے پر راضی ہوا، اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوا اور حضرت محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہوا۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 36 آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنا، اپنی مجالس میں آپ ﷺ کا ذکر خیر کرنا اور آپ ﷺ سے محبت کا اظہار کرنا اہل ایمان پر واجب ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ : مرَّ أَبُو بَكْرٍ ؓ وَالْعَبَّاسُ ؓ بِمَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الْأَنْصَارِ وَهُمْ يَتَكُونُونَ ، فَقَالَ : مَا يَبْكِيكُمْ ؟ قَالُوا : ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِيِّ ﷺ مِنَّا فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ ، قَالَ : فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ عَصَبَ عَلَى رَأْسِهِ حَاشِيَةً بُرْدٍ ، قَالَ : فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَلَمْ يَصْعَدْهُ بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((أَوْصِيكُمْ بِالْأَنْصَارِ فَإِنَّهُمْ كَرِّشِي وَعَيْتِي وَقَدْ قَضَوُا الَّذِي عَلَيْهِمْ وَبَقِيَ الَّذِي لَهُمْ فَأَقْبِلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ②

حضرت انس بن مالک ؓ کہتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور حضرت عباس ؓ اور حضرت انس ؓ کی ایک مجلس کے پاس سے گزرے تو دیکھا وہ رو رہے ہیں۔ انہوں نے پوچھا ”کیوں رو رہے ہو؟“ انہوں نے کہا

① کتاب الايمان، باب الدليل على ان من رضى بالله ربا وبالإسلام ديناً وبمحمد رسولاً فهو مؤمن

② کتاب مناقب الأنصار، باب قول النبي ﷺ اقبلوا من محسنهم وتجاوزوا عن مسيئهم

”ہمیں رسول اکرم ﷺ کی صحبتیں یاد آ رہی ہیں یہ سن کر وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ (آپ ﷺ کو انصار کی بات بتائی) آپ ﷺ اپنے سر پر چادر باندھے ہوئے باہر نکلے (آپ ﷺ کے سرمبارک میں بہت درد تھا) منبر پر چڑھے بس یہ آپ ﷺ (کی حیات طیبہ) کا آخری خطبہ تھا۔ آپ ﷺ نے اللہ کی حمد و ثنا فرمائی۔ پھر ارشاد فرمایا ”لوگو! میں تم کو انصار کے بارے میں وضیت کرتا ہوں وہ تو میرے قلب و دگر ہیں ان پر جو میرا حق تھا وہ ادا کر چکے اب ان کا حق (جنت) باقی ہے۔ ان میں سے جو کوئی نیک ہو اس کی قدر کرنا اور جو کوئی برا ہو اس کے قصوروں سے درگزر کرنا۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آپ ﷺ سے محبت!

مسئلہ 37

(I) عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ؓ قَالَ : لَمَّا أَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ فَعَطَشَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَمَرَّ بِرَاحٍ ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ ؓ : فَأَخَذْتُ قَدْحًا فَحَلَبْتُ فِيهِ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ فَأَتَيْتُهُ فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيَ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۝

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو راستے میں آپ ﷺ کو پیاس لگی، اچانک راستے میں ایک چرواہا ملا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے ایک پیالہ لیا اور (چرواہے کی اجازت سے) اس میں تھوڑا سا (بکری کا) دودھ دوہا اور آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ ﷺ نے اتنا دودھ نوش فرمایا کہ میرا دل خوش ہو گیا۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

(II) عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ؓ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ ؓ فَأَرْتَحَلْنَا وَالْقَوْمُ يَطْلُبُونَا فَلَمْ يُدْرِكْنَا إِلَّا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ بْنُ جُعْثَمٍ عَلَى فَرَسٍ لَهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ! هَذَا الطَّلَبُ قَدْ لَحِقَنَا فَقَالَ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا حَتَّى إِذَا دَنَا مِنَّا فَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ قَدْرُ رُمْحٍ أَوْ رُمْحَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ! هَذَا الطَّلَبُ قَدْ لَحِقَنَا وَبَكَيْتُ قَالَ لَمْ تَبْكِي ؟ قَالَ قُلْتُ أَمَا وَاللَّهِ مَا عَلَى نَفْسِي أَبْكِي وَلَكِنْ أَبْكِي عَلَيْكَ قَالَ قَدْ عَا عَلِيَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ اللَّهُمَّ اكْفِنَاهُ بِمَا شِئْتَ فَسَاحَتْ قَوَائِمُ فَرَسِهِ إِلَى بَطْنِهَا فِي أَرْضٍ صَلْدٍ وَوَثَبَ عَنْهَا . رَوَاهُ أَحْمَدُ ۝

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ”ہم (ہجرت کے لئے) کروانہ ہوئے تو لوگ ہمارے تعاقب میں تھے ان میں سے صرف سراقہ بن مالک بن جھشم نے اپنے گھوڑے پر ہمیں پایا میں نے عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! تعاقب میں یہ شخص ہمارے قریب پہنچ گیا ہے۔“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”غم نہ کر! اللہ ہمارے ساتھ ہے۔“ پھر وہ اس قدر ہمارے قریب آ گیا کہ ہمارے اور اس کے درمیان ایک دو یا تین نیزوں کے برابر فاصلہ رہ گیا۔ میں نے عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! اس نے تو ہمیں پکڑ لیا اور میں رونے لگا۔“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”ابوبکر رضی اللہ عنہ! کیوں روتے ہو؟“ میں نے عرض کیا ”اللہ کی قسم میں اپنی جان کو خطرے میں دیکھ کر نہیں رورہا بلکہ مجھے تو آپ ﷺ کی جان کا خطرہ ہے اس لئے رورہا ہوں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے سراقہ کے لئے بددعا فرمائی ”یا اللہ! تو ہم دونوں کے لئے جیسے تو چاہے کافی ہو جا۔“ چنانچہ اس کے گھوڑے کی ٹانگیں سخت زمین میں پیٹ تک دھنس گئیں۔ اور سراقہ نے گھوڑے سے چھلانگ لگا دی“ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

(III) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلْتُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ ﷺ قَالَ لَهَا فِي أَيِّ يَوْمٍ تُؤْفَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَتْ يَوْمُ الْاِثْنَيْنِ قَالَ فَأَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟ قَالَتْ يَوْمُ الْاِثْنَيْنِ قَالَ أَرْجُوا فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَ اللَّيْلِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ①

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں (بیماری کے دوران) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئی تو انہوں نے مجھ سے دریافت فرمایا ”رسول اللہ ﷺ کون سے روز فوت ہوئے تھے؟“ میں نے عرض کیا ”سوموار کو۔“ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا ”آج کون سا دن ہے؟“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا ”آج بھی سوموار ہے۔“ تب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”میں امید رکھتا ہوں کہ آج رات تک کسی بھی وقت دنیا سے فانی سے کوچ کر جاؤں گا۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : یاد رہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات منگل کے روز ہوئی تھی یہ محض رسول اکرم ﷺ سے محبت کا جذبہ تھا کہ آپ ﷺ نے سوموار کو فوت ہونے کی تمنا فرمائی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آپ ﷺ سے محبت۔

مسئلہ 38

(I) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هِشَامٍ ﷺ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ اخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ

فَقَالَ لَهُ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا مِنْ نَفْسِي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ)) فَقَالَ لَهُ عُمَرُ فَإِنَّهُ الْآنَ وَاللَّهِ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((الْآنَ يَا عُمَرُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ①

حضرت عبداللہ بن ہشام رحمہ اللہ کہتے ہیں ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ ﷺ نے حضرت عمر رحمہ اللہ کا ہاتھ تھاما ہوا تھا۔ حضرت عمر رحمہ اللہ نے عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! آپ مجھے میری ذات کے علاوہ باقی ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔“ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”نہیں! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے) جب تک میرے ساتھ اپنی جان سے بھی زیادہ محبت نہ کرو۔“ تب حضرت عمر رحمہ اللہ نے عرض کیا ”اللہ کی قسم! اب تو آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔“ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ”اے عمر! اب تم پورے مومن ہو۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

(II) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ قَالَ : يَا عَبْدَ اللَّهِ إِنِّي أَطْلُقُ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ فَقُلْ يَقْرَأُ عَلَيْكَ عُمَرُ السَّلَامَ وَلَا تَقُلْ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ ، فَإِنِّي لَسْتُ الْيَوْمَ لِلْمُؤْمِنِينَ أَمِيرًا وَقُلْ يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ﷺ أَنْ يُدْفَنَ مَعَ صَاحِبِيهِ فَسَلِّمْ وَاسْتَأْذِنْ ، ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهَا ، فَوَجَدَهَا قَاعِدَةً تَبْكِي ، فَقَالَ : يَقْرَأُ عَلَيْكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ﷺ السَّلَامَ وَيَسْتَأْذِنُ أَنْ يُدْفَنَ مَعَ صَاحِبِيهِ ، فَقَالَتْ : كُنْتُ أُرِيدُهُ لِنَفْسِي وَلَا وَثِرُنَ بِهِ الْيَوْمَ عَلَى نَفْسِي فَلَمَّا أَقْبَلَ ، قِيلَ : هَذَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَدْ جَاءَ ، قَالَ : ارْفَعُونِي فَاسْنَدَهُ رَجُلٌ إِلَيْهِ ، فَقَالَ : مَا لَدَيْكَ ؟ قَالَ : الْذِي تُحِبُّ يَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ أَذِنْتُ ، قَالَ : الْحَمْدُ لِلَّهِ مَا كَانَ مِنْ شَيْءٍ أَهَمُّ إِلَيَّ مِنْ ذَلِكَ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ②

حضرت عمر بن خطاب رحمہ اللہ نے (اپنی وفات سے قبل اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رحمہ اللہ سے) کہا ”عبداللہ! اُم المؤمنین حضرت عائشہ رحمہا کے پاس جاؤ اور ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض

کرنا ”عمر سلام عرض کرتا ہے اور ہاں دیکھو، امیر المؤمنین کا لفظ استعمال نہ کرنا، کیونکہ آج میں امیر المؤمنین نہیں ہوں، سلام عرض کرنے کے بعد درخواست کرنا کہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت مانگتا ہے۔ حضرت عبداللہ (رضی اللہ عنہ) نے حاضر ہو کر سلام عرض کیا اور اندر آنے کی اجازت مانگی، اجازت ملنے کے بعد حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) (امیر المؤمنین کی بیماری کے غم میں) بیٹھی رو رہی ہیں۔ حضرت عبداللہ (رضی اللہ عنہ) نے عرض کی ”عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) سلام عرض کرتے ہیں اور اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت مانگتے ہیں۔“ حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا ”وہ جگہ تو میں نے اپنے لئے رکھی تھی، لیکن اب میں اپنی بجائے عمر کو ترجیح دیتی ہوں۔“ حضرت عبداللہ (رضی اللہ عنہ) واپس لوٹے تو لوگوں نے حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کو بتایا ”عبداللہ (رضی اللہ عنہ) آگئے ہیں۔“ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے لوگوں سے کہا ”مجھے اٹھا کر بٹھاؤ۔“ ایک آدمی نے حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کو سہارا دیا۔ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے پوچھا ”عبداللہ! کیا خبر لائے ہو؟“ حضرت عبداللہ (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا ”امیر المؤمنین جو آپ چاہتے تھے، حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے آپ کو اجازت دے دی ہے۔“ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے کہا ”الحمد للہ! میرے لئے اس سے اہم اور کوئی بات نہیں۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کی رسول اکرم ﷺ سے محبت!

مسئلہ 39

سُئِلَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ۑ كَيْفَ كَانَ حُبُّكُمْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ : كَانَ وَاللَّهِ أَحَبَّ إِلَيْنَا مِنْ أَمْوَالِنَا وَ أَوْلَادِنَا وَ آبَائِنَا وَ أُمَّهَاتِنَا وَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ عَلَى الظَّمَا . ذَكَرَهُ فِي شَرْحِ الشِّفَاءِ ①

حضرت علی بن ابوطالب (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا گیا ”آپ کی رسول اللہ ﷺ سے محبت کیسی تھی؟“ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا ”واللہ! رسول اللہ ﷺ ہمیں اپنے مالوں، اولادوں، باپوں، ماؤں اور شدید پیاس کے وقت ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب تھے۔ اس کا ذکر شرح الشفاء میں ہے۔

حضرت سعد بن معاذ (رضی اللہ عنہ) کی آپ ﷺ سے محبت!

مسئلہ 40

عَنْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ ۑ قَالَ : يَا نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ ! أَلَا بُنِي لَكَ عَرِيْشًا تَكُونُ فِيْهِ وَ نَعْدُ

عِنْدَكَ رَكَابِكَ ، ثُمَّ نَلْقَىٰ عَدُوَّنَا ؟ فَإِنْ أَعَزَّنَا اللَّهُ وَ أَظْهَرَنَا عَلَىٰ عَدُوِّنَا كَانَ ذَلِكَ مَا أَحْبَبْنَا وَإِنْ كَانَتْ الْأُخْرَىٰ جَلَسْتُ عَلَىٰ رَكَابِكَ فَلِحَقِّقَتْ بَيْنَ وَرَاءَنَا مِنْ قَوْمِنَا فَقَدْ تَخَلَّفَ عَنْكَ أَقْوَامٌ مَا نَحْنُ أَشَدُّ حُبًّا لَكَ مِنْهُمْ وَلَوْ ظَنُّوا أَنَّكَ تَلْقَىٰ حَرْبًا مَا تَخَلَّفُوا عَنْكَ يَمْنَعُكَ اللَّهُ بِهِمْ يَنَاصِحُونَكَ وَيُجَاهِدُونَ مَعَكَ ؟ فَأَنَّىٰ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَيْرًا وَ دَعَا لَهُ بِخَيْرٍ ثُمَّ بَنَىٰ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَرِيْشًا كَانَ فِيْهِ . أَوْرَدَهُ ابْنُ كَثِيرٍ فِي الْبَدَايَةِ ❶

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے (جنگ بدر سے قبل) عرض کی ”اے اللہ کے نبی ﷺ! کیا ہم آپ کے لئے ایک اونچا چھپرہ تعمیر کر دیں جس میں آپ قیام فرمائیں اور ہم آپ کے پاس سواریاں بھی تیار رکھیں اور پھر دشمن سے مقابلہ کریں؟ اگر اللہ نے ہمیں عزت بخشی اور دشمن پر غلبہ عطا فرمایا تو یہی وہ چیز ہے جو ہم چاہتے ہیں اور اگر صورت حال اس کے برعکس ہوئی تو آپ اپنی سواریوں پر بیٹھ کر ہماری قوم کے ان لوگوں کے پاس پہنچ جائیں جو پیچھے رہ گئے ہیں۔ ہم آپ کی محبت میں ان سے بڑھ کر نہیں اگر انہیں علم ہوتا کہ آپ کو جنگ سے سابقہ پڑے گا تو وہ کبھی آپ سے پیچھے نہ رہتے۔ اللہ ان کے ذریعہ آپ کی حفاظت فرمائے گا وہ لوگ آپ سے وفا کریں گے اور آپ کے ساتھ مل کر جہاد کریں گے۔“ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی اس تجویز پر ان کی تعریف فرمائی اور ان کے لئے دعائے خیر کی۔ پھر آپ ﷺ کے لئے ایک ”عریش“ (چھپر) تعمیر کیا گیا جس میں آپ ﷺ نے (جنگ کے دوران) قیام فرمایا۔“ اسے ابن کثیر نے البدایۃ والنہایۃ میں روایت کیا ہے۔

مسئلہ 41 حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کی آپ ﷺ سے محبت!

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ وَقَتْلَ خَبِيبًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَبْنَاءَ الْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ قُتِلُوا يَوْمَ بَدْرٍ فَلَمَّا وَضَعُوا فِيهِ السَّلَاحَ وَهُوَ مَصْلُوبٌ نَادَوْهُ وَنَاشَدَوْهُ اتَّعَبَ أَنْ مُحَمَّدًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَكَانَكَ ؟ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ الْعَظِيمِ مَا أَحَبُّ أَنْ يَقْدِنِي بِشَوْكَةِ يُشَاكِهَ فِي قَدَمِهِ فَضَحِكُوا . رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ ❷

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جن مشرکین کے آباء و اجداد بدر میں قتل ہوئے تھے وہ جب حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے لگے تو انہیں قسم دے کر پوچھا ”کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ تمہاری جگہ محمد

ﷺ ہوتے اور تم پھانسی پانے سے بچ جاتے؟“ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”نہیں، اللہ بزرگ و برتر کی قسم! مجھے تو یہ بھی گوارا نہیں کہ میری جگہ آپ ﷺ کے قدم مبارک میں کانٹا بھی چبھے۔“ اس پر مشرکین نے قہقہہ لگایا۔ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 42 حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی آپ ﷺ سے محبت!

عَنْ جَبَلَةَ بْنِ حَارِثَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي ابْنُ مَعِي أَخِي زَيْدًا، قَالَ ((هُوَ ذَا فَإِنْ انْطَلَقَ مَعَكَ لَمْ أَمْنَعُهُ)) قَالَ زَيْدٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاللَّهِ لَا أَخْشَاكَ عَلَيْكَ أَحَدًا قَالَ: فَرَأَيْتَ رَأَى أَخِي أَفْضَلُ مِنْ رَأْيِي. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۝ (حسن)

حضرت جبلہ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی ”یا رسول اللہ ﷺ! میرے بھائی زید بن حارثہ کو میرے ساتھ روانہ فرمادیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”زید تمہارے سامنے موجود ہے اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہتا ہے تو میں اسے کبھی نہیں روکوں گا۔“ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے عرض کی ”یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم، میں آپ ﷺ کے مقابلہ میں کسی دوسرے کو ترجیح نہیں دوں گا۔“ حضرت جبلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ”میرے بھائی کی رائے، میری رائے کی نسبت بہتر تھی۔“ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : یاد رہے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کو بہہ کر دیا تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو آزاد کر کے اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا۔ جب حضرت زید رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کو علم ہوا کہ زید رسول اکرم ﷺ کے پاس ہیں تو وہ انہیں لینے آئے، لیکن حضرت زید رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔

مسئلہ 43 حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے محبت!

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ؟ فَقَالَ رَجُلٌ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَذَهَبَ الرَّجُلُ يَطُوفُ بَيْنَ الْقَتْلَى فَقَالَ لَهُ سَعْدُ بْنُ الرَّبِيعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا شَأْنُكَ؟ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ بَعَثَنِي إِلَيْكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَنِّي بِخَبَرِكَ قَالَ فَادْهَبْ إِلَيْهِ فَأَقْرَأْهُ مِنِّي السَّلَامَ وَأَخْبِرْهُ إِنِّي قَدْ طَعَنْتُ اثْنَتَيْ عَشَرَ طَعْنَةً وَإِنِّي قَدْ أَنْفَذْتُ مَقَاتِلِي وَأَخْبِرْ قَوْمَكَ أَنَّهُ لَا عُذْرَ لَهُمْ عِنْدَ اللَّهِ إِنْ قُتِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

وَوَاحِدٌ مِنْهُمْ حَتَّى رَوَاهُ مَالِكٌ ①

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں احد کے روز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”مجھے سعد بن ربیع کے بارے میں کون خبر لا کر دے گا؟“ (وہ میدان جنگ میں کس حال میں ہیں) ایک آدمی (حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ میں خبر لاتا ہوں۔“ چنانچہ وہ گیا اور لاشوں میں حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کو تلاش کرنے لگا۔ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے (آدمی کو دیکھ کر) پوچھا ”کسے تلاش کرتے ہو؟“ آدمی نے جواب دیا ”مجھے رسول اللہ ﷺ نے تمہاری خبر لینے کے لئے بھیجا ہے۔ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے کہا ”اچھا! واپس جاؤ، نبی اکرم ﷺ سے میرا سلام عرض کرنا اور بتا دینا کہ مجھے نیزے کے بارہ زخم آئے ہیں جو میری جان لینے والے ہیں اور اپنی قوم سے کہنا ”یاد رکھو! اگر تم میں سے ایک آدمی بھی زندہ رہا اور رسول اللہ ﷺ شہید کر دیئے گئے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہارا کوئی عذر قبول نہیں ہوگا۔“ اسے مالک نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 44 حضرت زیاد بن سکن رضی اللہ عنہ کی آپ ﷺ سے محبت!

قَالَ ابْنُ اسْحَاقَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ غَشِيَهُ الْقَوْمُ مِنْ رَجُلٍ يَشْرِي لَنَا نَفْسَهُ؟ فَقَامَ زِيَادُ بْنُ سَكَنٍ فِي نَفَرٍ خَمْسَةِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَاتَلُوا دُونَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَجُلًا ثُمَّ رَجَلًا يُقْتَلُونَ دُونَهُ حَتَّى كَانَ آخِرُهُمْ زِيَادٌ أَوْ عُمَارَةُ فَقَاتَلَ حَتَّى أَتَيْتُهُ الْجِرَاحَةَ ثُمَّ فَاءَتْ فِتْنَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَأَجْهَضُوهُمْ عَنْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَذْنُوهُ مِنِّي فَأَذْنُوهُ مِنْهُ فَوَسَدَ قَلْعُهُ فَمَاتَ وَخَذَهُ عَلَى قَدَمِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. أَوْرَدَهُ ابْنُ هِشَامٍ ②

ابن اسحاق کہتے ہیں (غزوہ احد کے دن) جب دشمنوں نے آپ ﷺ پر هجوم کر لیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”کون ہے جو ہمارے لئے اپنی جان دیتا ہے؟“ حضرت زیاد بن سکن رضی اللہ عنہ پانچ انصاریوں سمیت کھڑے ہو گئے اور ایک ایک کر کے رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ سب سے آخر میں حضرت زیاد رضی اللہ عنہ حضرت عمارہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تیار ہو گئے اور وہ اکیلے لڑتے رہے یہاں تک کہ زخموں نے انہیں گرا دیا پھر مسلمانوں کی ایک جماعت پلٹی اور انہوں نے حضرت زیاد رضی اللہ عنہ سے دشمنوں کو ہٹایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اسے میرے قریب کرو۔“ لوگوں نے حضرت زیاد رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم ﷺ

① کتاب الجہاد، باب الترغیب فی الجہاد

② السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، الجزء الثالث، رقم الصفحة 53، مطبوعۃ دار الکتاب العربی، بیروت

کے قریب کیا تو نبی اکرم ﷺ نے اپنا قدم مبارک ان کی طرف بڑھایا تاکہ وہ اس پر اپنا رخسار مبارک رکھ سکیں پھر وہ اس حالت میں فوت ہوئے کہ ان کے رخسار رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک پر تھے۔“ ابن ہشام نے اسے بیان کیا ہے۔

مسئلہ 45 بنو دینار کی ایک خاتون کی رسول اکرم ﷺ سے محبت!

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِامْرَأَةٍ مِنْ بَنِي دِينَارٍ وَقَدْ أَصِيبَ رَوْحُهَا وَأَخْوَاهَا وَأَبُوهَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِأَحَدٍ فَلَمَّا نَعَوْا لَهَا قَالَتْ: مَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالُوا: خَيْرًا يَا أُمَّ فُلَانٍ هُوَ بِحَمْدِ اللَّهِ كَمَا تُحِبِّينَ قَالَتْ: أَرُونِيهِ حَتَّى أَنْظُرَ إِلَيْهِ قَالَ: فَأَشِيرَ لَهَا إِلَيْهِ حَتَّى إِذَا رَأَتْهُ قَالَتْ: كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ. أَوْرَدَهُ ابْنُ كَثِيرٍ فِي الْبِدَايَةِ وَالنِّهَايَةِ ❶

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (غزوہ احد سے واپسی پر) رسول اکرم ﷺ کا بنو دینار کی ایک خاتون پر گزر ہوا جس کا شوہر، بھائی اور باپ جنگ احد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے تھے۔ جب لوگوں نے اسے اس کے شوہر، بھائی اور باپ کی شہادت کی خبر دی تو اس نے پوچھا ”رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟“ لوگوں نے جواب دیا ”ام فلاں! تمہاری خواہش کے مطابق وہ تو اللہ کے فضل سے بالکل ٹھیک ہیں۔“ عورت نے کہا ”مجھے دکھاؤ، جب تک میں اپنی آنکھوں سے دیکھ نہیں لیتی، مجھے قرا نہیں آئے گا۔“ لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ وہ ہیں، جب اس نے اپنی آنکھوں سے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیا تو کہنے لگی ”آپ ﷺ کو دیکھنے کے بعد ساری مصیبتیں ہیج ہیں۔“ ابن کثیر رحمہ اللہ نے یہ واقعہ البدایہ والنہایہ میں بیان کیا ہے۔

مسئلہ 46 حضرت ربیعہ بن کعب السلمی رضی اللہ عنہ کی آپ ﷺ سے محبت!

عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ كَعْبٍ الْأَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أَيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَاتَيْهِ بِوَضُوءٍ وَحَاجَتِهِ فَقَالَ لِي سَلْ فَقُلْتُ أَسْأَلُكَ مُرًّا فَفَتَكَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ؟ قُلْتُ هُوَ ذَاكَ قَالَ فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❷

حضرت ربیعہ بن کعب السلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ”میں رات نبی اکرم ﷺ کے ہاں بسر کرتا آپ ﷺ کے لئے وضو کا پانی اور دوسری ضرورت کی چیزیں لایا کرتا“ (ایک روز) آپ ﷺ نے (خوش ہو کر) ارشاد فرمایا ”کوئی چیز (مانگنا چاہو) تو مانگو“ میں نے عرض کی ”جنت میں آپ ﷺ کی رفاقت چاہتا ہوں“ آپ ﷺ نے پھر پوچھا ”کچھ اور؟“ میں نے عرض کی ”بس یہی“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”کثرتِ سجود کے ساتھ میری مدد کر (تا کہ تمہارے لئے سفارش کرنا میرے لئے آسان ہو جائے)۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 47 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی آپ ﷺ سے محبت۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنِّي إِذَا رَأَيْتُكَ قَرْتُ عَيْنِي وَطَابَتْ نَفْسِي وَإِذَا لَمْ أَزَاكَ لَمْ تَطْبُ نَفْسِي أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا. رَوَاهُ الْبَزَّازُ ① (صحیح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (نے رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے) فرمایا ”یا رسول اللہ ﷺ! جب میں آپ کو دیکھتا ہوں تو میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں اور دل خوش ہو جاتا ہے لیکن جب آپ نظر نہیں آتے تو میرا دل بجھ جاتا ہے یا ایسا ہی کوئی لفظ کہا۔“ اسے بزار نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 48 حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ کی آپ ﷺ سے محبت!

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَزَلَ عَلَيْهِ فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ فِي السُّفْلِ وَأَبُو أَيُّوبَ فِي الْعُلُوِّ..... فَكَانَ يَصْنَعُ لِلنَّبِيِّ ﷺ طَعَامًا فَإِذَا جِئَ بِهِ إِلَيْهِ سَأَلَ عَنْ مَوْضِعِ أَصَابِعِهِ فَيَتَّبِعُ مَوْضِعَ أَصَابِعِهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ ②

حضرت ابویوب (انصاری رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ (مدینہ تشریف لانے کے بعد) ان کے ہاں مہمان ٹھہرے رسول اللہ ﷺ نے چلی منزل میں قیام فرمایا اور حضرت ابویوب رضی اللہ عنہ اوپر والی منزل میں تھے..... ابویوب رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے لئے کھانا تیار کرتے جب (خادم) کھانا واپس لاتا تو ابویوب رضی اللہ عنہ خادم سے پوچھتے ”رسول اللہ ﷺ کی انگلیاں کھانے پر کہاں کہاں لگی ہیں؟“ ابو یوب رضی اللہ عنہ بھی اسی جگہ (اپنی انگلیاں رکھ کر) کھانا کھاتے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔



مسئلہ 49

حضرت ام ہانیؓ کی آپ ﷺ سے محبت!

عَنْ أُمِّ هَانِئٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْفَتْحِ - فَتَحَ مَكَّةَ - جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَجَلَسَتْ عَنْ يَسَارِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأُمُّ هَانِئُ عَنْ يَمِينِهِ قَالَتْ: فَجَاءَتْ الْوَلِيدَةُ بِإِنَاءٍ فِيهِ شَرَابٌ فَأَوَلَتْهُ فَشَرِبَ مِنْهُ ثُمَّ تَوَلَّاهُ أُمُّ هَانِئُ فَشَرِبَتْ مِنْهُ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! لَقَدْ أَفْطَرْتُ وَكُنْتُ صَائِمَةً، فَقَالَ لَهَا ((أَكُنْتَ تَقْضِينَ شَيْئًا؟)) قَالَتْ: لَا، قَالَ ((فَلَا يَضُرُّكَ إِنْ كَانَ تَطَوُّعًا)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ ❶

(صحیح)

حضرت ام ہانیؓ کہتی ہیں فتح مکہ کے روز حضرت فاطمہؓ رسول اکرم ﷺ کی بائیں طرف آ کر بیٹھیں اور میں آپ ﷺ کی دائیں طرف، اتنے میں ایک لونڈی برتن لے کر آئی، جس میں پینے کی کوئی چیز تھی، لونڈی نے وہ برتن رسول اللہ ﷺ کو دیا، آپ ﷺ نے اس برتن سے پیا، پھر وہ برتن مجھے دیا، میں نے بھی اس سے پیا اور کہا ”یا رسول اللہ ﷺ! میرا روزہ تھا۔ میں نے (آپ ﷺ کا جوٹھا پینے کے لئے) روزہ توڑ دیا۔“ آپ ﷺ نے پوچھا ”کیا تم نے قضا روزہ رکھا تھا؟“ میں نے عرض کیا ”نہیں۔“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”اگر نفلی روزہ تھا، تو کوئی حرج کی بات نہیں۔“ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 50

حضرت بلالؓ کی آپ ﷺ سے محبت!

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ لَمَّا تَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَذَّنَ بِلَالٌ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَمْ يُقْبَرْ فَكَانَ إِذَا قَالَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اِنْتَحَبَ النَّاسُ فِي الْمَسْجِدِ فَلَمَّا دُفِنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ ﷺ أَذَّنَ يَا بِلَالُ فَقَالَ إِنْ كُنْتُ إِنَّمَا اعْتَقْتُ نَبِيًّا لَا أَكُونُ مَعَكَ فَبَسْبِلْ ذَلِكَ وَإِنْ كُنْتُ اعْتَقْتُ لِلَّهِ فَخَلِّنِي وَمَنْ اعْتَقْتُ لِلَّهِ فَقَالَ مَا اعْتَقْتُكَ إِلَّا لِلَّهِ فَإِنِّي لَا أَذُنُ لِأَحَدٍ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ فَذَاكَ إِلَيْكَ. أَوْ رَدَّهُ فِي صِفَةِ الصُّفَرَةِ ❷

حضرت محمد بن ابراہیم تمیمیؒ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ابھی آپ ﷺ کی

تد فین نہیں ہوئی تھی، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور جب اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلَ اللّٰہِ پر پہنچے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پھوٹ پھوٹ کمر رونے لگے۔ جب آپ ﷺ کی تد فین ہو گئی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہا اذان دو۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا ”اگر آپ نے مجھے اپنی خاطر آزاد کرایا ہے تو پھر آپ کو یہ حکم دینے کا حق ہے، لیکن اگر آپ نے مجھے اللہ کی رضا کے لئے آزاد کرایا ہے تو پھر مجھے کچھ نہ کہئے۔“ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا ”میں نے تمہیں صرف اللہ کی رضا کے لئے آزاد کرایا ہے۔“ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا ”تو پھر رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اب میں کسی دوسرے کے لئے اذان نہیں کہوں گا۔“ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”اچھا، تیری مرضی۔“ یہ واقعہ صفۃ الصفوۃ میں بیان کیا گیا ہے۔

ایک صحابی کا سرمایہ حیات..... حُبِ رسول ﷺ۔

مَسْئَلہ 51

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ: ((وَمَا أَعْدَدْتُ لَهَا؟)) قَالَ: حُبُّ اللَّهِ وَرَسُولِهِ، قَالَ: ((فَأَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ؟)) قَالَ أَنَسٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: فَمَا فَرِحْنَا بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَرِحًا أَشَدَّ مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ فَإِنَّكَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ ①

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی ”یا رسول اللہ ﷺ! قیامت کب آئے گی؟“ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا ”تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے؟“ آدمی نے عرض کی ”اللہ اور اس کے رسول کی محبت!“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”(قیامت کے روز) یقیناً تو اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ تو نے محبت کی۔“ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ”اسلام لانے کے بعد ہمیں جتنی خوشی اس بات سے ہوئی اتنی خوشی کسی بات سے نہیں ہوئی۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

ایک خوش نصیب صحابی کی رسول اللہ ﷺ سے محبت پر قرآن مجید کا

مَسْئَلہ 52

نزول!

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! إِنَّكَ لَأَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي وَأَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَهْلِي وَأَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ وَلَدِي وَإِنِّي لَأَكُونُ فِي



النَّبِيِّ فَأَذْكُرُكَ فَمَا أَصْبِرُ حَتَّى آتِيكَ فَأَنْظُرَ إِلَيْكَ وَإِذَا ذَكَرْتُ مَوْتِي وَمَوْتَكَ عَرَفْتُ أَنَّكَ إِذَا دَخَلْتَ الْجَنَّةَ رُفِعَتْ مَعَ النَّبِيِّينَ وَإِنْ إِذَا دَخَلْتَ الْجَنَّةَ خَشِيتُ أَنْ لَا أُرَاكَ، فَلَمْ يَرُدْ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى نَزَلَ جِبْرِيلُ ﷺ بِهَذِهِ الْآيَةِ ﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا﴾ ((رَوَاهُ ابْنُ مَرْدَوِيَّةٍ ❶

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی ”یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ سے اپنی جان سے بھی زیادہ محبت کرتا ہوں اپنے بیٹے سے بھی زیادہ محبت کرتا ہوں جب گھر میں ہوتا ہوں اور آپ کی یاد آتی ہے تو اس وقت تک صبر نہیں آتا جب تک حاضر خدمت ہو کر آپ ﷺ کا دیدار نہ کر لوں، لیکن جب مجھے اپنی اور آپ کی موت یاد آتی ہے تو جانتا ہوں کہ جنت میں داخل ہونے کے بعد آپ انبیاء کے ساتھ بلند مقام پر ہوں گے اور میں جنت میں چلا بھی گیا تو (کم درجہ کی وجہ سے) ڈرتا ہوں کہ آپ ﷺ کا دیدار نہیں کر پاؤں گا۔“ نبی اکرم ﷺ نے اپنے صحابی کی اس بات کا اس وقت تک کوئی جواب نہ دیا جب تک حضرت جبرائیل علیہ السلام آیت لے کر نہ آ گئے ﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ.....﴾ ”اور جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی وہ (جنت میں) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے انبیاء میں سے، صدیقین میں سے، شہداء میں سے اور صلحاء میں سے۔ ان لوگوں کی رفاقت کیسی اچھی ہے۔“ (سورۃ النساء، آیت نمبر 69) اسے ابن مردویہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی آپ ﷺ سے محبت!

مسئلہ 53

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى أُمِّ أَيْمَنَ نَزَرُهَا كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَزُورُهَا فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَيْهَا بَكَّتْ فَقَالَا لَهَا مَا يُبْكِيكِ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ ﷺ فَقَالَتْ مَا أَبْكِي أَنْ لَا أَكُونَ أَعْلَمُ أَنَّ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ ﷺ وَلَكِنْ أَبْكِي أَنَّ الْوَحْيَ قَدْ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❷

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر

❶ مجمع الزوائد، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ النساء، قوله تعالیٰ ﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ﴾

❷ کتاب الفضائل، باب من فضائل ام ایمن

ﷺ سے کہا، ”چلو ام ایمن (رضی اللہ عنہا) سے مل کر آئیں، رسول اللہ ﷺ بھی انہیں ملنے جایا کرتے تھے۔“ جب دونوں وہاں پہنچے تو ام ایمن (رضی اللہ عنہا) رونے لگیں۔ حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے پوچھا ”آپ کیوں روتی ہیں اللہ کے پاس جو نعمتیں ہیں وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے (دنیا کی نعمتوں سے کہیں زیادہ) بہتر ہیں۔“ حضرت ام ایمن (رضی اللہ عنہا) کہنے لگیں ”میں اس لئے نہیں روتی کہ مجھے یہ علم نہیں کہ اللہ کے پاس اپنے رسول کے لئے بہت کچھ ہے بلکہ میں اس لئے روتی ہوں کہ اب وحی آنے کا سلسلہ بند ہو چکا ہے۔“ حضرت ام ایمن (رضی اللہ عنہا) کی اس بات سے حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کو بھی رونا آ گیا اور وہ بھی ام ایمن (رضی اللہ عنہا) کے ساتھ رونے لگے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

صحابہ کرامؓ کی رسول اللہ ﷺ سے محبت!

مسئلہ 54

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ رضی اللہ عنہ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ رضی اللہ عنہ وَكَانَا يَقْرَأَنِ النَّاسَ فَقَدِمَ بِلَالٌ رضی اللہ عنہ وَ سَعْدٌ وَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ رضی اللہ عنہ ثُمَّ قَدِمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فِي عَشْرَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَرَحُوا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى جَعَلَ الْإِمَاءُ يَقْلَنُ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ①

حضرت براء بن عازب (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ سب سے پہلے ہمارے پاس (مدینہ میں) حضرت مصعب بن عمیر (رضی اللہ عنہ) اور عبداللہ بن ام مکتوم (رضی اللہ عنہ) (جو نابینا تھے) آئے۔ وہ دونوں لوگوں کو قرآن پڑھایا کرتے تھے، پھر حضرت بلال (رضی اللہ عنہ)، حضرت سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہ) اور حضرت عمار بن یاسر (رضی اللہ عنہ) آئے، پھر حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) میں صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو ساتھ لئے ہوئے آئے پھر نبی اکرم (ﷺ) (حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اور عمار بن فہیرہ (رضی اللہ عنہ) کو ساتھ لے کر) تشریف لائے۔ میں نے مدینہ والوں کو کسی بات سے اتنا خوش ہوتے نہیں دیکھا جتنا رسول اللہ ﷺ کے تشریف لانے سے وہ خوش ہوئے، لونڈیاں تک کہنے لگیں ”اللہ کے پیغمبر ﷺ تشریف لائے ہیں۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِي جَحْفَةَ رضی اللہ عنہ يَقُولُ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ بِالْهَاجِرَةِ فَأَتَى بَوْضُوءَ فَتَوَضَّأَ فَجَعَلَ النَّاسُ يَأْخُذُونَ مِنْ فَضْلِ وَضُوئِهِ فَيَتَمَسَّحُونَ بِهِ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ②

① کتاب المناقب، باب مقدم النبی و اصحابہ المدینہ

② کتاب الوضوء، باب استعمال فضل وضوء الناس

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں دوپہر کے وقت رسول اللہ ﷺ تشریف لائے آپ ﷺ کی خدمت میں وضوء کا پانی پیش کیا گیا جس سے آپ ﷺ نے وضوء فرمایا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے وضوء سے بچا ہوا پانی لے کر اپنے بدن پر ملنے لگے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

ایک کم سن بچے کی آپ ﷺ سے محبت!

مسئلہ 55

عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ غُلَامٌ بِالْمَدِينَةِ يُكْنَى أَبَا مُصْعَبٍ ۖ فَاتَى النَّبِيَّ ﷺ وَبَيْنَ يَدَيْهِ سُنْبُلٌ فَفَرَكَ سُنْبُلَهُ ثُمَّ نَفَخَهَا ثُمَّ دَفَعَهَا إِلَيْهِ فَآكَلَهَا فَكَانَتْ الْأَنْصَارُ تُعْمِرُ مَنْ يَأْكُلُ فُرْيَكَةَ السُّنْبُلِ فَلَمَّا دَفَعَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَيْهِ لَمْ يَرُدُّهَا عَلَيْهِ قَالَ أَبُو مُصْعَبٍ ۖ ثُمَّ قُمْتُ مِنْ عِنْدِهِ غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ! ادْعُ إِلَهُكَ لِي أَنْ يَجْعَلَنِي مَعَكَ فِي الْجَنَّةِ ، قَالَ ((مَنْ عَلَّمَكَ هَذَا ؟)) قُلْتُ : لَا أَحَدٌ ، قَالَ ((أَفْعَلْ)) فَلَمَّا وَلَّيْتُ دَعَايَ ، قَالَ ((ائْتِنِي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ)) فَاتَيْتُ أُمِّي فَسَأَلْتُنِي فَقُلْتُ : كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَاتَى بِسُنْبُلٍ فَفَرَكَ سَنَةً سُنْبُلَةً بِيَدَيْهِ الْمُبَارَكَتَيْنِ ثُمَّ نَفَخَهُ بِرَبْقِهِ الْمُبَارَكِ ثُمَّ دَفَعَهَا إِلَيَّ فَكَرِهْتُ أَنْ أَرُدُّهُ ، فَقَالَتْ : أَحْسَنْتِ ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَدَعَا لِي . رَوَاهُ الْبَرَاءُ ۝

حضرت عبدالملک بن عمیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مدینہ منورہ میں ایک لڑکا تھا جس کی کنیت ابو مصعب تھی۔ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ کے دست مبارک میں ایک خوشہ تھا۔ آپ ﷺ نے خوشہ ہاتھوں میں مل کر اس کا چھلکا اتارا، پھونک ماری اور اس کے دانے ٹکے کو دیئے۔ لڑکے نے لے کر کھا لئے۔ اگرچہ انصار مدینہ اسے اچھا نہ سمجھتے لیکن جب رسول اللہ ﷺ نے ابو مصعب رضی اللہ عنہ کو دانے دیئے تو اس نے آپ ﷺ کو واپس نہ پلٹا۔ ابو مصعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس سے اٹھ کر ابھی تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ پھر واپس پلٹا اور آپ ﷺ سے عرض کی "یا رسول اللہ ﷺ! آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے جنت میں آپ ﷺ کی رفاقت عطا فرمائے۔" آپ ﷺ نے اس سے پوچھا "تمہیں یہ بات کس نے سکھائی ہے؟" ابو مصعب نے عرض کیا "کسی نے نہیں۔" آپ ﷺ نے فرمایا "اچھا، میں دعا کروں گا۔" جب میں واپس ہونے لگا تو آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور ارشاد فرمایا "کثرت



ہجود سے میری مدد کرنا۔“..... جب میں اپنی ماں کے پاس واپس (گھر) آیا تو ماں نے دریافت کیا (اتنی دیر کہاں رہے؟) میں نے بتایا ”میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا، آپ ﷺ ایک خوشہ لائے اپنے دست مبارک سے اس کے دانے نکالے اور اپنی پھونک مبارک سے پھلکے اڑائے اور مجھے دیئے، میں نے واپس کرنا مناسب نہ سمجھا (اور لے لئے) ابو مصعب رضی اللہ عنہ کی ماں نے کہا ”تو نے بہت اچھا کیا۔“ ابو مصعب رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ نے میرے لئے دعا فرمائی۔ اسے بزار نے روایت کیا ہے۔

الْحَقُّ الرَّابِعُ..... الذَّبُّ عَنْهُ ﷺ

چوتھا حق..... آپ ﷺ کا دفاع کرنا^۱

مسئلہ 56 غلبہ اسلام کی جدوجہد میں رسول اکرم ﷺ کی حمایت اور حفاظت کرنا تمام اہل ایمان پر واجب ہے۔

﴿فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (157:7)

”جو لوگ رسول پر ایمان لائے اس کی حمایت اور مدد کی اور اس نور (یعنی قرآن مجید) کی پیروی کی جو اس کے ساتھ نازل کیا گیا ہے وہی فلاح پانے والے ہیں۔“ (سورۃ الاعراف، آیت نمبر 157)

مسئلہ 57 رسول اکرم ﷺ کی عزت اور ناموس کا دفاع کرنا تمام اہل ایمان پر واجب ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((أَهْجُوا قُرَيْشًا فَإِنَّهُ أَشَدُّ عَلَيْهَا مِنْ رَشْقٍ بِالنَّبْلِ)) فَأَرْسَلَ إِلَى ابْنِ رَوَاحَةَ ﷺ ، فَقَالَ ((أَهْجُهُمْ)) فَهَجَاهُمْ فَلَمْ يَرْضَ ، فَأَرْسَلَ إِلَى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ ، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ ﷺ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ ، قَالَ حَسَّانُ : قَدْ أَنْ لَكُمْ أَنْ تُرْسِلُوا إِلَى هَذَا الْأَسَدِ الضَّارِبِ بِذَنَبِهِ ، ثُمَّ أَذْلَعَ لِسَانَهُ فَجَعَلَ يُحَرِّكُهُ فَقَالَ : وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا فَرِيئَتَهُمْ بِلِسَانِي فَرَى

۱ آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں غلبہ اسلام کی جدوجہد میں آپ ﷺ کی حفاظت کرنا نیز قولاً اور فعلاً ہر طرح سے آپ ﷺ کی حمایت کرنا، آپ ﷺ کی مدح میں نعت کہنا، کفار و مشرکین کی طرف سے آپ ﷺ پر لگائے گئے الزامات کا جواب دینا، آپ ﷺ کی توہین اور گستاخی کا بدلہ لینا، یہ ساری باتیں آپ ﷺ کے دفاع میں شامل ہیں۔ آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے بعد آپ ﷺ کی ذات کی حفاظت کا معاملہ تو باقی نہیں رہا البتہ باقی سارے امور پر عمل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر اپنی استطاعت کے مطابق واجب ہے۔



الْأَدِيمِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ ①

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”قریش کی ہجو کرو کیونکہ انہیں ہجو، تیروں کی بوچھاڑ سے بھی زیادہ ناگوار ہے۔“ پہلے آپ ﷺ نے ایک آدمی حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور انہیں حکم دیا ”تم قریش کی ہجو کرو۔“ (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ہجو کی) لیکن آپ ﷺ کو پسند نہ آئی، پھر آپ ﷺ نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بھیجا (ان کی ہجو بھی پسند نہ آئی تو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا)، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی ”اب آپ ﷺ نے اس شیر کو بلا بھیجا ہے جو اپنی دم سے دشمنوں کو مارتا ہے اپنی زبان باہر نکالی اور اسے ہلا کر فرمایا ”اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں کافروں کو اپنی زبان سے اس طرح تہس نہس نہں کروں گا جس طرح چمڑے کو (چھری سے) چیرا پھاڑا جاتا ہے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 58 آپ ﷺ کے فضائل بیان کرنا اور آپ ﷺ پر لگائے گئے الزامات

اور اعتراضات کا نظریا اشعار میں جواب دینا اہل ایمان پر واجب ہے۔

عَنِ الْبَرَاءِ ؓ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِحَسَّانَ ؓ ((اهْجُوهُمْ أَوْ هَاجِهِمْ وَ جَبْرِئِلُ الْعَلَّيْ)) مَعَكَ ((رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ②

حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا ”مشرکوں کی ہجو کریا فرمایا اس ہجو کا جواب دے (جو انہوں نے میرے بارے میں کی ہے) اور جبرائیل علیہ السلام تیرے ساتھ ہیں۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَجِبْ عَنِّي اللَّهُمَّ أَيُّدُهُ بَرُوحِ الْقُدُسِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ ③

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”(اے حسان!) میری طرف سے مشرکوں کو جواب دے، یا اللہ! حسان کی روح القدس (حضرت جبرائیل علیہ السلام) کے ساتھ مدد فرما۔“ اسے مسلم

① کتاب الفضائل، باب فضائل حسان بن ثابت ؓ

② کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائكة

③ کتاب الفضائل، باب فضائل حسان بن ثابت ؓ

نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 59 رسول اکرم ﷺ کی توہین اور گستاخی کا بدلہ لینا اہل ایمان پر واجب ہے۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 163 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 60 بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی ہر قیمت پر حفاظت کرنے کا وعدہ فرمایا۔

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ..... فَأَجْتَمَعْنَا بِالشَّعْبِ نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَتَّى جَاءَنَا وَمَعَهُ يَوْمِيذُ عُمَةُ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ يَوْمُئِذٍ عَلَى دِينِ قَوْمِهِ فَقَالَ إِنَّ مُحَمَّدًا مِنَّا حَيْثُ قَدْ عَلِمْتُمْ وَقَدْ مَنَعْنَاهُ مِنْ قَوْمِنَا مِمَّنْ هُوَ عَلَى مِثْلِ رَأْيِنَا فِيهِ وَهُوَ فِي عِزِّ مَنْ قَوْمِهِ وَمَنْعَةٍ فِي بَلَدِهِ، قَالَ فَقُلْنَا قَدْ سَمِعْنَا مَا قُلْتَ فَتَكَلَّمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَخَذَ لِنَفْسِكَ وَلِرَبِّكَ مَا أُحِبَّتْ قَالَ فَتَكَلَّمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَتَلَا وَدَعَا إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَرَغَبَ فِي الْإِسْلَامِ قَالَ أَبَايُعْيُكُمْ عَلَى أَنْ تَمْنَعُونِي مِمَّا تَمْنَعُونَ مِنْهُ نِسَاءُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ ثُمَّ قَالَ فَأَخَذَ الْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُورٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ نَعَمْ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَنَمْنَعَنَّكَ مِمَّا نَمْنَعُ مِنْهُ أَزْرَدْنَا قَبَائِعُنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَنَحْنُ أَهْلُ الْخُرُوبِ وَأَهْلُ الْحُلُقَةِ وَرَغْنَاهَا كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ. رواه أحمد ①

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (بیعت عقبہ ثانی کے موقع پر) ہم سب گھائی میں اکٹھے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرنے لگے پھر آپ تشریف لے آئے اس وقت آپ کے ساتھ آپ کے چچا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بھی تھے وہ ابھی تک اپنے آبائی دین پر قائم تھے انہوں نے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا تمہیں معلوم ہے کہ محمد ﷺ کا ہمارے درمیان کیا مقام اور مرتبہ ہے اور ہم نے انہیں ان لوگوں سے اب تک محفوظ رکھا ہے جو (دینی نقطہ نظر سے) ہمارے جیسی رائے رکھتے ہیں لہذا وہ اپنی قوم میں عزت کے ساتھ اور اپنے شہر میں حفاظت کے ساتھ رہ رہے ہیں لوگوں نے عرض کیا عباس! آپ نے جو کچھ کہا ہم نے



من لیا یا رسول اللہ ﷺ! اب آپ ارشاد فرمائیں۔ اپنے لئے اور اپنے رب کے لئے جو ہم سے عہد و پیمان لینا چاہتے ہیں وہ لیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے پہلے قرآن مجید کی تلاوت فرمائی، اللہ عز و جل کی طرف دعوت دی اور اسلام کی رغبت دلائی اور ”فرمایا میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم ہر اس چیز سے میری حفاظت کرو گے جس سے اپنی عورتوں اور بچوں کی حفاظت کرتے ہو“ اس پر براء بن معرور رضی اللہ عنہ نے آپ کا دست مبارک پکڑا اور عرض کی ”ہاں، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے ہم یقیناً اس چیز سے آپ کی حفاظت کریں گے جس سے ہم اپنی جانوں کی حفاظت کرتے ہیں لہذا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ ہم سے بیعت لیں ہم جنگ کے بیٹے ہیں اور ہتھیاروں سے خوب واقف ہیں یہ وراثت ہمیں باپ دادا سے ملی ہے۔“ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 61۔ انصار مدینہ نے آپ ﷺ کو مدینہ میں پناہ دے کر آپ ﷺ کی حفاظت اور حمایت کا حق ادا کیا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ ((لَوْ أَنَّ الْأَنْصَارَ سَلَكَوْا وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ فِي وَادِي الْأَنْصَارِ وَلَوْ لَا الْهَجْرَةُ لَكُنْتُ أَمْرًا مِنَ الْأَنْصَارِ)) فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: مَا ظَلَمَ بَابِي وَأُمِّي آوُوهُ وَنَصْرُوهُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ①

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اگر انصار کسی وادی یا گھاٹی میں چلیں تو میں بھی اس میں چلوں گا اگر میں نے ہجرت نہ کی ہوتی (جس وجہ سے مہاجر کہلاتا ہوں) تو میں انصار میں سے ایک فرد ہوتا (یعنی انصاری کہلانا پسند کرتا) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ”میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان! آپ ﷺ نے ایسا بے جا نہیں فرمایا کیونکہ انصار نے آپ ﷺ کو مدینہ میں پناہ دی اور آپ ﷺ کی مدد فرمائی۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 62۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے رات بھر پہرہ دے کر آپ ﷺ کی حفاظت فرمائی۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَرَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَقَالَ ((لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ أَصْحَابِي يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ)) قَالَتْ: وَ سَمِعْنَا صَوْتَ السَّلَاحِ، فَقَالَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ هَذَا؟)) قَالَ : سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اجْنُثْ أَحْرُسُكَ ، قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا : فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى سَمِعْتُ غَطِيطَهُ .
رَوَاهُ مُسْلِمٌ ①

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ایک رات رسول اللہ ﷺ کی آنکھ کھل گئی اور نیند اچاٹ ہو گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”کاش! میرے اصحاب میں سے کوئی نیک بخت آج کی رات میری حفاظت کرتا۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ”اتنے میں ہمیں ہتھیاروں کی آواز سنائی دی۔“ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا ”کون ہے؟“ آواز آئی ”سعد بن ابی وقاص ہوں یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ ﷺ کی خدمت میں پہرہ دینے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں پھر رسول اللہ ﷺ آرام سے سو گئے یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کے خراٹوں کی آواز سنی۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

جنگ بدر کے موقع پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا آپ ﷺ کی حفاظت کے لئے عہد!

عَنْ أَنَسٍ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ شَاوَرَ حِينَ بَلَغَهُ أَقْبَالُ أَبِي سُفْيَانَ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ ؓ فَقَالَ : هَذِهِ أَمْوَالُنَا بَيْنَ يَدَيْكَ فَأَحْكُمْ فِيهَا بِمَا شِئْتَ وَهَذِهِ نَفُوسُنَا بَيْنَ يَدَيْكَ وَلَوْ اسْتَعْرَضَتْ بِنَا الْبَحْرُ لَخُضْنَاهُ نَقَاتِلُ بَيْنَ يَدَيْكَ وَمِنْ خَلْفِكَ وَعَنْ يَمِينِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ . أَوْرَدَهُ ابْنُ هَشَامٍ ②

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان کے لشکر کی اطلاع ملنے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور فرمایا ”ہمارے اموال آپ کے سامنے ہیں ان کے بارے میں جو چاہیں فیصلہ فرمائیں (یعنی کتنے لینے ہیں کتنے چھوڑنے ہیں) اور یہ ہمارے لوگ بھی آپ ﷺ کے سامنے حاضر ہیں اگر آپ ہمیں ساتھ لے کر سمندر میں کودنا چاہیں گے تو ہم آپ کے ساتھ کود جائیں گے، آپ کے آگے، پیچھے، دائیں اور بائیں ہر طرف سے لڑیں گے۔“ اسے ابن ہشام نے بیان کیا ہے۔

مسئلہ 64

جنگ بدر میں آپ ﷺ کی حفاظت کے لئے حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کا دائیں بائیں آگے اور پیچھے ہر طرف سے لڑنے کا عہد۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ شَهِدْتُ مِنَ الْمُقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَشْهَدًا لَأَنْ أَكُونَ صَاحِبَهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا عُذِلَ بِهِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَدْعُو عَلَى الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ لَا نَقُولُ كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوسَى إِذْ هَبْتَ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا وَلَكِنَّا نَقَاتِلُ عَنْ يَمِينِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفَكَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَشْرَقَ وَجْهُهُ وَسَرَّهُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ①

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کا ایک ایسا کارنامہ دیکھا ہے جسے حاصل کرنا میرے لئے دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبوب ہے وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے جب آپ ﷺ مشرکوں کے لئے بددعا فرما رہے تھے۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے عرض کی ”ہم موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح آپ سے یہ نہیں کہیں گے کہ تو اور تیرا رب جائیں اور لڑیں ہم تو آپ ﷺ کے دائیں بائیں آگے اور پیچھے ہر طرف سے لڑیں گے۔“ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ”میں نے ان الفاظ کے بعد دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک خوشی سے چمک اٹھا اور آپ ﷺ مسرور ہو گئے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 65

غزوہ احد میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خوب نصرت فرمائی۔

عَنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ دِرْعَانِ فَهَضَّ إِلَى صَخْرَةٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ ، فَأَقْعَدَ تَحْتَهُ طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَضَعَمَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى اسْتَوَى عَلَى الصَّخْرَةِ ، فَقَالَ : فَسَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((أَوْجَبَ طَلْحَةُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ②

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں غزوہ احد کے روز رسول اللہ ﷺ دو زبریں پہنے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے (پناہ حاصل کرنے کے لئے) ایک چٹان پر چڑھنے کی کوشش کی لیکن نہ چڑھ سکے۔ آپ ﷺ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو نیچے بٹھایا اور ان پر سوار ہو گئے (حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو اوپر اٹھایا) حتیٰ کہ

① کتاب المغازی، باب قول اللہ تعالیٰ اذ تستغيثون ربکم

② ابواب المناقب، باب مناقب طلحة بن عبید اللہ

آپ ﷺ چٹان کے اوپر چڑھ گئے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ”طلحہ کے لئے جنت واجب ہوگئی۔“ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 66 غزوہ اُحد میں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا اس طرح دفاع کیا جس طرح دفاع کرنے کا حق تھا۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْهَزَمَ نَاسٌ مِنَ النَّاسِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبُو طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ مُجَوِّبٌ عَلَيْهِ بِحِجْفَةٍ، قَالَ: وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ رَجُلًا رَأْمِيًا شَدِيدَ النَّزْعِ، وَكَسَرَ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، قَالَ: فَكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ الْجَعْبَةُ مِنَ النَّبْلِ، فَيَقُولُ ((انْثُرْهَا لِأَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ)) قَالَ: وَيُشْرِفُ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ يَنْظُرُ إِلَى الْقَوْمِ، فَيَقُولُ أَبُو طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ! يَا بَنِي أَنْتَ وَأُمِّي لَا تُشْرِفْ لَا يُصْبِكَ سَهْمٌ مِنْ سَهَامِ الْقَوْمِ، نَخْرِي ذَوْنَ نَخْرِكَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ ①

حضرت انس (بن مالک) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں احد کے روز شکست کھانے کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ سے الگ ہو گئے۔ صرف ابو طلحہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس رہ گئے۔ وہ اپنی ڈھال آپ ﷺ کے اوپر کئے ہوئے تھے۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ زبردست تیر انداز تھے اس روز ان کے ہاتھوں دو یا تین کمانیں ٹوٹیں۔ جب کوئی صحابی تیروں کا ترکش لے کر نکلتا تو رسول اللہ ﷺ اس سے فرماتے ”یہ تیر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے لئے رکھ دو۔“ رسول اکرم ﷺ جب اپنا سر مبارک اونچا کر کے کافروں کی طرف دیکھتے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ”اے اللہ کے نبی ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ سر مبارک اونچا نہ کریں کہیں کسی کافر کا تیر آپ کو نہ لگے۔ میرا سینہ آپ کے سینہ کے آگے ہے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 67 غزوہ اُحد میں سات مدنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے آپ ﷺ کا دفاع فرمایا۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَفْرَدَ يَوْمَ أُحُدٍ فِي سَبْعَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ، فَلَمَّا رَهَقُوهُ قَالَ ((مَنْ يَرُدُّهُمْ عَنَّا وَلَهُ الْجَنَّةُ، أَوْ هُوَ رَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ؟)) فَتَقَدَّمَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ، ثُمَّ رَهَقُوهُ أَيْضًا، فَقَالَ ((مَنْ يَرُدُّهُمْ



عَنَّا وَلَهُ الْجَنَّةُ، أَوْ هُوَ رَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ)) فَتَقَدَّمَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ، فَلَمْ يَزَلْ كَذَلِكَ حَتَّى قُتِلَ السَّبْعَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِصَاحِبِيهِ ((مَا أَنْصَقْنَا أَصْحَابَنَا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ ①

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ اُحد کے دوران ایک موقع پر رسول اکرم ﷺ صرف سات انصاری اور دو قریشی صحابہ کے ساتھ سارے لشکر سے الگ ہو گئے تو کافروں نے (قتل کرنے کے لئے) آپ ﷺ پر زبردست چڑھائی کر دی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”کون ان کافروں کو ہم سے دور کرتا ہے اس کے لئے جنت ہے یا آپ ﷺ نے فرمایا وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا؟“ انصار میں سے ایک آدمی آگے بڑھا، آپ ﷺ کا دفاع کیا حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔ کفار نے آپ ﷺ پر دوبارہ چڑھائی کی۔ آپ ﷺ نے پھر وہی بات دہرائی ”کون ہے جو انہیں ہم سے دور کرے اس کے لئے جنت ہے؟ یا فرمایا جنت میں وہ میرا رفیق ہوگا۔“ ایک اور انصاری آگے بڑھا، مقابلہ کیا اور مارا گیا۔ اسی طرح ہوتا رہا حتیٰ کہ ساتوں انصاری باری باری شہید ہو گئے۔ رسول اکرم ﷺ نے (اپنے قریشی) ساتھیوں سے فرمایا ”ہم نے اپنے انصاری ساتھیوں سے انصاف نہیں کیا۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : ”ہم نے اپنے ساتھیوں سے انصاف نہیں کیا۔“ سے مراد یہ ہے کہ قریشی جوانوں کو بھی آگے بڑھنا چاہئے تھا یا اس سے یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی جان بچانے کی فکر میں تڑپتے ہو گئے..... انہوں نے میری حفاظت کرنے والے صحابہ کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ واللہ اعلم بالصواب!

مَسْئَلَةُ 68 غزوہ اُحد میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا دفاع کرنے کا حق ادا فرما دیا۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَمَعَ لَهُ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ، قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَدْ أَحْرَقَ الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((إِزِمْ فِدَاكَ أَبِي وَ أُمِّي)) قَالَ: فَتَزَعْتُ لَهُ بِسَهْمٍ لَيْسَ فِيهِ نَصْلٌ، فَأَصَبْتُ جَنْبَهُ فَسَقَطَ فَأَنكَشَفْتُ عَوْرَتَهُ، فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى نَوَاجِذِهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ ②

حضرت سعد (بن ابی وقاص) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ اُحد کے روز رسول اللہ ﷺ نے میرے

① کتاب الجہاد، باب غزوة اُحد

② کتاب الفضائل، باب فی فضل سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ



لئے اپنے ماں باپ کو جمع کیا (یعنی یوں فرمایا میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں) مشرکوں میں سے ایک شخص نے مسلمانوں کو خوب قتل کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”سعد! میرے ماں باپ تجھ پر قربان، خوب تیر مار۔“ میں نے ایک تیر نکالا جس کے آگے نوک نہیں تھی اور اسے پھینکا تو وہ اس مشرک کی پسی میں لگا اور مشرک گر پڑا جس سے اس کی شرمگاہ کھل گئی۔ رسول اللہ ﷺ دیکھ کر بے یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کی داڑھیں دیکھیں۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 69 غزوہ احد میں ایک شیر دل خاتون حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے بھی آپ ﷺ کی جان بچانے کے لئے تلوار چلائی۔

عَنْ أُمِّ سَعْدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ كَانَتْ تَقُولُ دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ عُمَارَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقُلْتُ لَهَا يَا خَالَهَ أَخْبِرْنِي خَبْرَكَ ، فَقَالَتْ خَرَجْتُ أَوَّلَ النَّهَارِ وَأَنَا أَنْظُرُ مَا يَصْنَعُ النَّاسُ وَمَعِيَ سِقَاءٌ فِيهِ مَاءٌ فَانْتَهَيْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِي أَصْحَابِهِ وَالْدُّوْلَةُ وَالرَّيْحُ لِلْمُسْلِمِينَ فَلَمَّا انْهَزَمَ الْمُسْلِمُونَ انْحَزْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُمْتُ أَبَاشِرُ الْقِتَالِ وَأَذْبُ عَنْهُ بِالسَّيْفِ وَأُرْمِي عَنِ الْقَوْسِ حَتَّى خَلَصْتُ الْجَرَّاحَ إِلَيَّ قَالَتْ فَرَأَيْتُ عَلَى عَاتِقِهَا جُرْحًا أَجُوفٌ لَهُ عَوْرٌ فَقُلْتُ مَنْ أَصَابَكَ بِهَذَا قَالَتْ ابْنُ قُمَيْتَةَ أَقَمَاهُ اللَّهُ! لَمَّا وَلَّى النَّاسُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَقْبَلَ يَقُولُ ذُلُونِي عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ فَلَا نَجْوَى إِنْ نَجَا فَأَعْتَرَضْتُ لَهُ أَنَا وَمُضْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ ﷺ وَأَنَاسٌ مِمَّنْ ثَبَتَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَضَرَبَنِي هَذِهِ الضَّرْبَةَ وَلَكِنْ فَلَقَدْ ضَرَبْتُهُ عَلَى ذَلِكَ ضَرْبَاتٍ وَلَكِنْ عَدَّوُ اللَّهِ كَانَ عَلَيْهِ دِرْعَانٌ. أَوْرَدَهُ ابْنُ هِشَامٍ •

حضرت ام سعد بن سعد بن ربیع کہتی ہیں کہ میں ام عمارہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کی ”خالہ جان! مجھے غزوہ احد میں اپنی خدمات کے بارے میں کچھ بتائیں۔“ حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ”میں دن کے پہلے حصے میں نکلی اور مجاہدین نے جو معرکہ سرانجام دیا اسے دیکھا میرے پاس پانی کا مشکیزہ تھا (جس سے میں مجاہدین کو پانی پلاتی تھی) جب میرا گزر رسول اللہ ﷺ پر ہوا تو آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حفاظت میں تھے اور اس وقت جنگ کی صورت حال مسلمانوں کے حق میں تھی۔ لیکن جب مسلمان منتشر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کے قریب پہنچ گئی اور آپ ﷺ کے سامنے سینہ سپر ہو کر



لڑنے لگی اور تلوار سے آپ ﷺ کا دفاع کیا۔ آپ ﷺ کے دفاع کے لئے کمان سے تیر پھینکے حتیٰ کہ اسی تنگ دود میں خود بھی زخمی ہوئی۔ حضرت ام سعد رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے ام عمارہ رضی اللہ عنہا کے کندھے پر ایک گہرا زخم دیکھا تو پوچھا ”آپ ﷺ کو یہ زخم کس نے لگایا ہے؟“ انہوں نے فرمایا ”ابن قمعہ نے، اللہ اسے ذلیل کرے۔“ ہوا یوں کہ جب لوگ رسول اللہ ﷺ سے دور چلے گئے تو ابن قمعہ یہ کہتے ہوئے آگے بڑھا ”مجھے بتاؤ محمد کہاں ہے؟ میں خود مروں گا یا اسے ماروں گا۔“ یہ سن کر میں اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور کچھ دوسرے لوگ جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے وہ بھی آگے بڑھے، اس وقت مجھ پر ابن قمعہ نے وار کیا میں نے اس کے جواب میں اس پر کئی وار کئے لیکن اللہ کا دشمن اس روز دوزر ہیں پہنچے ہوئے تھا (اس لئے بچ نکلا)۔“ ابن ہشام نے اسے بیان کیا ہے۔

مسئلہ 70

غزوہ اُحد میں حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی پشت پر سارے تیر روک کر نبی اکرم ﷺ کا دفاع کیا۔

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ وَتَرَسَ ذُوْنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَبُو دُجَانَةَ بِنَفْسِهِ يَقَعُ النَّبِيُّ فِي ظَهْرِهِ وَهُوَ مُنَحْنٍ عَلَيْهِ حَتَّى كَثُرَ فِيهِ النَّبْلُ . أَوْرَدَهُ ابْنُ هِشَامٍ ۝
ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ڈٹ کر کھڑے ہو گئے تیر آپ ﷺ کی پشت پر اس حال میں برستے رہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے اوپر جھکے ہوئے تھے اسی حالت میں بہت سے تیر (ان کی پشت پر) آ کر لگے۔ ابن ہشام نے اسے بیان کیا ہے۔

مسئلہ 71

جنگ احزاب میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی نصرت فرمائی۔

عَنْ حَذِيفَةَ ؓ قَالَ : لَقَدْ رَأَيْتُنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةَ الْأَحْزَابِ وَ أَخَذَتْنَا رِيحَ شَدِيدَةٍ وَقَرَّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَلَا رَجُلٌ يَأْتِينِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ جَعَلَهُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ مَعِيَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ)) فَسَكَنَّا فَلَمْ يُجِبْهُ مَنَّا أَحَدٌ ، ثُمَّ قَالَ ((أَلَا رَجُلٌ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ جَعَلَهُ اللَّهُ مَعِيَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ)) فَسَكَنَّا فَلَمْ يُجِبْهُ مَنَّا أَحَدٌ ، ثُمَّ قَالَ : ((أَلَا رَجُلٌ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ جَعَلَهُ اللَّهُ مَعِيَ



يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) فَسَكَنَّا فَلَمْ يَجِبْهُ مِنَّا أَحَدٌ، فَقَالَ ((قُمْ يَا حَدِيفَةُ! فَاتِنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ فَلَمْ أَجِدْ
بُذًا إِذْ دَعَانِي بِاسْمِي أَنْ أَقُومَ)) قَالَ ((أَذْهَبُ فَاتِنِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ وَلَا تَذَعْرَهُمْ عَلَيَّ)) فَلَمَّا
وَلَيْتُ مِنْ عِنْدِهِ جَعَلْتُ كَأَنَّمَا أَمْشِي فِي حَمَّامٍ حَتَّى أَتَيْتُهُمْ فَرَأَيْتُ أَبَا سُفْيَانَ يَصْلِي ظَهْرَهُ
بِالنَّارِ فَوَضَعْتُ سَهْمًا فِي كَيْدِ الْقَوْسِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَرْمِيَهُ فَذَكَرْتُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ((لَا
تَذَعْرَهُمْ عَلَيَّ)) وَلَوْ رَمَيْتُهُ لَأَصَبْتُهُ فَرَجَعْتُ وَأَنَا أَمْشِي فِي مِثْلِ الْحَمَّامِ فَلَمَّا أَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ
بِخَبَرِ الْقَوْمِ وَفَرَعْتُ فَرَدْتُ فَأَلْبَسَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ فَضْلِ عَبَاءَةٍ كَانَتْ عَلَيْهِ يُصَلِّي
فِيهَا فَلَمْ أَزَلْ نَائِمًا حَتَّى أَصْبَحْتُ فَلَمَّا أَصْبَحْتُ قَالَ ((قُمْ يَا نَوْمَانُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❶

حضرت حدیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جنگ احزاب میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ ایک رات
ہوا بہت تیز چل رہی تھی اور سردی بھی خوب تھی۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا ”کوئی شخص ہے جو
جا کر کافروں کی خبر لائے، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن میرے ساتھ رکھے گا۔“ یہ سن کر ہم لوگ خاموش
ہو رہے اور کسی نے جواب نہ دیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ”کوئی شخص ہے جو کافروں کی خبر میرے پاس
لائے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن میرے ساتھ رکھے گا۔“ کسی نے جواب نہ دیا سب خاموش رہے۔
پھر آپ ﷺ نے فرمایا ”کوئی شخص ہے جو کافروں کی خبر میرے پاس لائے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن
میرے ساتھ رکھے گا۔“ کسی نے جواب نہ دیا۔ آخر آپ ﷺ نے فرمایا ”حدیفہ (رضی اللہ عنہ)! تم اٹھو اور جا کر
کفار کی خبر لاؤ۔ جب آپ ﷺ نے میرا نام لے کر حکم دیا تو میرے لئے اٹھے بغیر کوئی چارہ نہ تھا۔ آپ
ﷺ نے مجھے روانہ کرتے ہوئے یہ ہدایت فرمائی کہ کفار کی خبر لاؤ، لیکن انہیں اشتعال دلانے والی کوئی
حرکت نہ کرنا۔ جب میں روانہ ہوا تو مجھے ایسا معلوم ہوا جیسے میں گرم حمام میں چلا جا رہا ہوں (یعنی رسول
اللہ ﷺ کی دعا سے سردی ختم ہو گئی) جب میں کافروں کے لشکر کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ ابوسفیان اپنی کمر
آگ سے سینک رہا ہے۔ میں نے اسے تیر مارنے کے لئے کمان پر چڑھایا تو مجھے رسول اللہ ﷺ کی
ہدایت یاد آگئی کہ ایسا کوئی کام نہ کرنا جس سے کفار مشتعل ہو جائیں حالانکہ اگر میں تیر مارتا تو یقیناً ابوسفیان
کو لگتا (اور وہ مرجاتا) میں کفار کی خبر لے کر واپس پلٹا تب بھی مجھے ایسا معلوم ہوا جیسا کہ میں گرم حمام میں
چل رہا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس پہنچ کر میں نے آپ ﷺ کو ساری صورت حال سے آگاہ



کیا۔ اس وقت مجھے پھر سردی محسوس ہونے لگی۔ رسول اکرم ﷺ نے مجھے اپنا ایک زائد کبیل عنایت فرمادیا جسے اوڑھ کر آپ ﷺ نماز پڑھا کرتے تھے۔ میں اسی کبیل کو اوڑھ کر سویا تو (اتنی گہری نیند آئی کہ) صبح تک سویا رہا۔ جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا ”اٹھو نومان“ (یعنی بہت زیادہ سونے والے) اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 72 غزوہ بنو قریظہ کے موقع پر حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی نصرت فرمائی۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنْتُ يَوْمَ الْأَحْزَابِ جُعِلْتُ أَنَا وَعُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي الْيَسَاءِ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا أَنَا بِالزُّبَيْرِ عَلَى فَرَسِهِ يَخْتَلِفُ إِلَيَّ بِنِي قُرَيْظَةَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، فَلَمَّا رَجَعْتُ، قُلْتُ: يَا أَبَتِ رَأَيْتَكَ تَخْتَلِفُ؟ قَالَ: أَوْ هَلْ رَأَيْتَنِي يَا بُنَيَّ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ يَأْتِ بِنِي قُرَيْظَةَ فَيَأْتِنِي بِخَبَرِهِمْ؟)) فَأَنْطَلَقْتُ، فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَبُويهِ، فَقَالَ ((هَذَاكَ أَبِي وَأُمِّي)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ①

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جنگ احزاب کے دن مجھے اور عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما کو (کس نے ہونے کی وجہ سے) عورتوں میں چھوڑ دیا گیا۔ اس روز میں نے (اپنے والد) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ گھوڑے پر سوار ہیں اور انہوں نے دو تین بار بنو قریظہ کے محلہ کے چکر لگائے (غزوہ بنو قریظہ کے اختتام پر) میں نے واپس آنے کے بعد (اپنے والد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے) پوچھا ”میں نے آپ کو بار بار ادھر ادھر آتے جاتے دیکھا ہے؟“ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا ”کیا تو نے واقعی مجھے دیکھا تھا؟“ میں نے عرض کیا ”ہاں!“ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا ”اصل بات یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”بنو قریظہ کی خبر مجھے کون لا کر دے گا؟“ میں گیا اور جب خبر لے کر واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے (خوش ہو کر) اپنے ماں باپ کو اکٹھا کر کے فرمایا ”میرے ماں باپ تم پر قربان۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 73 حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے واقعہ اُفک میں آپ ﷺ کی نصرت فرمائی۔



عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ ((يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ ! مَنْ يَغْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي ؟ فَوَاللَّهِ ! مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا وَمَا كَانَ يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا مَعِيَ)) فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ الْأَنْصَارِيُّ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ! أَنَا أَغْذِرُكَ مِنْهُ إِنْ كَانَ مِنَ الْأَوْسِ ضَرَبْتُ عُنُقَهُ وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزَرَجِ أَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا أَمْرَكَ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ①

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں (واقعہ انک کے بعد ایک روز) رسول اللہ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا ”اے مسلمانوں! تم میں سے کون ہے جو مجھے اس شخص سے بچائے جس نے مجھے میری بیوی کے معاملے میں اذیت پہنچائی ہے؟ اللہ کی قسم! میں تو اپنی بیوی کے بارے میں خیر ہی خبر جانتا ہوں اور جس شخص کے بارے میں تہمت لگائی گئی ہے اس کے بارے میں بھی میں خیر ہی جانتا ہوں اور وہ میرے گھر میں کبھی اکیلا نہیں آیا میرے ساتھ ہی آیا ہے۔“ (یہ سن کر) حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے ”یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کو اس شخص سے بچاتا ہوں اگر وہ قبیلہ اوس کا فرد ہے تو میں اسے قتل کروں گا اور اگر وہ شخص ہمارے برادر قبیلہ خزرج سے ہے تو پھر آپ ہمیں جو حکم کریں گے ہم بجالائیں گے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

غزوہ حنین میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کا دفاع فرمایا۔ مسئلہ 74

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : فَلَمَّا اتَّقَى الْمُسْلِمُونَ وَالْكَفَّارُ وَلَّى الْمُسْلِمُونَ مُدْبِرِينَ فَطَفِقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَرْكُضُ بَعْلَتَهُ قَبْلَ الْكَفَّارِ ، قَالَ عَبَّاسٌ ﷺ : وَأَنَا أَخِذْ بِلِحْجَامِ بَعْلَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَكْفُفْهَا إِرَادَةَ أَنْ لَا تُسْرِعَ وَأَبُو سُفْيَانَ أَخِذَ بِرِكَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَيُّ عَبَّاسٍ ! نَادِ أَصْحَابَ السُّمْرَةِ)) فَقَالَ عَبَّاسٌ ﷺ : وَكَانَ رَجُلًا صَيِّتًا ، فَقُلْتُ بِأَعْلَى صَوْتِي : أَيْنَ أَصْحَابُ السُّمْرَةِ ؟ قَالَ : فَوَاللَّهِ لَكَأَنَّ عَطْفَتَهُمْ حِينَ سَمِعُوا صَوْتِي عَطْفَةُ الْبَقْرِ عَلَى أَوْلَادِهَا ، فَقَالُوا : يَا لَبِيْكَ ، يَا لَبِيْكَ ! قَالَ ((فَافْتَتِلُوا الْكَفَّارَ)) . رَوَاهُ مُسْلِمٌ ②

① کتاب التفسیر ، تفسیر سورة النور ، باب لو لا اذا سمعتموه ظن المؤمنون والمؤمنات بانفسهم خيرا

② کتاب الجہاد والسمیر ، باب غزوة حنین



حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ”جب (غزوہ حنین میں) مسلمانوں اور کافروں کا آمنہ سامنا ہوا تو مسلمان پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے حالانکہ رسول اللہ ﷺ اپنے خچر کو ایڑی مارتے ہوئے کافروں کی طرف جارہے تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ”میں آپ ﷺ کے خچر کی لگام تھامے اسے تیز چلنے سے روک رہا تھا اور ابوسفیان (بن حارث) آپ ﷺ کی رکاب تھامے ہوئے تھے۔ آخر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اے عباس! اصحاب سمرہ کو پکارو۔“ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی آواز بہت بلند تھی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے بلند آواز سے پکارا ”اصحاب سمرہ کہاں ہیں؟“ اللہ کی قسم! اصحاب سمرہ یہ سنتے ہی ایسے لوٹے جیسے گائے اپنے بچوں کے پاس چلی آتی ہے اور کہنے لگے ”ہم حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”کافروں کو قتل کر دو۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : یاد رہے ”سمرہ“ ایک جنگی درخت کا نام ہے۔ غزوہ حدیبیہ میں سمرہ درخت کے نیچے بیٹھ کر آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جہاد کی بیعت لی تھی جسے بیعت رضوان بھی کہا جاتا ہے۔ ”اصحاب سمرہ“ سے مراد وہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جنہوں نے بیعت رضوان میں حصہ لیا تھا۔





الْحَقُّ الْخَامِسُ..... النَّصْرُ لِدِينِهِ ﷺ

پانچواں حق..... آپ ﷺ کے دین کی نصرت کرنا*

مسئلہ 75 دین کی نشر و اشاعت کے لئے اپنے مالوں جانوں اور زبانوں سے

جدوجہد کرنا تمام اہل ایمان پر واجب ہے۔

﴿وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ﴾ (25:57)

”اور اللہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون بن دیکھے اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ بہت قوت اور غلبہ والا ہے۔“ (سورۃ الحدید، آیت نمبر 25)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَالسِّيَاقِمْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”مشرکوں سے جہاد کرو، اپنے مالوں کے ساتھ، اپنی جانوں کے ساتھ اور اپنی زبانوں کے ساتھ۔“ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 76 امت کے باشعور افراد کو دینی مراکز سے علم حاصل کرنے کے بعد اپنے

اپنے ملکوں یا اپنے اپنے شہروں میں جا کر دین کی نشر و اشاعت کا کام کرنا چاہئے۔

﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا

آپ ﷺ کے دین کی نصرت کے چار مراحل ہیں۔ ہر مسلمان کو تدریجاً ان مراحل پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ اولاً دین کا علم حاصل کرنا، ثانیاً حاصل کردہ علم کے مطابق عمل کرنا، ثالثاً دین کی تبلیغ اور نشر و اشاعت کرنا رابعاً غلبہ دین کے لئے زبان، مال اور جان کے ساتھ جدوجہد کرنا۔



رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ﴿٩﴾ (122:9)

”پھر ایسا کیوں نہ ہوا کہ اہل ایمان کی آبادی کے ہر حصہ سے کچھ لوگ (دینی مراکز کی طرف) نکلتے، دین کی سمجھ پیدا کرتے اور واپس جا کر اپنے علاقے کے باشندوں کو خبردار کرتے تاکہ وہ کفر و شرک سے باز آ جاتے۔“ (سورۃ التوبہ، آیت نمبر 122)

﴿وَلَتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (104:3)

”تم میں سے ایک گروہ ایسا ضرور ہونا چاہئے جو لوگوں کو بھلائی کی دعوت دیتا رہے، نیکی کا حکم کرے اور برائی سے روکتا رہے، ایسے لوگ ہی فلاح پانے والے ہیں۔“ (سورۃ آل عمران، آیت نمبر 104)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((يَلْفُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ①

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”میری طرف سے دین کی باتیں دوسروں تک پہنچاؤ، خواہ ایک آیت ہی ہو۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 77 حجتہ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے حاضرین کو دین کی باتیں دوسروں تک پہنچانے کا حکم دیا۔

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَعَدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى بَعِيرِهِ وَامْسَكَ إِنْسَانٌ بِخَطَامِهِ أَوْ بِرِجْلِهِ ثُمَّ قَالَ ((لِيُبَلِّغَ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَإِنَّ الشَّاهِدَ عَسَى أَنْ يُبَلِّغَ مَنْ هُوَ أَوْعَى لَهُ مِنْهُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ②

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (مٹی میں دس ذوالحجہ کو) رسول اللہ ﷺ اپنے اونٹ پر تشریف فرما ہوئے۔ ایک آدمی اونٹ کی مہار تھامے ہوئے تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”جو یہاں حاضر ہے وہ غائب تک یہ احکام پہنچائے ممکن ہے جو شخص حاضر ہے وہ کسی ایسے آدمی تک یہ احکام پہنچائے جو پہنچانے والے سے زیادہ یاد رکھنے والا ہو۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

① کتاب الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل

② کتاب العلم، باب قول النبی ﷺ ((رب مبلغ أوعى من سامع))



دین کا علم حاصل کرنے والے وفد کو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ وہ واپس جا کر یہ علم دوسرے لوگوں تک پہنچائیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ أَتَوْا النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ فَقَالَ ((اخْفَظُوهُ وَاعْبِرُوا مِنْ وَرَائِكُمْ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ①

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ وفد عبد القیس رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے انہیں چار باتوں کا حکم دیا اور چار باتوں سے منع فرمایا اور انہیں ہدایت فرمائی ”ان احکام کو اچھی طرح یاد کر لو اور (واپس جا کر) دوسرے لوگوں کو بھی ان سے آگاہ کرو۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : جن چار باتوں کا آپ ﷺ نے حکم دیا وہ یہ تھیں:

① توحید اور رسالت کی گواہی ② نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی ③ رمضان کے روزے ④ مال غنیمت سے پانچواں حصہ بیت المال میں جمع کروانا۔

جن چار باتوں سے آپ ﷺ نے منع فرمایا، وہ یہ تھیں:

① کدو سے بنایا ہوا برتن ② مٹی سے بنایا ہوا وہ برتن جسے لاکھ یا گوند سے روغن کیا گیا ہو ③ مٹی سے بنایا ہوا وہ برتن جسے تارکول سے روغن کیا گیا ہو ④ لکڑی سے بنایا ہوا برتن۔ برتنوں کی یہ تمام اقسام شراب بنانے یا پینے کے لئے استعمال ہوتی تھیں، آپ ﷺ نے ان کے استعمال سے منع فرمادیا۔

مسئلہ 79 اسلام کی دعوت اور اشاعت کے لئے رسول اکرم ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دوسرے شہروں میں بھیجتے تھے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَهْلَ الْيَمَنِ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا إِنَّبَعْتَ مَعَنَا رَجُلًا يُعَلِّمُنَا السُّنَّةَ وَالْإِسْلَامَ ، قَالَ : فَأَخَذَ بِيَدِ أَبِي عُبَيْدَةَ ، فَقَالَ ((هَذَا أَمِينٌ هَذِهِ الْأُمَّةُ)) . رَوَاهُ مُسْلِمٌ ②

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یمن کے لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی ”دین اور اسلام سکھانے کے لئے ہمارے ساتھ آدی روانہ فرمائیے۔“ آپ ﷺ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا (اسے لے جاؤ) یہ اس امت کا امین ہے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

① کتاب العلم ، باب تحریص النبی ﷺ وفد عبد القیس علی ان یحفظوا الايمان والعلم و یخبروا من وراءهم

② کتاب فضائل ، باب من فضائل ابی عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ



دین کی دعوت اور اشاعت کی خاطر ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ نَاسٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا إِنَّ إِبْعَثَ مَعَنَا رَجُلًا يَعْلَمُونَ الْقُرْآنَ وَالسُّنَّةَ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ سَبْعِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَاءُ فِيهِمْ خَالِي حَرَامٌ يَقْرَأُ وَالْقُرْآنَ وَيَتَدَارِسُونَ بِاللَّيْلِ يَتَعَلَّمُونَ وَكَانُوا بِالنَّهَارِ يَجْنُونَ بِالْمَاءِ فَيَضَعُونَهُ فِي الْمَسْجِدِ وَيَحْتَضِبُونَ فَيَسْعَوْنَ بِهِ الطَّعَامَ لِأَهْلِ الصُّفَّةِ وَلِلْفُقَرَاءِ فَبَعَثَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْهِمْ فَعَرَضُوا لَهُمْ فَقَتَلُوهُمْ قَبْلَ أَنْ يَبْلُغُوا الْمَكَانَ فَقَالُوا اللَّهُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِيَّنَا أَنَّا قَدْ لَقَيْنَاكَ فَرَضِينَا عَنْكَ وَرَضِيتَ عَنَّا قَالَ : وَاتَى رَجُلٌ حَرَامًا ، خَالَ أَنَسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ خَلْفِهِ فَطَعَنَهُ بِرُمَحٍ حَتَّى أَنْفَذَهُ فَقَالَ حَرَامٌ فُرْتُ وَرَبِّ الْكُفَّةِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ ①

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی ”ہمارے ساتھ کچھ آدمی بھیج دیں جو کتاب و سنت کی تعلیم دیں۔“ رسول اللہ ﷺ نے انصار میں سے ستر آدمی ان کے ساتھ بھیج دیئے۔ انہیں ”قراء“ کہا جاتا تھا ان میں میرے خالو حضرت حرام رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے وہ لوگ قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور رات کے وقت قرآن مجید کا علم سکھتے سکھاتے۔ دن کے وقت پانی لاتے اور مسجد میں (وضو وغیرہ کے لئے) رکھ دیتے اس کے علاوہ یہ لکڑیاں کاٹ کر لاتے اور انہیں بیچ کر اہل صفہ اور دیگر فقراء کے لئے کھانا خریدتے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان قراء کو ان کے ساتھ بھیج دیا لیکن انہوں نے راستے میں ان پر حملہ کر دیا اور ٹھکانے پر پہنچنے سے پہلے ہی ان کو قتل کر ڈالا (قتل ہونے سے پہلے) قراء نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ”یا اللہ! ہمارے نبی کو یہ خبر پہنچا دے کہ ہم تیرے پاس اس حال میں پہنچ چکے ہیں کہ ہم تجھ سے راضی ہیں اور تو ہم سے راضی ہے۔“ راوی کہتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے خالو حضرت حرام رضی اللہ عنہ کے پاس پیچھے سے آیا اور (ان کی گردن میں) نیزہ مارا جو پار ہو گیا۔ حضرت حرام رضی اللہ عنہ نے کہا ”رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

اسلامی ریاست میں حکام بالا کو دین کی نشر و اشاعت کا مقدس فریضہ خود سرانجام دینے کا اہتمام کرنا چاہئے۔



كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ بْنِ حَزْمٍ اُنْظُرْ مَا كَانَ مِنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَاَكْتَبَهُ فَإِنِّي خِفْتُ ذُرُوسَ الْعِلْمِ وَذَهَابَ الْعُلَمَاءَ وَلَا تَقْبَلُ إِلَّا حَدِيثَ النَّبِيِّ ﷺ وَلَتَشْفُوا الْعِلْمَ وَلَتَجْلِسُوا حَتَّى يَعْلَمَ مَنْ لَا يَعْلَمُ فَإِنَّ الْعِلْمَ لَا يَهْلِكُ حَتَّى يَكُونَ سِرًّا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ①

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے (قاضی مدینہ) ابوبکر بن حزم رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو لکھ لو مجھے ڈر ہے کہ کہیں علم مٹ نہ جائے اور علماء (دنیا سے) اٹھ جائیں اور (یاد رکھو) نبی اکرم ﷺ کی احادیث کے علاوہ کوئی دوسری بات (کسی امتی کا قول یا رائے وغیرہ) قبول نہ کرنا۔ علماء کو چاہئے کہ وہ علم کو پھیلائیں، مسند علم پر بیٹھیں تاکہ جس کے پاس دین کا علم نہیں وہ علم حاصل کر سکے۔ علم وہاں سے ختم ہو جاتا ہے جہاں اس کی نشر و اشاعت نہ ہو۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 82

خطوط، دستاویزات، رسائل و جرائد اور کتب کے ذریعہ بھی دین اسلام کی نشر و اشاعت کا کام کرنا چاہئے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَتَبَ إِلَى كِسْرَى وَ إِلَى قَيْصَرَ وَ إِلَى النَّجَاشِيِّ وَ إِلَى كَثَلِ جَبَّارٍ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللَّهِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ ②

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے کسریٰ، قیصر، نجاشی اور تمام بادشاہوں کے نام خط لکھے جن میں انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : ① یاد رہے کسریٰ ایران کے بادشاہ کو، قیصر روم کے بادشاہ کو اور نجاشی حبشہ کے بادشاہ کو کہا جاتا ہے۔

② اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے وہ تمام قدم اور جدید ذرائع ابلاغ استعمال کرنے چاہئیں جن میں شریعت کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ پائی جاتی ہو۔

مسئلہ 83

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے دین کی دعوت اور تبلیغ کے لئے جمعرات کا دن مقرر کر رکھا تھا۔

عَنْ أَبِي وَائِلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ عَبْدُ اللَّهِ ﷺ يُدْعِي النَّاسَ فِي كُلِّ خَمِيسٍ ، فَقَالَ لَهُ

① کتاب العلم ، باب کیف يقبض العلم

② کتاب الجہاد والسير ، باب کتب النبی ﷺ الی ملوک الکفار



رَجُلٌ : يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ لَوْ دِدْتُ أَنَّكَ ذَكَّرْتَنَا كُلَّ يَوْمٍ ، قَالَ : أَمَا إِنَّهُ يَمْنَعُنِي مِنْ ذَلِكَ أَنِّي أَكْرَهُ أَنْ أُمْلِكُكُمْ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ①

حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ ہر جمعرات لوگوں کو وعظ و نصیحت کیا کرتے تھے۔ ایک آدمی نے ان سے کہا ”اے ابو عبدالرحمن! (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی کنیت) میری خواہش ہے کہ تم ہمیں روزانہ وعظ و نصیحت کرو۔“ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”اس کی وجہ یہ ہے کہ میں یہ بات ناپسند کرتا ہوں کہ تم وعظ سنتے سنتے اکتا جاؤ۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 84

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور تبع تابعین عظام رضی اللہ عنہم دین کی نشر و اشاعت کے لئے مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ، یمن، مصر، شام، بصرہ اور کوفہ جیسے دور دراز شہر میں جا کر رہائش پذیر ہو گئے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنُ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللَّهُ قَالَ : سَأَلْتُ أَبِي رَحِمَهُ اللَّهُ عَمَّنْ يَطْلُبُ الْعِلْمَ ، تَرَى لَهُ أَنْ يَلْزَمَ رَجُلًا عِنْدَهُ عِلْمٌ فَيَكْتُبُ عَنْهُ ، أَوْ تَرَى أَنْ يَرْحَلَ إِلَى الْمَوَاضِعِ الَّتِي فِيهَا الْعِلْمُ فَيَسْمَعُ مِنْهُمْ ؟ قَالَ : يَرْحَلَ يَكْتُبُ عَنِ الْكُوفِيِّينَ وَالْبَصْرِيِّينَ وَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَكَّةَ ، وَيُشَامُ النَّاسَ يَسْمَعُ مِنْهُمْ . أَوْ رَدَّهُ الْخَطِيبُ ②

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے بیٹے حضرت عبداللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ علم حاصل کرنے والے شخص کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے کہ وہ ایک ہی عالم سے لکھے پڑھے یا علم کے مختلف مراکز میں جا کر (مختلف علماء سے) علم حاصل کرے؟ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ”طالب علم کو چاہئے کہ وہ کوفہ، بصرہ، مدینہ اور مکہ کے علماء سے علم حاصل کرے (اور ان کے علاوہ) دیگر اہل علم کو بھی تلاش کرے اور ان سے علم کی سماعت کرے۔“ اسے خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے۔

قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي زَمَانِ ابْنِ الْمُبَارَكِ أَطْلَبُ لِلْعِلْمِ مِنْهُ ، رَحَلَ إِلَى الْيَمَنِ وَ إِلَى مِصْرَ وَ إِلَى الشَّامِ وَ الْبَصْرَةِ وَ الْكُوفَةِ وَ كَانَ مِنْ رَوَاةِ الْعِلْمِ وَ أَهْلِ ذَلِكَ . أَوْ رَدَّهُ الْخَطِيبُ ③

① کتاب العلم ، باب التناوب فی العلم

② الرحلة فی طلب الحديث ، للخطیب البغدادی ، مطبوعة دار لکتب العلمیة ، بیروت ، رقم الصفحة 88

③ الرحلة فی طلب الحديث ، مطبوعة دار لکتب العلمیة ، رقم الصفحة 91

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے زمانے میں حصول علم کے لئے ان سے بڑھ کر کوئی دوسرا شخص محنت اور مشقت کرنے والا نہیں تھا۔ انہوں نے یمن، مصر، شام، بصرہ اور کوفہ کا سفر کیا حالانکہ وہ خود علم کے داویوں میں سے تھے اور وہ واقعی اس کے اہل تھے۔ اسے خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے۔

دین کی نشر و اشاعت کا ثواب انسان کی موت کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔

مسئلہ 85

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جب انسان مرتا ہے تو اس کا عمل تین چیزوں کے علاوہ منقطع ہو جاتا ہے ① صدقہ جاریہ ② علم جس کے ذریعہ لوگوں کو نفع حاصل ہو ③ نیک اولاد جو مرنے والے کے لئے دعا کرے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

دین کی نشر و اشاعت کرنے والوں کے لئے رسول اکرم ﷺ نے تروتازہ اور خوش و خرم رہنے کی دعا فرمائی ہے۔

مسئلہ 86

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((نَصَّرَ اللَّهُ إِمْرًا سَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا فَلَبَّغَهُ قُرْبُ مُبْلَغٍ أَحْفَظُ مِنْ سَامِعٍ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

حضرت عبدالرحمن بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ اس آدمی کو تروتازہ رکھے جس نے ہم سے حدیث سنی اور اسے (جوں کا توں) آگے پہنچا دیا (کیونکہ) اکثر وہ لوگ جن کو حدیث پہنچائی گئی ہو، وہ سننے والوں سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں۔“ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

خواتین کو بھی دین کی نشر و اشاعت اور دعوت و تبلیغ کا کام کرنا چاہئے۔

مسئلہ 87

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَتِ الْبَيْتَاءُ لِلنَّبِيِّ ﷺ غَلَبْنَا عَلَيْكَ الرِّجَالُ



فَاَجْعَلْ لَنَا يَوْمًا مِنْ نَفْسِكَ فَوَعَدَهُنَّ يَوْمًا لَقِيَهُنَّ فِيهِ فَوَعَظَهُنَّ وَ أَمَرَهُنَّ فَكَانَ فِيمَا قَالَ لَهُنَّ مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تَقْدِمُ ثَلَاثَةً مِنْ وَلَدِهَا إِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَاثْنَتَيْنِ فَقَالَ وَاثْنَتَيْنِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ①

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عورتوں نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی ”یا رسول اللہ ﷺ! مرد آپ سے علم حاصل کرنے میں ہم سے آگے بڑھ گئے ہیں، آپ ہماری تعلیم کے لئے بھی ایک دن مقرر فرما دیجئے۔“ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو ایک دن تعلیم دینے کا وعدہ فرمایا اس دن آپ ﷺ نے عورتوں کو وعظ فرمایا اور احکام بتلائے جو احکام آپ ﷺ نے عورتوں کو بتلائے ان میں سے یہ بھی تھا کہ تم میں سے جو عورت اپنے تین بچے آگے بھیجے (یعنی فوت ہو جائیں اور صبر کرے) تو وہ اس کے لئے دوزخ سے بچنے کا باعث بنیں گے۔ ایک عورت نے عرض کی ”اگر کوئی عورت دو بھیجے؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”دو بھی۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔



الْحَقُّ السَّادِسُ..... تَوْقِيرُهُ ﷺ

چھٹا حق..... آپ ﷺ کا ادب کرنا

مسئلہ 88

اللہ تعالیٰ نے تمام اہل ایمان کو آپ ﷺ کا ادب اور احترام کرنے کا حکم دیا ہے۔

﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝﴾ (9-8:48)

”بے شک ہم نے تجھ کو گواہی دینے والا، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے تاکہ تم لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اس کا ساتھ دو اور اس کا ادب کرو اور صبح و شام اللہ کے نام کی تسبیح کرو۔“ (سورۃ الفتح، آیت نمبر 8-9)

مسئلہ 89

دنیا کے ہر انسان سے بڑھ کر آپ ﷺ کا ادب اور احترام کرنا واجب ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَ آَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ أَقْرَأُ وَإِنْ شِئْتُمْ)) النَّبِيُّ ﷺ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ)) (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۝)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”میں دنیا اور آخرت میں ہر مومن کے نزدیک دیگر تمام لوگوں کی نسبت مقدم ہوں اگر چاہو تو قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ لو ”نبی، اہل ایمان کے لئے ان کی اپنی جانوں سے بھی مقدم ہے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 90 آپ ﷺ کا ادب نہ کرنے والوں کے سارے نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ﴾ (2:49)

”اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! اپنی آواز نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ ہی نبی کے ساتھ اونچی آواز سے بات کرو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، ایسا نہ ہو کہ تمہارے سارے (نیک) اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔“ (سورہ الحجرات، آیت 2)

مسئلہ 91 آپ ﷺ کی رسالت کا ادب!

عَنِ الْبَرَاءِ ؓ قَالَ: لَمَّا أُحْصِرَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَ الْبَيْتِ صَلَّحَهُ أَهْلُ مَكَّةَ، فَقَالَ لِعَلِيٍّ ؓ ((اُكْتُبِ الشَّرْطَ بَيْنَنَا بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ)) فَقَالَ لَهُ الْمُشْرِكُونَ: لَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ تَابَعْنَاكَ، وَلَكِنْ اُكْتُبِ مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ، فَأَمَرَ عَلِيًّا: أَنْ يَمْحَاها، فَقَالَ عَلِيٌّ ؓ: لَا وَاللَّهِ! لَا أَمْحَاها، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((اِرْنِي مَكَانَهَا)) فَأَرَاهُ مَكَانَهَا، فَمَحَاها. رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❶

حضرت براء (بن عازب) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ کو بیت اللہ شریف جانے سے روک دیا گیا اور اہل مکہ سے صلح (حدیبیہ) طے پا گئی اس وقت آپ ﷺ نے صلح کی شرائط لکھواتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا ”ہمارے درمیان جو شرط طے پائی ہے وہ لکھو، ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“..... یہ وہ فیصلہ ہے جو محمد رسول اللہ نے کیا ہے“ اس پر مشرکین مکہ نے کہا ”اگر ہم آپ کو رسول مانتے تو آپ کی بیعت کر لیتے، لہذا اس کی جگہ محمد بن عبد اللہ لکھو“ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ”رسول اللہ کا لفظ مٹا دو۔“ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ”واللہ! میں اسے کبھی نہیں مٹاؤں گا۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اچھا مجھے اس کی جگہ دکھاؤ۔“ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جگہ دکھائی تو آپ ﷺ نے خود اسے مٹا دیا۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 92 آپ ﷺ کی رہائش گاہ کا ادب!



عَنْ أَيُّوبَ ؑ قَالَ لَمَّا نَزَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي بَيْتِي نَزَلَ فِي السُّفْلِ وَأَنَا وَأُمُّ أَيُّوبَ فِي الْعُلُوِّ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَتِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنِّي أَكْرَهُ وَأُعْظِمُ أَنْ أَكُونَ فَرَقًا وَتَكُونُ تَحْتِي فَأُظْهِرَ أَنْتَ فَكُنْ فِي الْعُلُوِّ وَنَزِلْ نَحْنُ فَتَكُونُ فِي السُّفْلِ فَقَالَ يَا أَبَا أَيُّوبَ ؑ إِنَّ أَرْفَقَ بِنَا وَبِمَنْ يَغْشَانَا أَنْ أَكُونَ فِي سَفْلِ الْبَيْتِ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي سَفْلِهِ وَكُنَّا فَوْقَهُ فِي الْمَسْكَنِ فَلَقَدْ انْكَسَرَ جُبُّ لَنَا فِيهِ مَاءٌ فَقُمْتُ أَنَا وَأُمُّ أَيُّوبَ بِقَطِيفَةٍ لَنَا مَا لَنَا لِحَافٍ غَيْرَهَا نَنْشِفُ بِهَا الْمَاءَ تَخَوُّفًا أَنْ يَقْطُرَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْهُ شَيْءٌ فَيُؤْذِيهِ فَقَالَ لَهُ لَا أَعْلُوْا سَقِيفَةً أَنْتَ تَحْتَهَا فَتَحْوِلْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْعُلُوِّ وَأَبُو أَيُّوبَ فِي السُّفْلِ. أَوَّلُهُ فِي الْبِدَايَةِ ❶

حضرت ابویوب (النصاری) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ (ہجرت کے بعد) میرے گھر تشریف لائے تو مکان کی چلی منزل میں قیام فرمایا۔ میں اور ام ایوب مکان کی اوپر والی منزل میں ٹھہرے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی ”یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے یہ بات سخت ناگوار اور شاق گزرتی ہے کہ میں آپ ﷺ کے اوپر رہوں اور آپ ﷺ نیچے رہیں۔ آپ اوپر والی منزل میں تشریف لے آئیں اور میں نیچے والی منزل میں چلا جاتا ہوں۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”ابویوب! ہمارے لئے اور ہمارے ملاقاتیوں کے لئے چلی منزل آرام دہ ہے۔“ چنانچہ آپ ﷺ چلی منزل میں قیام پذیر ہو گئے اور میں مکان کی اوپر والی منزل میں قیام پذیر ہو گیا۔ ایک روز ہمارا پانی کا گھڑا ٹوٹ گیا۔ ام ایوب نے وہ کبل لیا جس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی چیز (سردی سے بچنے کے لئے) نہ تھی اور ہم اس سے پانی خشک کرنے لگے۔ ہمیں ڈرتھا کہیں ایسا نہ ہو کہ پانی کا کوئی قطرہ نیچے گرے اور رسول اللہ ﷺ کو اس سے تکلیف پہنچے۔ (اگلے روز) میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی ”یا رسول اللہ ﷺ! میں اس چھت پر قیام نہیں کروں گا جس کے نیچے آپ ﷺ رہائش پذیر ہیں۔“ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اوپر والی منزل میں تشریف لے آئے اور حضرت ابویوب رضی اللہ عنہ نیچے والی منزل میں آ گئے۔ اسے امام ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں بیان کیا ہے۔

مسئلہ 93 آپ ﷺ کے لعاب مبارک کا ادب!



عَنِ الْمُسَوِّرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : فَرَجَعَ عُرْوَةُ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ : أَيُّ قَوْمٍ ، وَاللَّهِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى الْمُلُوكِ ، وَوَفَدْتُ عَلَى قَيْصَرَ وَكِسْرَى وَالتَّجَاشِيِّ ، وَاللَّهِ إِنْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعْظِمُهُ أَصْحَابُهُ مَا يُعْظِمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ مُحَمَّدًا ، وَاللَّهِ إِنْ تَنَحَّمْ نَخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَذَلِكَ بِهَا وَجْهَةٌ وَجِلْدَةٌ وَإِذَا أَمَرَهُمْ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ ، وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوا يَفْتَسِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ ، وَمَا يُحِدُّونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ①

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عروہ (بن مسعود ثقفی مذاکرات کے بعد) اپنے لوگوں (یعنی قریش مکہ) کے پاس واپس گیا اور ان سے کہا ”لوگو، اللہ کی قسم! میں بادشاہوں کے درباروں میں گیا ہوں اور قیصر و کسریٰ نیز نجاشی کے دربار بھی دیکھ کر آیا ہوں مگر میں نے کسی بادشاہ کو ایسا نہیں دیکھا کہ اس کے مصاحب اس کی اتنی عزت کرتے ہوں جتنی محمد ﷺ کے اصحاب حضرت محمد ﷺ کی عزت کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! جب وہ تھوکتے ہیں تو ان کا تھوک کسی نہ کسی کے ہاتھ پر پڑتا ہے اور وہ اس کو اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتا ہے اور جب وہ کسی بات کا حکم دیتے ہیں تو فوراً ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں اور وہ وضو کرتے ہیں تو لوگ ان کے وضو سے بچے ہوئے پانی کے لئے لڑتے مرتے ہیں اور جب گفتگو کرتے ہیں تو ان کے سامنے اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں اور تعظیم کی وجہ سے ان کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھتے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 94 آپ ﷺ کی داڑھی مبارک کا ادب!

عَنِ الْمُسَوِّرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ وَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ ﷺ فَكُلَّمَا تَكَلَّمَ أَخَذَ بِلَحْيَتِهِ وَالْمَغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ قَائِمًا عَلَى رَأْسِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَعَهُ السَّيْفُ وَ عَلَيْهِ الْمِغْفَرُ فَكُلَّمَا أَهْوَى عُرْوَةُ يَدَهُ إِلَى لَحْيَةِ النَّبِيِّ ﷺ ضَرَبَ يَدَهُ بِنَعْلِ السَّيْفِ وَقَالَ لَهُ : آخِرُ يَدِكَ عَنْ لَحْيَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ②

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ (صلح حدیبیہ کے موقع پر

① کتاب الشروط ، باب الشروط فی الجہاد

② کتاب الشروط ، باب الشروط فی الجہاد

نمائندہ قریش (عروہ بن مسعود ثقفی، نبی اکرم ﷺ سے باتیں کرنے لگا وہ جب بھی گفتگو کرنے لگتا آپ ﷺ کی داڑھی مبارک کو ہاتھ لگاتا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اپنے سر پر خود پہنے نبی اکرم ﷺ کے پاس کھڑے تھے اور ان کے ہاتھ میں تلوار تھی جب بھی عروہ اپنا ہاتھ نبی اکرم ﷺ کی داڑھی مبارک کی طرف بڑھاتا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اپنی تلوار کا دستہ اس کے ہاتھ پر دے مارتے اور فرماتے ”اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی مبارک سے دور رکھ۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 95 آپ ﷺ کی آواز مبارک کا ادب!

① عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ [الحجرات: 2] إِلَى اخِرِ الْآيَةِ. جَلَسَ ثَابِتُ (بْنُ قَيْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) فِي بَيْتِهِ وَقَالَ أَنَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَاحْتَبَسَ (ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ، فَقَالَ ((يَا أَبَا عُمَيْرٍ أَمَا شَأْنُ ثَابِتٍ اِشْتَكَى)) قَالَ سَعْدُ ﷺ: إِنَّهُ لَجَارِي وَمَا عَلِمْتُ لَهُ بِشَكْوَى، قَالَ: فَأَتَاهُ سَعْدٌ فَذَكَرَ لَهُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ ثَابِتٌ ﷺ: أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّي مِنْ أَرْفَعِكُمْ صَوْتًا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَنَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَذَكَرَ ذَلِكَ سَعْدٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((بَلْ هُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ ①

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی ”اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! اپنی آواز نبی اکرم ﷺ کی آواز سے اونچی نہ کرو۔“ (سورۃ الحجرات، آیت نمبر 2) تو حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ اپنے گھر بیٹھ گئے (حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کی آواز قدرتی طور پر اونچی تھی) اور کہنے لگے ”میں تو آگ والوں میں سے ہوں۔“ اور نبی اکرم ﷺ سے ملنا جلنا ترک کر دیا۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا ”اے ابو عمرو رضی اللہ عنہ! (حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی کنیت) ثابت رضی اللہ عنہ کہاں ہے، کیا بیمار ہے؟“ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ”وہ میرا ہمسایہ ہے اور میرے علم کی حد تک تو بیمار نہیں۔“ چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ، حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کے گھر آئے اور رسول اللہ ﷺ کی گفتگو کا تذکرہ کیا۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کہنے لگے ”فلاں آیت نازل ہوئی ہے اور تم جانتے ہو کہ رسول

اللہ ﷺ کے مقابلے میں میری آواز تم سب لوگوں سے زیادہ اونچی ہے میں تو جہنمی ہو گیا۔“ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے (واپس آ کر) رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”نہیں وہ تو جنتی ہے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

② عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ قَالَ : كَادَ الْخَيْرَانِ أَنْ يَهْلِكََا : أَبُو بَكْرٍ وَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ، رَفَعَا أَصَوَاتَهُمَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ قَدِمَ عَلَيْهِ رَكْبُ بَنِي تَمِيمٍ فَأَشَارَ أَحَدُهُمَا بِالْأَقْرِعِ بْنِ حَابِسٍ ﷺ أَخِي بَنِي مُجَاشِعٍ وَأَشَارَ الْآخَرُ بِرَجُلٍ آخَرَ ، قَالَ نَافِعٌ رَحِمَهُ اللَّهُ لَا أَحْفَظُ اسْمَهُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ ﷺ لِعُمَرَ ﷺ : مَا أَرَدْتَ إِلَّا خِلَافِي ، قَالَ مَا أَرَدْتُ خِلَافَكَ ، فَارْتَفَعَتْ أَصَوَاتُهُمَا فِي ذَلِكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﷻ يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصَوَاتَكُمْ ﴿ (الایہ) ، قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ ﷺ فَمَا كَانَ عُمَرُ يُسْمِعُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ هَذِهِ الْآيَةِ حَتَّى يَسْتَفْهِمَهُ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ①

حضرت ابو ملکہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قریب تھا کہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے اونچی آواز میں بات کرنے کی وجہ سے (ہم میں سے) دوسب سے بہتر آدمی ہلاک ہو جاتے۔ ہوا یہ کہ آپ ﷺ کی خدمت میں قبیلہ بنو تميم کے کچھ لوگ آئے تو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما میں سے ایک نے بنی مجاشع کے بھائی اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کو امیر بنانے کا (نبی ﷺ کو) مشورہ دیا۔ دوسرے صاحب نے ایک اور آدمی کو امیر بنانے کا مشورہ دیا۔ حضرت نافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے اس آدمی کا نام یاد نہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا ”تم نے صرف میری مخالفت کے لئے یہ مشورہ دیا ہے۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ”میرا ارادہ تمہاری مخالفت کا نہ تھا۔“ اس گفتگو میں دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے بلند نہ کرو۔“ (سورہ الحجرات، آیت نمبر 2) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے اس قدر پست آواز سے بات کرتے کہ آپ ﷺ کو بار بار پوچھنا پڑتا۔ (تم نے کیا کہا؟) اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 96 آپ ﷺ کی وحی کا ادب!

عَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ نَكَسَ رَأْسَهُ وَ نَكَسَ أَصْحَابُهُ رُءُوسَهُمْ فَلَمَّا أُتِيَ عَنْهُ رَفَعَ رَأْسَهُ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ ①

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ اپنا سر مبارک جھکا لیتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اپنے سر جھکا لیتے جب وحی ختم ہو جاتی تو رسول اللہ ﷺ اپنا سر مبارک اٹھا لیتے (اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اپنے سر اٹھا لیتے) اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 97 آپ ﷺ کے جلال کا ادب !

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ : : مَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَا أَجَلُ فِي عَيْنِي مِنْهُ وَمَا كُنْتُ أَطِيقُ أَنْ أَمْلَأَ عَيْنَيَّ مِنْهُ إِجْلَالًا لَهُ وَلَوْ سُلِّتُ أَنْ أَصِفَهُ مَا أَطَقْتُ لِأَنِّي لَمْ أَكُنْ أَمْلَأُ عَيْنَيَّ مِنْهُ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ ②

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی سے محبت نہ تھی نہ ہی میری نگاہ میں رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی کی شان تھی۔ آپ ﷺ کے جلال کی وجہ سے آپ ﷺ کو آنکھ بھر کر دیکھنے کی میرے اندر ہمت نہ تھی اگر کوئی مجھ سے آپ ﷺ کا حلیہ مبارک پوچھے تو میں بیان نہیں کر سکتا کیونکہ میں آپ ﷺ کو آنکھ بھر کر کبھی نہیں دیکھ سکا۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 98 آپ ﷺ کی عمر شریف کا ادب !

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ سَأَلَ قُبَاتَ بْنَ أَشِيمَ أَخَا بَنِي يَعْصَرَ بْنِ لَيْثٍ أَنْتَ أَكْبَرُ أَمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ؟ فَقَالَ : رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَكْبَرُ مِنِّي وَأَنَا أَقْدَمُ مِنْهُ فِي الْمَيْلَادِ . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ③

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے قبیلہ بنو یعمر بن لیث کے فرد قبات بن اشیم رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا ”تم بڑے ہو یا نبی اکرم ﷺ بڑے ہیں؟“ حضرت قبات رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”نبی اکرم ﷺ مجھ سے بڑے ہیں، لیکن پیدا میں پہلے ہوا تھا۔“ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

① کتاب الفضائل ، باب طیب عرقہ ﷺ والنبرک بہ

② کتاب الایمان ، باب کون الاسلام یهدم ما قبلہ و کذا الحج والہجرۃ

③ ابواب المناقب ، باب ماجاء فی میلاد النبی ﷺ ، رقم الحدیث 3619

مسئلہ 99 آپ ﷺ کے فقر و فاقہ کا ادب!

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ مَرَّ بِقَوْمٍ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ شَاةٌ مَصْلِيَّةٌ فَدَعَا فَأَبْرَأَ أَنْ يَأْكُلَ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الدُّنْيَا وَلَمْ يَشْعُرْ مِنْ خُبْرِ الشَّعِيرِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ①

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کا گدرا پیسے لوگوں پر ہوا جن کے سامنے بھی ہوئی بکری رکھی تھی انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بھی کھانے کی دعوت دی لیکن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا رسول اللہ ﷺ دنیا سے اس حال میں رخصت ہوئے کہ جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 100 آپ ﷺ کے آرام کا ادب!

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمْتُ أَنَا وَعُمَرُ رضی اللہ عنہ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَوَجَدْنَاهُ قَائِلًا فَرَجَعْنَا إِلَى الْمَنْزِلِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ②

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں اور (میرے والد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے ملنے کی غرض سے حاضر ہوئے، لیکن آپ دوپہر کے وقت سو رہے تھے، لہذا ہم گھر واپس آ گئے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 101 آپ ﷺ کے دست مبارک کا ادب!

عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ مَا مَسَسْتُ فَرْجِي بِيَمِينِي مُنْذُ بَايَعْتُ بِهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ. رَوَاهُ أَحْمَدُ ③

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرنے کے بعد میں نے اپنا داہنا ہاتھ کبھی شرمگاہ کو نہیں لگایا۔ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 102 آپ ﷺ کی نیند کا ادب!

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: فَبَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسِيرُ حَتَّى إِبْهَارَ اللَّيْلِ وَأَنَا

① کتاب الأطعمة ما كان النبي ﷺ و أصحابه يأكلون

② کتاب مناقب الانصار، باب هجرة النبي ﷺ و أصحابه الى المدينة

③ 166/33 رقم الحديث 19943

إِلَى جَنْبِهِ، قَالَ: فَتَعَسَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَمَالَ عَنْ رَاحِلَتِهِ، فَاتَيْتُهُ فَدَعَمْتُهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ أُوقِظَهُ حَتَّى اِغْتَدَلَ عَلَى رَاحِلَتِهِ، قَالَ: ثُمَّ سَارَ حَتَّى تَهَوَّرَ اللَّيْلُ مَالَ عَنْ رَاحِلَتِهِ، قَالَ: فَدَعَمْتُهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ أُوقِظَهُ حَتَّى اِغْتَدَلَ عَلَى رَاحِلَتِهِ، قَالَ: ثُمَّ سَارَ حَتَّى إِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ السَّحْرِ مَالَ مَيْلَةً هِيَ أَشَدُّ مِنَ الْمَيْلَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ حَتَّى كَادَ يَنْجِفُلُ فَاتَيْتُهُ فَدَعَمْتُهُ فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ ((مَنْ هَذَا؟)) قُلْتُ: أَبُو قَتَادَةَ، قَالَ: ((مَنْ كَانَ هَذَا مَسِيرَكَ مَعِيَ؟)) قُلْتُ: مَا زَالَ هَذَا مَسِيرِي مِنْذُ اللَّيْلَةِ، قَالَ: ((حَفِظَكَ اللَّهُ بِمَا حَفِظْتَ بِهِ نَبِيَّهَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ ①

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (ایک سفر میں) ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آدھی رات کا وقت ہو گیا تو آپ ﷺ (سواری پر) اوٹھنے لگے۔ میں آپ ﷺ کے پہلو میں (بیدل) چل رہا تھا۔ آپ سواری سے جھکنے لگے تو میں نے آپ ﷺ کو جگائے بغیر سہارا دیا حتیٰ کہ آپ ﷺ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے ہم چلتے گئے حتیٰ کہ رات کا کافی حصہ گزر گیا۔ آپ ﷺ (اوٹھ کی وجہ سے) پھر جھکنے لگے تو میں نے آپ ﷺ کو جگائے بغیر سہارا دیا حتیٰ کہ آپ ﷺ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ ہم پھر چلتے گئے حتیٰ کہ فجر کا وقت ہو گیا۔ اس بار آپ ﷺ پہلی دونوں مرتبہ سے بھی زیادہ جھکے، قریب تھا کہ آپ ﷺ سواری سے گر پڑتے، میں نے آگے بڑھ کر پھر آپ ﷺ کو سہارا دیا۔ اس بار آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور پوچھا ”کون ہے؟“ میں نے عرض کی ”ابو قتادہ ہوں۔“ آپ ﷺ نے پوچھا ”کب سے میرے ساتھ اس طرح چل رہے ہو؟“ میں نے عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! رات بھر سے آپ ﷺ کے ساتھ اسی طرح چل رہا ہوں۔“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہاری حفاظت فرمائے جس طرح تم نے اس کے نبی کی حفاظت کی ہے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 103 آپ ﷺ کے راز کا ادب!

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَسْرَ إِلَيَّ نَبِيُّ اللَّهِ سِرًّا فَمَا أَخْبَرْتُ بِهِ أَحَدًا بَعْدَ وَ لَقَدْ سَأَلْتَنِي عَنْهُ أُمُّ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَمَا أَخْبَرْتُهَا بِهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ ②

① کتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها

② کتاب الفضائل، باب من فضائل انس بن مالک رضی اللہ عنہ



حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے مجھ سے راز کی ایک بات کہی، میں نے وہ کسی کو نہ بتائی حتیٰ کہ (میری والدہ) ام سلیم رضی اللہ عنہا نے مجھ سے پوچھی تو میں نے والدہ کو بھی نہیں بتائی۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 104 آپ ﷺ کے بستر مبارک کا ادب!

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ ۖ قَالَ : خَرَجَ أَبُو سُفْيَانَ حَتَّى قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ۖ الْمَدِينَةَ فَدَخَلَ عَلَى ابْنَتِهِ أُمِّ حَبِيبَةَ ، فَلَمَّا ذَهَبَ لِيَجْلِسَ عَلَى فِرَاشِ رَسُولِ اللَّهِ ۖ طَوَّتَهُ ، فَقَالَ : يَا ابْنَةُ مَا أَدْرِي أَرَعَيْتِ بَنِي عَنْ هَذَا الْفِرَاشِ أَوْ رَعَيْتِ بِهِ عَنِّي ؟ فَقَالَتْ : هُوَ فِرَاشُ رَسُولِ اللَّهِ ۖ وَأَنْتَ مُشْرِكٌ نَجِسٌ فَلَمْ أُحِبَّ أَنْ تَجْلِسَ عَلَى فِرَاشِهِ . أَوْرَدَهُ ابْنُ كَثِيرٍ فِي الْبَدَايَةِ وَالنِّهَايَةِ ❶

حضرت عبداللہ بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ابوسفیان (مکہ سے صلح حدیبیہ کی شرائط کی تجدید کے ارادے سے) نکلا اور رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کے لئے مدینہ پہنچا۔ اپنی بیٹی ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے گھر گیا جب وہ رسول اللہ ﷺ کے بستر پر بیٹھنے لگا تو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فوراً بستر پلٹ دیا۔ ابوسفیان کہنے لگا ”بیٹی! کیا تم نے اس بستر کو میرے لائق نہیں سمجھایا میں اس بستر کے لائق نہیں؟“ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے (بلا تامل) جواب دیا ”یہ رسول اللہ ﷺ کا بستر ہے اور تو ایک مشرک ناپاک آدمی ہے اس لئے میں پسند نہیں کرتی کہ تو اس بستر پر بیٹھے۔“ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اسے البدایہ والنہایہ میں بیان کیا ہے۔

مسئلہ 105 آپ ﷺ کے عہد کا ادب!

عَنْ أَنَسٍ ۖ قَالَ أَشْتَكِي سَلْمَانَ ۖ فَعَادَهُ سَعْدُ ۖ فَرَأَاهُ يَبْكِي فَقَالَ لَهُ سَعْدُ ۖ مَا يَبْكِيكَ يَا أَخِي؟ أَلَيْسَ قَدْ صَحِبْتُ رَسُولَ اللَّهِ ۖ؟ أَلَيْسَ أَلَيْسَ؟ قَالَ سَلْمَانُ ۖ مَا أَبْكِي وَاحِدَةً مِنَ اثْنَتَيْنِ. مَا أَبْكِي ضَنَا لِلدُّنْيَا وَلَا كَرَاهِيَةَ الْآخِرَةِ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ ۖ عَهْدَ إِلَيَّ عَهْدًا فَمَا أَرَانِي إِلَّا قَدْ تَعَدَّيْتُ قَالَ وَمَا عَهْدُ إِلَيْكَ؟ قَالَ عَهْدُ إِلَيَّ أَنَّهُ يَكْفِي أَحَدُكُمْ مِثْلَ زَادِ الرَّاكِبِ وَلَا أَرَانِي إِلَّا قَدْ تَعَدَّيْتُ وَأَمَّا أَنْتَ يَا سَعْدُ ۖ فَاتَّقِ اللَّهَ عِنْدَ حُكْمِكَ إِذَا حُكِمْتَ وَعِنْدَ قِسْمِكَ إِذَا قَسِمْتَ وَعِنْدَ هَمِّكَ إِذَا هَمَمْتَ. قَالَ ثَابِتٌ

فَلَبَّغْنِي أَنَّهُ مَا تَرَكَ إِلَّا بِضْعَةٍ وَعِشْرِينَ دِرْهَمًا مِنْ نَفَقَةٍ كَانَتْ عِنْدَهُ. رواه ابن

صحيح

ماجة ①

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے اور حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ آپ کی عیادت کیلئے آئے تو انہیں روتے ہوئے دیکھا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے پوچھا سلمان! میرے بھائی کیوں روتے ہو؟ کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل نہیں رہی کیا اللہ نے تمہیں فلاں فلاں نعمت سے نہیں نوازا؟ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں دونوں باتوں میں سے کسی بات پر نہیں روتا نہ دنیا چھوڑنے کی وجہ سے نہ آخرت کو برا سمجھنے کی وجہ سے بلکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک عہد لیا تھا اور مجھے یہ عہد ہوتا ہے کہ میں نے وہ عہد پورا نہیں کیا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا وہ عہد کیا تھا؟ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے یہ عہد لیا تھا کہ دنیا سے بس اتنا ہی مال لینا جتنا ایک مسافر زورادہ لیتا ہے اب میں دیکھتا ہوں کہ میں نے اس عہد کی پاسداری نہیں کی پس اے سعد! (میں تمہیں وصیت کرتا ہوں ”کہ جب کوئی فیصلہ کرو تو اللہ سے ڈر کر کرو جب مال تقسیم کرو تو اللہ سے ڈر کر کرو جب کسی بھی کام کا ارادہ کرو تو اللہ سے ڈر کر کرو۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جب فوت ہوئے تو ان کے بیس سے کچھ زیادہ درہم موجود تھے جو انہوں نے اپنی ضروریات کیلئے رکھے ہوئے تھے۔ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

آپ ﷺ کی تلوار کا ادب!

مسئلہ 106

قَالَ ابْنُ اسْحَقَ قَالَ أَبُو دَجَانَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ إِنْسَانًا يَحْمِسُ النَّاسَ حَمْسًا شَدِيدًا فَصَمَدٌ لَهُ فَلَمَّا حَمَلَتْ عَلَيْهِ السَّيْفَ وَلَوْلَ فَإِذَا امْرَأَةٌ فَاحْرَمْتُ سَيْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنْ أَضْرِبَ بِهِ امْرَأَةً. أَوْرَدَهُ فِي الْبِدَايَةِ وَالنَّهَايَةِ ②

ابن اسحاق سے روایت ہے کہ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ”میں نے (میدان احد میں) ایک آدمی کو دیکھا جو بڑے زور و شور سے لوگوں کو جوش دلا رہا ہے میں نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ جب میں نے تلوار سے حملہ کرنا چاہا تو اس نے چیخ و پکار شروع کر دی، وہ کوئی عورت تھی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی



تلوار کے احترام میں اس عورت کو قتل کرنا پسند نہ کیا۔“ یہ واقعہ البدایہ والنہایہ میں ہے۔

مسئلہ 107 آپ ﷺ کی سواری کا ادب!

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَكَانَ عَلَى بَكْرِ لِعُمَرَ صَعْبٌ ﷺ فَكَانَ يَتَقَدَّمُ النَّبِيَّ ﷺ فَيَقُولُ أَبُوهُ : يَا عَبْدَ اللَّهِ ! لَا يَتَقَدَّمُ النَّبِيَّ ﷺ أَحَدٌ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ①

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور ان کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک منہ زور اونٹ تھا جو بار بار نبی اکرم ﷺ کے اونٹ سے آگے نکل جاتا۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو آواز دی ”عبداللہ! نبی اکرم ﷺ سے آگے کوئی نہ بڑھے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 108 آپ ﷺ کی مسجد شریف کا ادب!

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ ﷺ قَالَ : كُنْتُ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِي رَجُلٌ فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ﷺ ، فَقَالَ : اذْهَبْ فَأَتِنِي بِهِذَيْنِ فَجِئْتُهُ بِهِمَا ، قَالَ : مَنْ أَنْتُمْ ؟ أَوْ مِنْ أَيْنَ أَنْتُمْ ؟ قَالَا : مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ ، قَالَ : لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ②

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں مسجد نبوی میں کھڑا تھا کسی آدمی نے مجھ پر نگر پھینکا۔ میں نے ابھر دیکھا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے، فرمانے لگے ”جاؤ ان دونوں آدمیوں کو میرے پاس پکڑ کر لاؤ۔“ میں ان دونوں آدمیوں کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے کر آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا ”تم لوگ کون ہو؟ یا آپ نے دریافت فرمایا تم دونوں کہاں سے آئے ہو؟“ انہوں نے بتایا ”ہم طائف سے آئے ہیں۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”اگر تم مدینہ منورہ سے ہوتے تو میں تمہیں مسجد نبوی میں آوازیں بلند کرنے پر سزا دیتا۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : حریم شریفین میں کسی سے لڑائی جھگڑا کرنا، گالہ گوی کرنا، قاتل کرنا، کسی کو خوف زدہ کرنا، کسی جانور کا شکار کرنا یا شکار کرنے

① کتاب الہیة ، باب من اهدى له هدية

② کتاب الصلاة ، باب رفع الصوت في المسجد

کے لئے جانور کو بھگانا، کوئی گری پڑی چیز اٹھانا، گھاس یا درخت کا ٹنباں منع ہے۔

مسئلہ 109 آپ ﷺ کی حدیث شریف کا ادب!

① عَنْ مَعْنِ بْنِ عِيسَى رَحِمَهُ اللَّهُ يَقُولُ : كَانَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ رَحِمَهُ اللَّهُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُحَدِّثَ بِحَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ اغْتَسَلَ وَتَبَخَّرَ وَتَطَيَّبَ وَإِذَا رَفَعَ أَحَدَ صَوْتِهِ عِنْدَهُ ، قَالَ : أَعْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ الحجرات ، الآية 2:49﴾ فَمَنْ رَفَعَ صَوْتَهُ عِنْدَ حَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَكَانَ مِمَّا رَفَعَ صَوْتَهُ فَوْقَ صَوْتِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ . ذَكَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ ①

حضرت معن بن عیسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ جب حدیث رسول بیان کرنے کا ارادہ فرماتے تو پہلے غسل کرتے پھر عود کی دھونی لیتے، خوشبو لگاتے اور اگر کوئی حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ کے پاس اس دوران اونچی آواز سے بات کرتا تو فرماتے ”اپنی آواز پست کر“ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ”اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اونچی نہ کرو۔“ (سورۃ الحجرات، آیت نمبر 2) پس جس نے حدیث رسول سنتے ہوئے اونچی آواز سے کوئی بات کی اس نے گویا رسول اللہ ﷺ کی آواز سے اپنی آواز اونچی کی۔ اسے ابن جوزی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے۔

② عَنْ ابْنِ أَبِي أُوَيْسٍ رَحِمَهُ اللَّهُ قَالَ : كَانَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ رَحِمَهُ اللَّهُ إِذَا يُحَدِّثُ فِي الطَّرِيقِ وَهُوَ قَائِمٌ أَوْ مُسْتَعِجِلٌ ، فَقَالَ : أَحِبُّ أَنْ يُفْهَمَ مَا أُحَدِّثُ بِهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ . ذَكَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ ②

حضرت ابن ابی اویس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ امام مالک رضی اللہ عنہ راستے میں کھڑے کھڑے یا جلدی میں حدیث بیان کرنا برا سمجھتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ جو کچھ رسول اللہ ﷺ سے بیان کروں اسے اچھی طرح سمجھا جائے۔ اسے ابن جوزی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے۔

③ كَانَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ إِذَا قَرَأَ حَدِيثَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ الْحَاضِرِينَ



بِالسَّكُوتِ فَلَا يَتَحَدَّثُ أَحَدٌ وَلَا يَبْرِي فِيهِ قَلَمٌ وَلَا يَتَبَسَّمُ أَحَدٌ وَلَا يَقُومُ أَحَدٌ قَائِمًا
كَانَ عَلَى رَأْيِهِمُ الطَّيْرُ أَوْ كَانَتْهُمْ فِي صَلَاةٍ فَإِذَا رَأَى أَحَدًا مِنْهُمْ تَبَسَّمَ أَوْ تَحَدَّثَ
لَبَسَ نَعْلَهُ وَخَرَجَ ، ذِكْرُهُ فِي سِيرِ أَعْلَامِ النَّبَلَاءِ ❶

حضرت عبدالرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ جب حدیث رسول پڑھتے تو حاضرین کو مکمل سکوت اور خاموشی کا حکم دیتے ، کوئی کسی سے بات نہ کرتا ، قلم تراشتانہ مسکراتا اور نہ ہی کوئی کھڑا نظر آتا ، لوگ اس طرح توجہ سے حدیث سنتے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں یا وہ نماز پڑھ رہے ہیں ، اور اگر کسی شخص کو عبدالرحمن مہدی بات کرتے یا مسکراتے دیکھ لیتے تو (ناراض ہو کر) اپنا جوتا پہنتے اور وہاں سے چلے جاتے۔ یہ بات سیر اعلام النبلاء میں بیان کی گئی ہے۔

❷ قَالَ : أَبُو سَلَمَةَ الْخَزَاعِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ كَانَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ رَحِمَهُ اللَّهُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ يُحَدِّثُ تَوَضُّؤًا وَضُوءَةً لِلصَّلَاةِ وَلَبَسَ أَحْسَنَ ثِيَابِهِ وَلَبَسَ قَلَنُوسَةً وَمَشَطَ لِحْيَتَهُ ، فَقِيلَ لَهُ فِي ذَلِكَ ، فَقَالَ : أَوْفَرُ بِهِ حَدِيثَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ . أَوْرَدَهُ فِي شَرْحِ الشَّفَاءِ ❶

حضرت ابوسلمہ الخزاعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ جب درس حدیث کے لئے گھر سے نکلتے تو نماز کی طرح کا وضو فرماتے ، بہترین کپڑے زیب تن فرماتے ، سر پر ٹوپی رکھتے ، اپنی داڑھی میں کنگھی فرماتے۔ اس اہتمام کے بارے میں جب ان سے پوچھا گیا تو فرمایا ”اس سے مقصود رسول اللہ ﷺ کی احادیث کا ادب اور احترام ہے۔“ یہ بات شرح الشفاء میں ہے۔

❸ قَالَ : ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ رَحِمَهُ اللَّهُ كَانَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ رَحِمَهُ اللَّهُ وَهُوَ مَرِيضٌ يَقُولُ : أَفْعَدُونِي فَإِنِّي أُعْظِمُ أَنَّ أَحَدًا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَ أَنَا مُضْطَجِعٌ . أَوْرَدَهُ

فِي جَامِعِ الْبَيَانِ ❶

حضرت ابوالزناد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ بیماری کی حالت میں حدیث بیان کرنا چاہتے تو فرماتے ”مجھے اٹھا کر بٹھا دو، مجھے یہ بات سخت ناگوار گزرتی ہے کہ میں لیٹ کر حدیث رسول بیان کروں۔“ یہ بات جامع البیان میں ہے۔

⑥ مَرَّ مَالِكُ ابْنُ أَنَسٍ عَلَى أَبِي حَازِمٍ رَحِمَهُ اللَّهُ وَهُوَ يُحَدِّثُ فَبَارَزَهُ وَقَالَ : إِنِّي لَمْ أَجِدْ مَوْضِعًا أَجْلِسُ فِيهِ فَكِرْهُتُ أَنْ أَخْذَ حَدِيثَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا قَائِمٌ . أَوْرَدَهُ الْخَطِيبُ فِي الْجَامِعِ ①

حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ کا حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ پر گزر رہا وہ درس حدیث دے رہے تھے، لیکن حضرت مالک رضی اللہ عنہ (حدیث سنے بغیر) آگے نکل گئے اور فرمایا ”مجھے بیٹھنے کی جگہ نہیں ملی اور میں کھڑے ہو کر حدیث رسول سننا پسند نہیں کرتا۔“ اسے خطیب نے الجامع میں بیان کیا ہے

⑦ قَالَ إِسْحَقُ رَحِمَهُ اللَّهُ : فَرَأَيْتُ الْأَعْمَشَ رَحِمَهُ اللَّهُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَحَدَّثَ وَهُوَ عَلَى غَيْرِ وَضْوءٍ تَيْمَّمَ . أَوْرَدَهُ فِي شَرْحِ الشِّفَاءِ ②

حضرت اسحاق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت اعمش رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جب وہ حدیث بیان کرنا چاہتے اور وضو نہ ہوتا تو تيمم کر لیتے۔ یہ بات شرح الشفاء میں بیان کی گئی ہے۔

⑧ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا لِعُرْوَةَ بْنِ زُبَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حِينَ قَالَ لَهُ فِي مَسْأَلَةٍ أَمَا أَبُو بَكْرٍ ﷺ وَعُمَرُ ﷺ فَلَمْ يَفْعَلَا وَاللَّهِ وَمَا أَرَاكُمْ مُنْتَهَيْنَ حَتَّى يُعَذِّبَكُمْ اللَّهُ نَحْدَثُكُمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَتُحَدِّثُونَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ ﷺ وَعُمَرَ ﷺ . أَوْرَدَهُ فِي جَامِعِ بَيَانِ الْعِلْمِ وَفَضْلِهِ ③

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کسی مسئلہ پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو ایسا نہیں کرتے تھے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے (عروہ بن زبیر سے) کہا ”واللہ! مجھے لگتا ہے تم اس وقت تک باز نہیں آؤ گے جب تک تمہیں اللہ عذاب نہ دے ڈالے ہم تمہارے سامنے نبی اکرم ﷺ کی حدیث بیان کرتے ہیں اور تم ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی بات کرتے ہو۔“ یہ بات جامع بیان العلم میں بیان کی گئی ہے۔

① 53/2 بحوالہ کتاب، حقوق النبی ﷺ من الاجلال والاحلال

② 72/2 بحوالہ کتاب، حقوق النبی ﷺ من الاجلال والاحلال

③ 1209/2-1210 رقم 2377 بحوالہ کتاب۔ حقوق النبی ﷺ ص 129



⑧ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا لِعُرْوَةَ بْنِ زُبَيْرٍ ؓ حِينَ قَالَ لَهُ فِي مَسْأَلَةِ أَمَّا أَبُو بَكْرٍ ؓ وَعُمَرُ ؓ فَلَمْ يَفْعَلَا وَاللَّهِ وَمَا أَرَاكُمْ مُنْتَهَيْنَ حَتَّى يُعَذِّبَكُمْ اللَّهُ نَحْدِثُكُمْ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْدِثُونَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ ؓ وَعُمَرُ ؓ. أَوْرَدَهُ فِي جَامِعِ بَيَانِ الْعِلْمِ وَفَضْلِهِ ❶

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کسی مسئلہ پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو ایسا نہیں کرتے تھے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے (عروہ بن زبیر سے) کہا ”واللہ! مجھے لگتا ہے تم اس وقت تک باز نہیں آؤ گے جب تک تمہیں اللہ عذاب نہ دے ڈالے ہم تمہارے سامنے نبی کرم ﷺ کی حدیث بیان کرتے ہیں اور تم ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی بات کرتے ہو۔“ یہ بات جامع بیان علم میں بیان کی گئی ہے۔



الْحَقُّ السَّابِعُ..... الصَّلَاةُ عَلَيْهِ ﷺ

ساتواں حق..... آپ ﷺ پر درود شریف بھیجنا

مسئلہ 110 اللہ تعالیٰ نے تمام اہل ایمان کو آپ ﷺ پر درود شریف بھیجنے کا حکم دیا

ہے۔

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا

تَسْلِيمًا ۝﴾ (56:33)

”بے شک اللہ تعالیٰ، نبی پر اپنی رحمتیں نازل فرماتا ہے اور فرشتے نبی کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں پس اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! تم بھی نبی پر درود بھیجو اور سلام کہو جس طرح سلام کہنے کا حق ہے۔“

(سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 56)

مسئلہ 111 ایک مرتبہ درود بھیجنے والے پر اللہ تعالیٰ دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں،

دس گناہ معاف کرتے ہیں اور دس درجات بلند فرماتے ہیں۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ صَلَّى عَلَى صَلَاةٍ وَاحِدَةٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ)) رَوَاهُ

النَّسَائِيُّ ①

(صحیح)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا اس کے دس گناہ معاف فرمائے گا اور دس درجے بلند فرمائے گا۔“ اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 112 دس مرتبہ صبح، دس مرتبہ شام آپ پر درود بھیجنا قیامت کے روز آپ ﷺ کی شفاعت حاصل کرنے کا باعث ہے۔

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ صَلَّى عَلَى حِينِ يُضِيحُ عَشْرًا وَحِينَ يُمَسِي عَشْرًا أَذْرَكَتْهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ ① (حسن)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس نے دس مرتبہ صبح، دس مرتبہ شام مجھ پر درود بھیجا اسے روز قیامت میری سفارش حاصل ہوگی۔“ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 113 درود شریف کا بکثرت وظیفہ قیامت کے روز رسول اللہ ﷺ کی قربت کا باعث ہوگا۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَوَّلَى النَّاسِ بِنِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَى صَلَاةٍ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ② (صحیح)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جو شخص مجھ پر بکثرت درود بھیجتا ہے، قیامت کے روز وہ سب سے زیادہ میرے قریب ہوگا۔“ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 114 درود شریف کا کثرت سے وظیفہ گناہوں کی مغفرت اور تمام دنیاوی دکھوں اور مصائب و آلام سے نجات حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنِّي أَكْثِرُ الصَّلَاةَ عَلَيْكَ فَكَمْ أَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِي؟ قَالَ: ((مَا شِئْتَ)) قُلْتُ:الرُّبْعَ، قَالَ: ((مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ)) قُلْتُ: النَّصْفَ، قَالَ: ((مَا شِئْتَ وَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ)) قُلْتُ: فَالثَّلَاثِينَ، قَالَ: ((مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ)) قُلْتُ: أَجْعَلْ لَكَ صَلَاتِي كُلَّهَا، قَالَ: ((إِذَا تَكْفَى هُمُكَ وَ يُغْفَرَ لَكَ ذُنُوبُكَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ③ (حسن)

① صحیح الجامع الصغیر، للالبانی، رقم الحدیث 6233

② ابواب الوتر، باب ماجاء فی فضل الصلاة علی النبی ﷺ

③ صحیح سنن الترمذی، للالبانی، الجزء الثانی، رقم الحدیث 1999



حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا ”اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ ﷺ پر کثرت سے درود بھیجتا ہوں، اپنی دعا میں کتنا وقت درود کے لئے وقف کروں؟“ آپ ﷺ نے فرمایا ”جتنا تو چاہے۔“ میں نے عرض کیا ”کیا ایک چوتھائی صحیح ہے؟“ آپ ﷺ نے فرمایا ”جتنا تو چاہے، لیکن اگر اس سے زیادہ کرے تو تیرے لئے اچھا ہے۔“ میں نے عرض کیا ”نصف وقت مقرر کر دوں؟“ آپ ﷺ نے فرمایا ”جتنا تو چاہے لیکن اگر اس سے زیادہ کرے تو تیرے لئے اچھا ہے۔“ میں نے عرض کیا ”دو تہائی مقرر کر دوں؟“ آپ ﷺ نے فرمایا ”جتنا تو چاہے، لیکن اگر اس سے زیادہ کرے تو تیرے لئے بہتر ہے۔“ میں نے عرض کیا ”اچھا، میں اپنی ساری دعا کا وقت درود کے لئے وقف کرتا ہوں۔“ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”یہ تیرے سارے دکھوں اور غموں کے لئے کافی ہوگا اور تیرے گناہوں کی بخشش کا باعث ہوگا۔“ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 115 جب تک درود شریف کا وظیفہ کیا جائے تب تک فرشتے درود شریف پڑھنے والے کے لئے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔

عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((مَا مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّيَ عَلَىٰ إِلَّا صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ مَا صَلَّىٰ عَلَىٰ فَلْيُقَلَّ أَوْ لِيُكْثَرِ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ ۝ (حسن)

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”جب تک کوئی مسلمان مجھ پر درود بھیجتا رہتا ہے اس وقت تک فرشتے اس کے لئے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں اب جو چاہے کم پڑھے، جو چاہے زیادہ پڑھے۔“ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 116 آپ ﷺ کا اسم مبارک سن کر درود نہ بھیجنے والے کے لئے آپ ﷺ نے ہلاک ہونے کی بددعا فرمائی ہے۔

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَحْضَرُوا الْمُنْبِرَ فَحَضَرْنَا فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ قَالَ: آمِينَ ثُمَّ ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّانِيَةَ فَقَالَ: آمِينَ، ثُمَّ ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّالِثَةَ قَالَ: آمِينَ، فَلَمَّا فَرَغَ نَزَلَ عَنِ الْمُنْبِرِ قَالَ: فَقُلْنَا لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَقَدْ سَمِعْنَا



مِنْكَ الْيَوْمَ شَيْئًا مَا كُنَّا نَسْمَعُهُ، قَالَ: إِنَّ جَبْرِيلَ عَرَضَ لِي فَقَالَ: بَعْدَ مَنْ أَذْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ، فَقُلْتُ: آمِينَ، فَلَمَّا رَقِيتُ الثَّانِيَةَ قَالَ: بَعْدَ مَنْ ذُكِرَتْ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ، فَقُلْتُ: آمِينَ، فَلَمَّا رَقِيتُ الثَّالِثَةَ قَالَ: بَعْدَ مَنْ أَذْرَكَ أَبَوَيْهِ الْكَبِيرَ أَوْ أَحَدَهُمَا فَلَمْ يَدْخُلَاهُ الْجَنَّةَ، فَقُلْتُ: آمِينَ)) رَوَاهُ الْحَاكِمُ ① (صحيح)

حضرت کعب بن عجرہؓ کہتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے منبر لانے کا حکم دیا اور ہم منبر لائے۔ جب آپ ﷺ پہلی سیڑھی پر چڑھے تو فرمایا ”آمین“ دوسری سیڑھی پر چڑھے تو فرمایا ”آمین“ تیسری سیڑھی پر چڑھے تو فرمایا ”آمین“ خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد جب آپ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ”آج آپ ﷺ سے ہم نے ایسی بات سنی ہے جو اس سے پہلے نہیں سنی تھی۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جبریل علیہ السلام تشریف لائے تھے اور انہوں نے کہا ”ہلاکت ہے اس آدمی کے لئے جس نے رمضان کا مہینہ پایا لیکن اپنے گناہ نہ بخشوائے۔“ میں نے جواب میں کہا ”آمین“ پھر جب میں دوسری سیڑھی پر چڑھا تو جبریل علیہ السلام نے کہا ”ہلاکت ہے اس آدمی کے لئے جس کے سامنے آپ ﷺ کا نام لیا جائے، لیکن وہ آپ ﷺ پر درود نہ بھیجے“ میں نے جواب میں کہا آمین، جب تیسری سیڑھی پر چڑھا تو جبریل علیہ السلام نے کہا ”ہلاکت ہے اس آدمی کے لئے جس نے اپنے ماں باپ یا دونوں میں سے کسی ایک کو بڑھا پے کی عمر میں پایا، لیکن ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کی“ میں نے جواب میں کہا، آمین۔“ اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 117 ترک درود شریف جنت سے محرومی کا باعث ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ عَلَى خَطِيئَةٍ طَرِيقَ الْجَنَّةِ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ ② (صحيح)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جو مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا اس نے جنت کا راستہ کھو دیا۔“ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 118 درود شریف کے بغیر مانگی گئی دعا قبول نہیں ہوتی۔

① فضل الصلاة على النبي ﷺ، لالائی، رقم الحديث 19

② صحيح سنن ابن ماجه، للالبانی الجزء الاول، رقم الحديث 740



عَنْ أَنَسٍ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ ① قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((كُلُّ دُعَاءٍ مَحْجُوبٌ حَتَّى يُصَلِّيَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ)) رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ ①

(حسن)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جب تک نبی اکرم ﷺ پر درود نہ بھیجا جائے، کوئی دعا قبول نہیں کی جاتی۔“ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 119 درود شریف کے مسنون الفاظ درج ذیل ہیں:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ ① قَالَ لَقِيتُ كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ : أَلَا أَهْدِي لَكَ هَدِيَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ ؟ فَقُلْتُ بَلَى فَأَهْدِيهَا لِي فَقَالَ : سَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ ؟ فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ ؟ قَالَ : قُولُوا ((اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ)) رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ ①

الْبُخَارِيُّ ②

حضرت عبدالرحمن بن ابویلیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ ملے اور کہنے لگے ”کیا میں تمہیں وہ چیز ہدیہ نہ دوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟“ میں نے کہا ”کیوں نہیں، ضرور دو۔“ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا ”اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ ﷺ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو بتا دیا ہے ہم آپ ﷺ پر اور اہل بیت پر درود کیسے بھیجیں؟“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”ان الفاظ میں درود بھیجا کرو، یا اللہ محمد (ﷺ) اور آل محمد (ﷺ) پر اسی طرح رحمت بھیج جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) اور آل ابراہیم (علیہم السلام) پر رحمت بھیجی ہے، بے شک تو قابل تعریف اور ہمیشہ کی بزرگی والا ہے۔ یا اللہ! محمد (ﷺ) اور آل محمد (ﷺ) پر اسی طرح برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) اور آل ابراہیم (علیہم السلام) پر

برکت نازل فرمائی، تو بزرگ ہے اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسْئَلَةٌ 120

مختصر درود شریف کے مسنون الفاظ درج ذیل ہیں:

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَارِجَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَنَا سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((صَلُّوا عَلَيَّ وَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ وَقُولُوا: ((اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ)) دَوَاهُ النَّسَائِيِّ ❶

حضرت زید بن خارجه رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے (درود کے بارے میں) سوال کیا، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”مجھ پر درود بھیجا کرو اور دعا میں محنت کرو اور یوں کہو ”اے اللہ محمد (ﷺ) اور آل محمد پر اپنی رحمتیں نازل فرما۔“ اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : ❶ یاد رہے درود تحینا، درود مقدس، درود مائی، درود تاج، درود لکھی اور درود اکبر وغیرہ کے الفاظ احادیث سے ثابت نہیں۔

❷ بعض دوسرے مسنون الفاظ کے لئے ملاحظہ ہو تفہیم السنہ، حصہ 6 (درود شریف کے مسائل)





الْحَقُّ الثَّامِنُ..... مُوَالَاةُ أَوْلِيَائِهِ وَبُغْضُ أَعْدَائِهِ ﷺ

آٹھواں حق..... آپ ﷺ کے دوستوں سے دوستی کرنا اور

آپ ﷺ کے دشمنوں سے دشمنی رکھنا

مسئلہ 121 اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دوستوں سے دوستی اور دشمنوں سے دشمنی کرنے کا حکم ہے۔

﴿إِنَّمَا يَنْهَكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَتَلُواكُمْ فِي الدِّينِ وَآخَرَجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ وَظَهَرُوا عَلَىٰ إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (9:60)

”اللہ تعالیٰ تمہیں ان کافروں کے ساتھ دوستی کرنے سے منع فرماتا ہے جنہوں نے دین کے معاملے میں تم سے جنگ کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے اخراج میں ایک دوسرے کی مدد کی، جو لوگ ایسے کافروں سے دوستی کریں گے وہ ظالم ہیں۔“ (سورۃ الممتحنہ، آیت نمبر 9)

مسئلہ 122 اگر باپ اور بھائی بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمن ہوں تو ان سے بھی دوستی کرنا منع ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَآءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَىٰ الْإِيمَانِ ۚ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (23:9)

”اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! اپنے باپوں اور بھائیوں کو بھی اپنا دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان پر کفر کو ترجیح دیں تم میں سے جو انہیں دوست بنائیں گے وہ ظالم ہوں گے۔“ (سورۃ التوبہ، آیت نمبر 23)

کسی مومن کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنی مرضی سے دوست اور دشمن کا

انتخاب کرے، مومنوں کے دوست اور دشمن وہی ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے دوست اور دشمن ہیں۔

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ أَحَبَّنِي فَلْيَحِبْ أُسَامَةَ ۖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ①

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص مجھ سے محبت کرتا ہے اسے چاہئے کہ وہ اسامہ رضی اللہ عنہ سے بھی محبت کرے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 124 حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہر اس چیز سے نفرت فرماتے جس سے رسول اکرم ﷺ نفرت فرماتے تھے۔

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى ۖ قَالَ : وَجَعَ أَبُو مُوسَى وَجَعًا فَعُشِيَ عَلَيْهِ وَرَأْسُهُ فَبِي حَجَرٍ امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِهِ فَصَاحَتْ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِهِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهَا شَيْئًا فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ أَنَا بَرِيءٌ مِمَّا بَرِئَ مِنْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ بَرِئَ مِنَ الصَّالِقَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقَّةِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ ②

حضرت ابو بردہ بن ابی موسیٰ (اشعری) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو شدید درد ہوا جس سے وہ بے ہوش ہو گئے ان کا سر ان کے گھر والوں میں سے ایک خاتون کی گود میں تھا ایک خاتون نے چلانا شروع کر دیا۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ (غشی کی وجہ سے) اسے روک نہ سکے۔ جب ہوش آیا تو فرمانے لگے ”جس بات سے اللہ کے رسول ﷺ بیزار ہیں میں بھی اس سے بیزار ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے چلانے والی، بال نوچنے والی اور کپڑے پھاڑنے والی (عورت سے) اظہار بیزاری فرمایا ہے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 125 حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا منافق سے اظہار بیزاری!

عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمٍ ۖ رَجُلًا مِنَ الْمُنَافِقِينَ يَقُولُ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ لِنِ كَأَنَّ هَذَا صَادِقًا لَنَحْنُ شَرُّ مِنَ الْحَمِيرِ فَقَالَ زَيْدٌ

① کتاب الفتن، باب قصة الجساسة، رقم الحديث 2942

② کتاب الایمان، باب تحریم ضرب الحدود و شق الجیوب

﴿قَدْ وَاللَّهِ صَدَقَ وَلَأَنْتَ شَرٌّ مِنَ الْحِمَارِ وَرَفَعَ ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَجَحَدَهُ الْقَائِلُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ﴾ ﴿يَخْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ.....﴾ (الایہ) فَكَانَ مِمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ فِي هَذِهِ الْآيَةِ تَصْدِيقًا لِرُيُودِ . رَوَاهُ فِي فَتْحِ الْبَارِي ❶

حضرت موسیٰ بن عقبہ سے روایت ہے کہ ابن شہاب نے کہا نبی اکرم ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے منافقین میں سے ایک کو یہ کہتے ہوئے سنا اگر یہ شخص یعنی حضرت محمد ﷺ سچے ہیں تو پھر ہم سب گدھوں سے بھی بدتر ہیں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے (سننے ہی فوراً) جواب دیا ”اللہ کی قسم! بالکل سچی بات ہے کہ تو گدھے سے بھی بدتر ہے۔“ یہ بات جب نبی اکرم ﷺ تک پہنچی تو بات کہنے والا (منافق) اپنی بات سے پھر گیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”یہ لوگ اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے یہ بات نہیں کی حالانکہ انہوں نے یہ کفر کا کلمہ کہا ہے۔“ (سورۃ التوبہ، آیت نمبر 74) اس آیت میں جو بات نازل فرمائی گئی تھی اس سے حضرت زید رضی اللہ عنہ کی بات سچ ثابت ہو گئی۔ یہ روایت فتح الباری میں ہے۔

وضاحت : یاد رہے کہ یہ کلمہ کفر کہنے والا رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی تھا۔

❶ مسئلہ 126 دشمن رسول ﷺ ابو جہل سے حضرت معاذ بن عمرو بن جموح

رضی اللہ عنہ اور حضرت معاذ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی دشمنی!

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَا أَنَا وَاقِفٌ فِي الصَّفِّ يَوْمَ بَدْرٍ فَظَرْتُ عَنْ يَمِينِي وَشِمَالِي فَإِذَا أَنَا بِغُلَامَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ حَدِيثَةِ أَسْنَانِهِمَا تَمْنِيْتُ أَنْ أَكُونَ بَيْنَ أَضْلَعٍ مِنْهُمَا فَعَمَزَنِي أَحَدُهُمَا فَقَالَ: يَا عَمَّ، هَلْ تَعْرِفُ أَبَا جَهْلٍ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، مَا حَاجَتُكَ إِلَيْهِ يَا ابْنَ أَخِي؟ قَالَ: أَخْبَرْتُ أَنَّهُ يَسُبُّ رَسُولَ اللَّهِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَئِنْ رَأَيْتُهُ لَا يَفَارِقُ سَوَادِي سَوَادَهُ حَتَّى يَمُوتَ الْأَعْجَلُ مِنَّا، فَتَعَجَّبْتُ لِذَلِكَ فَعَمَزَنِي الْآخَرُ، فَقَالَ لِي مِثْلَهَا، فَلَمَّ أَنْ شَبَّ أَنْ نَظَرْتُ إِلَى أَبِي جَهْلٍ يَجُولُ فِي النَّاسِ، قُلْتُ: أَلَا إِنَّ هَذَا صَاحِبُكُمْ الَّذِي سَأَلْتُمَنِي فَاذْتَدْرَاهُ بِسَيْفَيْهِمَا، فَضَرَبَاهُ حَتَّى قَتَلَاهُ، ثُمَّ انْصَرَفَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ فَأَخْبَرَاهُ وَكَانَا



مُعَاذُ بْنُ عَفْرَاءَ وَ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجُمُوحِ. رواه البخاري ①

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں غزوہ بدر کے دن میں میدان جنگ کی صف میں کھڑا تھا اچانک میں نے اپنے دائیں اور بائیں نظر ڈالی تو انصار کے دو کم عمر لڑکوں کو دیکھا میں نے خواہش کی کاش میں ان کم سن لڑکوں کے بجائے مضبوط جسم کے مالک آدمیوں کے درمیان ہوتا ان دونوں میں سے ایک نے مجھ سے اشارہ میں پوچھا ”چچا جان! کیا آپ ابو جہل کو پہچانتے ہیں“ میں نے کہا ”ہاں لیکن میرے بھتیجے تھے اس سے کیا غرض؟“ اس نے جواب دیا ”مجھے پتہ چلا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتا ہے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میں نے اسے دیکھ لیا تو اس سے اس وقت تک الگ نہ ہوں گا جب تک ہم دونوں میں سے جس کی موت پہلے آئی ہو وہ مرنے جائے“ مجھے اسکی اس بات پر تعجب ہوا اسی دوران ایک دوسرے جوان نے مجھ سے اشارے سے وہی سوال پوچھا جو پہلے نے پوچھا تھا چند لمحوں بعد میری نظر ابو جہل پر پڑی جو لوگوں کے درمیان گھستا پھر رہا تھا میں نے (دونوں سے مخاطب ہو کر) کہا ”دیکھو وہ ہے ابو جہل جس کے بارے میں تم مجھ سے پوچھ رہے ہو“ دونوں لڑکے اپنی تلواروں کے ساتھ اس پر جھپٹ پڑے اور اسے وار کر کے قتل کر ڈالا پھر دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو ابو جہل کے قتل کی خبر دی ان دونوں کے نام معاذ بن عفرء اور معاذ بن عمرو بن جموح تھے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مَسْئَلَةٌ 127 ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی اپنے مشرک باپ سے اظہار

بیزاری!

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 104 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مَسْئَلَةٌ 128 گستاخ رسول لونڈی سے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی دشمنی۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَعْمَى كَانَتْ لَهُ أُمٌ وَلَدَ، تَشْتُمُ النَّبِيَّ ﷺ وَ تَقَعُ فِيهِ، فَيَنْهَاهَا فَلَا تَنْتَهِي وَ يَزُجُّهَا فَلَا تَنْزَجِرُ. قَالَ: فَلَمَّا كَانَتْ ذَاتَ لَيْلَةٍ جَعَلَتْ تَقَعُ فِي النَّبِيِّ ﷺ وَ تَشْتُمُهُ، فَأَخَذَ الْمَغُولُ فَوَضَعَهُ فِي بَطْنِهَا، وَ اتَّكَأَ عَلَيْهَا فَفَقَتَلَهَا فَوَقَعَ بَيْنَ

رَجَلَهَا طِفْلٌ، فَلَطَخَتْ مَا هُنَاكَ بِالْدَمِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ ذُكِرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَجَمَعَ النَّاسَ فَقَالَ: ((أَتَشُدُّ اللَّهُ رَجُلًا فَعَلَ مَا فَعَلَ لِي عَلَيْهِ حَقٌّ إِلَّا قَامَ)) فَقَامَ الْأَعْمَى يَتَخَطَّى النَّاسَ * وَهُوَ يَتَزَلُّزِلُ حَتَّى قَعَدَ بَيْنَ يَدَيْ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! أَنَا صَاحِبُهَا، كَانَتْ تَشْتِمُكَ وَتَقَعُ فِيكَ فَأَنَّهُمَا فَلَا تَنْتَهِي، وَأَزْجَرُهَا فَلَا تَنْزَجُرُ وَلِي مِنْهَا ابْنَانِ مِثْلُ السُّلُوتَيْنِ وَكَانَتْ بِي رَفِيقَةً، فَلَمَّا كَانَ الْبَارِحَةَ جَعَلْتَ تَشْتِمُكَ وَتَقَعُ فِيكَ، فَأَخَذْتُ الْمَغُولَ فَوَضَعْتُهُ فِي بَطْنِهَا وَاتَّكَأْتُ عَلَيْهَا حَتَّى قَتَلْتُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((الَا أَشْهَدُوا أَنَّ دَمَهَا هَذَنُ)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ ❶ (صحيح)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک نابینا صحابی کی لونڈی تھی جو نبی اکرم ﷺ کو گالیاں بکتی، ماور آپ ﷺ کی بھوکرتی۔ صحابی اسے منع کرتا لیکن وہ باز نہ آتی، صحابی اسے ڈانٹتا لیکن وہ پھر بھی نہ رکتی۔ ایک رات لونڈی نے آپ ﷺ کی بھوک اور گالیاں بکنے لگی تو صحابی نے چہرہ اس کے پیٹ میں گھونپ دیا اور زور سے دبایا جس سے وہ ہلاک ہو گئی اور اس کی ٹانگوں کے درمیان بچہ گر گیا اور اس نے جگہ کو خون سے گندا کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو نبی اکرم ﷺ کے سامنے اس واقعہ کا ذکر کیا گیا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا ”جس شخص نے یہ کام کیا ہے میں اسے اللہ کی قسم دے کر اور اپنے اس حق کے حوالہ سے جو میرا اس پر ہے، کہتا ہوں کہ وہ کھڑا ہو جائے۔“ وہ نابینا صحابی کھڑا ہو گیا۔ لوگوں کو پھلانگتا ہوا آگے بڑھا اور نبی اکرم ﷺ کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔ وہ آدمی کانپ رہا تھا، عرض کرنے لگا ”یا رسول اللہ ﷺ! میں ہوں اس کا قاتل، وہ آپ ﷺ کو گالیاں بکتی تھی اور آپ ﷺ کی بھوکرتی تھی، میں اسے منع کرتا لیکن وہ باز نہ آتی، میں اسے ڈانٹتا لیکن پھر بھی منع نہ ہوتی حالانکہ اس سے میرے موتیوں جیسے (خوبصورت) دو بیٹے بھی ہیں وہ میری (اچھی) رفیقہ تھی لیکن کل رات جب وہ آپ ﷺ کو گالیاں بکنے لگی اور آپ ﷺ کی بھوکرتی لگی تو میں نے چہرہ پکڑا اور اس کے پیٹ میں گھونپ دیا اور زور سے دبایا، حتیٰ کہ میں نے اسے قتل کر دیا۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”لوگو، سنو! گواہ رہنا اس لونڈی کا خون رائیگاں ہے۔“ (یعنی اس کا قصاص نہیں لیا جائے گا) اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں سے اظہار

مسئلہ 129

بیزاری!

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: فَلَمَّا أَصْطَلَحْنَا نَحْنُ وَ أَهْلُ مَكَّةَ وَ اخْتَلَطَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ أَتَيْتُ شَجَرَةً فَكَسَحْتُ شَوْكَهَا فَاصْطَجَعْتُ فِي أَصْلِهَا ، قَالَ : فَأَتَانِي أَرْبَعَةٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ فَجَعَلُوا يَقْعُونَ فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَبْغَضْتُهُمْ فَتَحَوَّلْتُ إِلَى شَجَرَةٍ أُخْرَى . رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❶

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب ہم نے مکہ والوں سے صلح (حدیبیہ) کر لی تو مسلمان اور کافر ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر آنے جانے لگے، میں ایک درخت کے پاس آیا اور اس کے نیچے سے کانٹے صاف کئے اور اس کے تنے کے پاس لیٹ گیا، اتنے میں مشرکین مکہ میں سے چار آدمی میرے پاس آئے اور (آپس میں) گفتگو کے دوران رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہنے لگے، مجھے سخت غصہ آیا اور میں (وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اور) کسی دوسرے درخت کے نیچے چلا گیا۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 130 حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی اپنے یہودی باپ سے دشمنی۔

قَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ كَانَ أَبُو عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُسْأَلُ عَنْ ظُهُورِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَ يَسْتَوْصِفُ صِفَةَ الْأَخْبَارِ وَ يَلْبَسُ الْمُسْوَحَ وَ يَتَرَهَّبُ فَلَمَّا بُعِثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَسَدَهُ فَلَمْ يُؤْمِنْ بِهِ وَ كَانَ ابْنُهُ حَنْظَلَةُ مِنْ خِيَارِ الْمُسْلِمِينَ وَ اسْتَأْذَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَقْتُلَ أَبَاهُ فَنَهَاهُ عَنْ قَتْلِهِ . أَوْرَدَهُ فِي صِفَةِ الصَّفْوَةِ ❷

امام ابن الجوزی رحمہ اللہ کہتے ہیں ابو عامر رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بارے میں سوال کرتا رہتا تھا وہ یہودی علماء کی صفات کا حامل تھا، مٹا کا لباس پہنتا، لوگ اسے ”راہب“ کہتے۔ جب رسول اللہ ﷺ (بنی اسماعیل کی نسل سے) مبعوث کئے گئے تو ابو عامر حسد کرنے لگا اور ایمان نہ لایا۔ اس کا بیٹا حنظلہ کھرا اور سچا مسلمان تھا۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کو قتل کرنے کے لئے آپ ﷺ سے اجازت طلب کی، لیکن آپ ﷺ نے انہیں روک دیا۔ اسے امام ابن الجوزی رحمہ اللہ نے صفة الصفاۃ میں بیان کیا ہے۔

مسئلہ 131 حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی اپنے منافق باپ سے دشمنی۔



عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي وَهُوَ فِي ظِلِّ فَقَالَ قَدْ غَبَّرَ عَلَيْنَا ابْنُ أَبِي كَبْشَةَ، فَقَالَ ابْنُهُ عَبْدُ اللَّهِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! وَالَّذِي أَكْرَمَكَ لَنْ شِئْتُ لَا تَيْتِكَ بِرَأْسِهِ، فَقَالَ ((لَا وَلَكِنْ بِرَأْيَاكَ وَأُحْسِنُ صُحْبَتَهُ)) رَوَاهُ الْبُزَارُ ^① (صحیح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں عبد اللہ بن ابی (رئیس المنافقین) ایک دیوار کے سائے میں کھڑا تھا۔ نبی اکرم ﷺ (گدھے پر) وہاں سے گزرے تو عبد اللہ بن ابی کہنے لگا ”ابن ابی کبشہ (رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے والد گرامی کا نام ابو کبشہ تھا) نے ہمیں گرد آلود کر دیا۔“ یہ سن کر عبد اللہ بن ابی کے بیٹے عبد اللہ نے کہا ”یا رسول اللہ ﷺ! اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو عزت بخشی اگر آپ حکم دیں تو میں اس کا سر کاٹ کر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دوں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا ”نہیں اپنے باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور اچھی طرح رہو۔“ اسے بزار نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 132 حاکم یمامہ ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ نے ایمان لانے کے بعد رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں سے معاشی مقاطعہ کر دیا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ فَلَمَّا قَدِمَ ثُمَامَةُ رضی اللہ عنہ مَكَّةَ قَالَ لَهُ قَائِلٌ صَبَوْتُ؟ قَالَ لَا وَاللَّهِ وَلَكِنْ أَسْلَمْتُ مَعَ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَا وَاللَّهِ لَا يَأْتِيكُمْ مِنَ الْيَمَامَةِ حَبَّةٌ حِنْطَةٍ حَتَّى يَأْذَنَ فِيهَا النَّبِيُّ ﷺ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ^②

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (ایمان لانے کے بعد) حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ مکہ (عمرہ کے لئے) پہنچے تو کسی نے کہا ”کیا بے دین ہو گئے ہو؟“ حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ”نہیں! اللہ کی قسم! میں تو محمد ﷺ پر ایمان لایا ہوں اور سنو، میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اب یمامہ سے تم لوگوں کو گندم کا ایک دانہ بھی نہیں پہنچے گا جب تک رسول اللہ ﷺ اجازت نہ دے دیں۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کے معاشی مقاطعہ کی وجہ سے قریش مکہ سخت مصیبت میں پھنس گئے اور رسول اللہ ﷺ کو قربت کا واسطہ دے کر گزارش کی کہ ثمامہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیں کہ وہ غلہ نہ روکیں۔ رسول اللہ ﷺ نے قریش مکہ کی درخواست منظور کرتے ہوئے حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ کو غلہ ارسال کرنے کی ہدایت فرمائی۔ (الرحیق المختوم)

مسئلہ 133 حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی اپنے مشرک بھائی سے دشمنی!

① مجمع الزوائد، کتاب المناقب، باب فی عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی (528/9)

② کتاب المغازی، باب وفد بنی حنیفہ

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ وَاللَّهِ مَا حَرَصْتُ عَلَى قَتْلِ رَجُلٍ قَطُّ كَحَرَصِي عَلَى قَتْلِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ وَإِنْ كَانَ مَا عَلِمْتُ لَسَيِّءُ الْخَلْقِ مُبْغِضًا فِي قَوْمِهِ وَلَقَدْ كَفَانِي مِنْهُ قَوْلُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللَّهِ عَلَى مَنْ دَمَى وَجْهَ رَسُولِهِ. أَوْرَدَهُ ابْنُ هِشَامٍ ❶

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کسی (کافر) کو قتل کرنے کی اتنی خواہش نہیں کی جتنی خواہش (اپنے بھائی) عتبہ بن ابی وقاص کو قتل کرنے کی تھی۔ میرے علم کے مطابق وہ بد اخلاق تھا اور اپنی قوم میں اس سے نفرت کی جاتی تھی لیکن اس (کو قتل کرنے) کے معاملہ میں میرے لئے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد مبارک ہی کافی تھا ”اس آدمی پر اللہ تعالیٰ کا شدید غضب ہو جس نے اس کے رسول کا چہرہ خون آلود کیا۔“ اسے ابن ہشام نے بیان کیا ہے۔

وضاحت: ❶ غزوہ احد میں عتبہ بن ابی وقاص نے آپ ﷺ کو پتھر مارا جس سے آپ ﷺ پہلو کے بل گر گئے۔ آپ ﷺ کا نچلا دائیں جانب کا ایک دانت ٹوٹ گیا اور نچلا ہونٹ مبارک بھی زخمی ہو گیا تب آپ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ”اس شخص پر اللہ کا سخت غضب ہو جس نے اس کے رسول کا چہرہ خون آلود کیا۔“

❷ یاد رہے غزوہ احد میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کو قتل کرنا چاہتے تھے لیکن حضرت عاصم بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے اسے پہلے قتل کر دیا۔

مسئلہ 134 حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی یہودیوں سے دشمنی!

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ نَزَلَ أَهْلُ قُرَيْظَةَ عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى سَعْدٍ رضی اللہ عنہ فَاتَى عَلَى حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ لِلْأَنْصَارِ قُومُوا إِلَيَّ سَيِّدِكُمْ أَوْ خَيْرِكُمْ فَقَالَ هَؤُلَاءِ نَزَلُوا عَلَى حُكْمِكَ فَقَالَ تَقْتُلُ مَقَاتِلَتَهُمْ وَتَسْبِي ذَرَارِيَهُمْ قَالَ فَصَيَّتْ بِحُكْمِ اللَّهِ. رواه البخاري ❶

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں بنو قریظہ کے یہودیوں نے (اپنے پرانے حلیف) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلے کی شرط پر ہتھیار ڈال دیئے۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور وہ گدھے پر سوار ہو کر تشریف لائے جب مسجد کے قریب پہنچے تو آپ نے انصار سے فرمایا ”اٹھو اپنے سردار (یا



فرمایا اپنے میں سے بہتر آدمی) کا استقبال کرو، رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بنو قریظہ کے یہودیوں نے تمہارے فیصلہ کی شرط پر ہتھیار ڈالے ہیں (لہذا اب تم ان کے بارے میں فیصلہ کرو) حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”جو جنگجو ہیں انہیں قتل کیا جائے بچوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا جائے“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”تو نے وہی فیصلہ کیا جو اللہ تعالیٰ کا حکم تھا۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : یاد رہے غزوہ احزاب کے دوران میں مسلمانوں کے حلیف قبیلہ بنو قریظہ نے عہد شکنی کی چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احزاب سے فارغ ہونے کے بعد بنو قریظہ کا محاصرہ کر لیا۔ محاصرہ کے نتیجہ میں بنو قریظہ کے یہودی اس شرط پر ہتھیار ڈالنے کے لئے تیار ہوئے کہ ان کا فیصلہ ان کے حلیف حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے کر دیا جائے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی غزوہ احزاب میں ہاتھ کی رگ کٹ گئی تھی زخمی ہونے کی وجہ سے وہ مدینہ میں ہی ٹھہر گئے تھے اور غزوہ بنو قریظہ میں شریک نہیں تھے بنو قریظہ کی شرط پوری کرنے کے لئے آپ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ سے طلب فرمایا اور انہوں نے وہ فیصلہ فرمایا جس کا ذکر حدیث شریف میں ہے۔

مسئلہ 135 حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے وفاداری!

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِأَصْحَابِهِ يَوْمَئِذٍ ((إِنِّي قَدْ عَرَفْتُ أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي هَاشِمٍ وَغَيْرِهِمْ قَدْ أَخْرَجُوا كَعْمَرَهَا، وَلَا حَاجَةَ لَهُمْ بِقِتَالِنَا، فَمَنْ لَقِيَ مِنْكُمْ أَحَدًا مِنْ بَنِي هَاشِمٍ فَلَا يَقْتُلْهُ، وَمَنْ لَقِيَ أَبَا الْبُخْتَرِيِّ ابْنَ هِشَامِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ أَسَدٍ فَلَا يَقْتُلْهُ، وَمَنْ لَقِيَ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، عَمَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَا يَقْتُلْهُ، فَإِنَّهُ إِنَّمَا أُخْرِجَ مُسْتَكْرِهَا)) قَالَ: فَقَالَ أَبُو حَذِيفَةَ ﷺ: أُنْقَلُ أَبَاءَنَا وَأَبْنَاءَنَا وَإِخْوَانَنَا وَعَشِيرَتَنَا، وَتَرْكُ الْعَبَّاسِ، وَاللَّهِ لَئِنْ لَقِيتُهُ لَأُحِمِّمَهُ السَّيْفَ، قَالَ: فَلَبَّغْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ ((يَا أَبَا حَفْصٍ أَيْضَرُ وَجْهَ عَمَّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالسَّيْفِ؟)) فَقَالَ عُمَرُ ﷺ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَعْنِي فَلَا ضَرْبَ عُقْقَةٍ بِالسَّيْفِ فَوَ اللَّهِ لَقَدْ نَافَقَ، فَكَانَ أَبُو حَذِيفَةَ ﷺ يَقُولُ: مَا أَنَا بِأَمِنْ مِنْ تِلْكَ الْكَلِمَةِ الَّتِي قُلْتَ يَوْمَئِذٍ، وَلَا أَرَأَى مِنْهَا خَائِفًا، إِلَّا أَنْ تَكْفُرَهَا عَنِّي الشَّهَادَةُ، فَقِيلَ يَوْمَ الْيَمَامَةِ شَهِيدًا. ذَكَرَهُ ابْنُ هِشَامٍ ①

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بدر کے روز نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا ”مجھے معلوم ہے کہ بنو ہاشم کے بعض لوگ مجبوراً (لشکر کفار) کے ساتھ لائے گئے ہیں حالانکہ انہیں



ہمارے ساتھ جنگ میں ذرا بھی دلچسپی نہیں، لہذا جس کسی کی بنو ہاشم کے کسی فرد سے مذبھیر ہو وہ اسے قتل نہ کرے۔ جس کی ابوالختری بن ہشام سے مذبھیر ہو وہ اسے قتل نہ کرے اور جس کی عباس بن عبدالمطلب سے مذبھیر ہو وہ اسے قتل نہ کرے، کیونکہ یہ سب مجبور الائے گئے ہیں۔“ حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ (بن عتبہ) نے کہا ”کیا ہم اپنے باپوں، بیٹوں، بھائیوں اور رشتہ داروں کو قتل کریں اور عباس کو چھوڑ دیں؟ اللہ کی قسم اگر وہ میری زد میں آ گیا تو اسے تلوار کی لگام پہنا کے چھوڑوں گا۔“ یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا ”اے ابو حفص! کیا رسول اللہ ﷺ کے چچا کے چہرے پر تلوار ماری جائے گی؟“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ”یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن اڑا دوں اللہ کی قسم! یہ منافق ہو گیا ہے۔“ حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے ”میں نے اس روز رسول اللہ ﷺ سے جو بات کہی تھی اس کی وجہ سے مطمئن نہیں ہوں ہر وقت خوف سالگا رہتا ہے الایہ کہ میں شہید ہو جاؤں اور میری شہادت میرے گناہ کا کفارہ بن جائے، چنانچہ جنگ یمامہ میں وہ شہید ہو گئے۔ اسے ابن ہشام نے بیان کیا ہے۔

مسئلہ 136 حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی آپ ﷺ سے وفاداری!

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ..... ثُمَّ إِنَّهُمْ بَعَثُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَنْ يُبْعَثَ إِلَيْنَا أَبَا لُبَابَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ ﷺ أَحَابِسِي عَمْرٍو بْنِ عَوْفٍ، وَكَانُوا حُلَفَاءَ الْأَوْسِ لِنَسْتَشِيرَهُ فِي أَمْرِنَا، فَأَرْسَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَيْهِمْ، فَلَمَّا رَأَوْهُ قَامَ إِلَيْهِ الرِّجَالُ، وَجَهَشَ إِلَيْهِ النِّسَاءُ وَالصَّبِيَّانُ يَبْكُونَ فِي وَجْهِهِ فَرَقَ لَهُمْ، وَقَالُوا لَهُ: يَا أَبَا لُبَابَةَ ﷺ! أَلَا تَرَى أَنْ نَنْزِلَ عَلَى حُكْمِ مُحَمَّدٍ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى حَلْقِهِ، إِنَّهُ الذَّبْحُ. قَالَ أَبُو لُبَابَةَ ﷺ: فَوَاللَّهِ مَا زِلْتُ قَدَمَايَ مِنْ مَكَانِهِمَا حَتَّى عَرَفْتُ أَنِّي قَدْ خُنْتُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ثُمَّ انْطَلَقَ أَبُو لُبَابَةَ ﷺ عَلَى وَجْهِهِ وَلَمْ يَأْتِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَتَّى ارْتَبَطَ فِي الْمَسْجِدِ إِلَى غُمُودٍ مِنْ غُمُودِهِ وَقَالَ: لَا أَبْرَحُ مَكَانِي هَذَا حَتَّى يَتُوبَ اللَّهُ عَلَيَّ مِمَّا صَنَعْتُ وَعَاهَدَ اللَّهُ: أَنْ لَا أَطَاعَ بَنِي قُرَيْظَةَ أَبَدًا، وَلَا أَرَى فِي بَلَدِ خُنْتُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فِيهِ أَبَدًا..... تَوْبَةُ أَبِي لُبَابَةَ نَزَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنَ السَّحَرِ، وَهُوَ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مِنَ السَّحَرِ وَهُوَ يَضْحَكُ. قَالَتْ: فَقُلْتُ: أَضْحَكَ



اللَّهُ مِمَّا تَضْحَكُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ بَتَوْبَةِ اللَّهِ عَلَى أَبِي لُبَابَةَ قَالَتْ: أَبَشَّرْتُهُ، قَالَ: ((بَلَى، إِنْ شِئْتُ)) قَالَ: فَقَامَتْ عَلَى بَابِ حُجْرَتِهَا وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يُضْرَبَ عَلَيْهَا الْحِجَابُ، فَقَالَتْ: يَا أَبَا لُبَابَةَ، أَبَشَّرُ فَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَيْكَ. قَالَتْ: فَتَارَ النَّاسَ إِلَيْهِ لِيُطْلِقُوهُ، فَقَالَ: لَا وَاللَّهِ حَتَّى يَكُونَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هُوَ الَّذِي يُطْلِقُنِي بِيَدِهِ، فَلَمَّا مَرَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَارَجَا إِلَى صَلَاةِ الصُّبْحِ أَطْلَقَهُ. ذَكَرَهُ فِي السِّيَرَةِ النَّبَوِيَّةِ ❶

ابن اسحق کہتے ہیں غزوہ بنو قریظہ میں یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ ﷺ (مشورہ کے لئے) ہمارے پاس ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ کو بھیج دیں جو کہ قبیلہ اوس کے پرانے حلیف تھے تاکہ ہم ان سے (ہتھیار ڈالنے یا نہ ڈالنے کے بارے میں) مشورہ کر سکیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو یہودیوں کے پاس بھیج دیا۔ جب بنو قریظہ کے یہودیوں نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو مردان کی طرف دوڑ کر گئے، عورتیں اور بچے ان کے سامنے دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے دل میں ان کے لئے نرمی پیدا ہو گئی۔ یہودیوں نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے کہا ”اے ابولبابہ! تیری کیا رائے ہے کیا ہم محمد (ﷺ) کے حکم پر ہتھیار ڈال دیں؟ حضرت ابولبابہ نے کہا ”ہاں“ اور ساتھ ہی اپنے ہاتھ سے حلق کی طرف اشارہ بھی کیا یعنی کاٹے جاؤ گے۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ کی قسم! وہیں کھڑے کھڑے مجھے احساس ہو گیا کہ میں نے (راز فاش کر کے) اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے خیانت کی ہے، چنانچہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ وہاں سے چل دیئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی بجائے مسجد نبوی میں چلے گئے اور مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ اپنے آپ کو باندھ لیا اور عہد کیا کہ مجھ سے جو غلطی سرزد ہوئی ہے اس کی وجہ سے میں یہاں سے کبھی نہیں جاؤں گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول فرمائیں اور یہ قسم کھائی کہ آئندہ میں بنو قریظہ کے علاقہ میں کبھی نہیں جاؤں گا اور نہ ہی ایسی سرزمین میں پایا جاؤں گا جس میں، میں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے خیانت کی ہے۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ کا فرمان آپ ﷺ پر سحری کے وقت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نازل ہوا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے سحری کے وقت رسول اللہ ﷺ کو ہنستے ہوئے دیکھا تو میں نے عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! اللہ آپ کو ہنسائے آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟“ آپ

ﷺ نے ارشاد فرمایا ”ابولبابہ کی توبہ قبول ہونے پر۔“ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ”کیا میں ابولبابہ کو یہ خوشخبری سنا دوں؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”ہاں، اگر چاہو تو سنا دو۔“ چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر کے دروازے پر کھڑی ہو گئیں اور یہ حجاب کا حکم نازل ہونے سے پہلے کی بات ہے، اور کہنے لگیں ”اے ابولبابہ رضی اللہ عنہ! مبارک ہو اللہ نے تیری توبہ قبول فرمائی۔“ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ لوگ (خوشی خوشی) ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی طرف دوڑے تاکہ انہیں ستون سے کھول دیں، لیکن حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے منع کر دیا کہ نہیں جب تک اللہ کے رسول ﷺ خود اپنے دست مبارک سے آ کر مجھے آزاد نہیں کریں گے میں آزاد نہیں ہوں گا۔ چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ نماز فجر کے لئے وہاں سے گزرے تو انہیں آزاد کیا۔ اسے ابن ہشام نے سیرۃ النبویہ میں بیان کیا ہے۔

مسئلہ 137 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے وفاداری!

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا اغْتَزَلَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ نِسَاءَهُ قَالَ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا النَّاسُ يَنْكُتُونَ بِالْحَصَى وَيَقُولُونَ طَلَّقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نِسَاءَهُ وَ ذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يُؤَمَّرَ بِالْحِجَابِ، قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: فَقُلْتُ: لَا عَلَمَنُ ذَلِكَ الْيَوْمَ قَالَ:: فَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: فَقُلْتُ لَهَا: أَيْنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَتْ: هُوَ فِي خَزَائِنِهِ فِي الْمَشْرِبَةِ فَدَخَلْتُ فَإِذَا أَنَا بِرَبَاحٍ غُلَامٍ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَاعِدًا عَلَى أُسْكُفَّةِ الْمَشْرِبَةِ: فَتَنَازَعْتُ: يَا رَبَّاحُ اسْتَأْذِنْ لِي عِنْدَكَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَتَنَظَرَ رَبَّاحٌ إِلَى الْعُرْفَةِ ثُمَّ نَظَرَ إِلَيَّ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا ثُمَّ قُلْتُ: يَا رَبَّاحُ اسْتَأْذِنْ لِي عِنْدَكَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَتَنَظَرَ رَبَّاحٌ إِلَى الْعُرْفَةِ ثُمَّ نَظَرَ إِلَيَّ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا ثُمَّ رَفَعْتُ صَوْتِي فَقُلْتُ: يَا رَبَّاحُ اسْتَأْذِنْ لِي عِنْدَكَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَإِنِّي أَظُنُّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ظَنُّ أَنِّي جِئْتُ مِنْ أَجْلِ حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَاللَّهِ لَئِنْ أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِضَرْبِ عُنُقِهَا لَأَضْرِبَنَّ عُنُقَهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ ①

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج سے علیحدگی اختیار فرمائی تو میں مسجد میں آیا لوگ اس وقت (پریشانی کے عالم میں) کنکریاں الٹ پلٹ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے اور یہ واقعہ حجاب کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔



حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے (دل میں) سوچا کہ میں حقیقت معلوم کروں گا چنانچہ میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا..... ”رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں؟“ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ وہ اپنے گودام کے بالا خانہ میں تشریف فرما ہیں۔ میں وہاں گیا تو دیکھا کہ آپ ﷺ کا غلام، رباح، بالا خانے کی دہلیز پر بیٹھا ہے..... میں نے اسے آواز دی ”رباح! میرے لئے رسول اللہ ﷺ سے حاضری کی اجازت لو۔“ رباح نے اندر دیکھا، لیکن کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے پھر کہا ”رباح! میرے لئے رسول اللہ ﷺ سے حاضری کی اجازت لو۔“ رباح نے کمرے کی طرف دیکھا اور پھر میری طرف دیکھا، لیکن زبان سے کچھ نہ کہا۔ تیسری بار میں نے اپنی آواز بلند کرتے ہوئے کہا ”اے رباح! رسول اللہ ﷺ سے میرے لئے حاضری کی اجازت لو۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (رباح کی بار بار خاموشی سے) مجھے شک ہوا کہ رسول اللہ ﷺ یہ سمجھ رہے ہیں کہ شاید میں (اپنی بیٹی) ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی سفارش کے لئے آیا ہوں (چنانچہ اسی بلند آواز میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا) ”اللہ کی قسم! اگر رسول اللہ ﷺ مجھے حفصہ کی گردن اڑانے کا حکم دیں تو میں حفصہ کی گردن بھی اڑا دوں گا۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : مدینہ منورہ ہجرت کے بعد اور فتوحات سے قبل آستانہ نبوت میں فحرفوفات کا غلبہ تھا۔ اسی زمانے میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے نان نفقہ بڑ جانے کا مطالبہ کیا تو حراج مبارک پر اس کا شدید اثر ہوا، لہذا آپ ﷺ نے ایک ماہ کے لئے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا سے علیحدگی اختیار فرمائی۔ شرعی اصطلاح میں اسے ”ایلاء“ کہا جاتا ہے۔ مذکورہ حدیث کا تعلق اسی واقعہ سے ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اجازت ملنے پر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو یہ معلوم کر کے سرور ہوئے کہ آپ ﷺ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا کو طلاق نہیں دی بلکہ صرف ایک ماہ کے لئے علیحدگی فرمائی ہے۔ اس موقع پر سورہ احزاب کی آیت بھی نازل ہوئی جس میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ کے ساتھ اسی فحرفوفات کے ساتھ تعلق نبھانے یا پھر آپ ﷺ سے علیحدہ ہونے کا اختیار دیا گیا تھا۔ جواب میں تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی رفاقت کو پسند فرمایا۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سورہ احزاب، آیت 28-29



الْحَقُّ التَّاسِعُ..... مُحَبَّةُ أَهْلِ بَيْتِهِ وَ صَحَابَتِهِ ﷺ

نواں حق..... آپ ﷺ کے اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرنا

مسئلہ 138 اہل ایمان کو ازواج مطہرات کی تعظیم اور تکریم اسی طرح کرنی چاہئے جس طرح ہم اپنی حقیقی ماؤں کی کرتے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ!

﴿النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ﴾ (6:33)

”اہل ایمان کے لئے نبی کی ذات ان کی اپنی ذات پر مقدم ہے اور نبی کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔“ (سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 6)

مسئلہ 139 اہل ایمان پر ازواج مطہرات کی عزت اور ناموس کا دفاع کرنا واجب ہے۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ لَوْ لَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ ۝﴾ (12-11:24)

”جو لوگ یہ بہتان گھڑ لائے ہیں وہ تمہارے اندر کا ہی ایک گروہ ہے۔ اس واقعہ کو اپنے حق میں شر نہ سمجھو بلکہ اس میں تمہارے لئے خیر ہی ہے جس نے اس شر میں جتنا حصہ لیا اتنا ہی اس نے گناہ سمیٹا اور جس نے اس گناہ میں سب سے زیادہ حصہ ڈالا اس کے لئے عذاب عظیم ہے۔ جس وقت تم لوگوں نے اسے سنا اسی وقت کیوں نہ مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنے آپ کے بارے میں نیک گمان کیا اور کیوں نہ کہا یہ تو صریح بہتان ہے؟“ (سورۃ النور، آیت نمبر 11-12)



مسئلہ 140 اہل ایمان کو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک جیسا ادب اور احترام کرنا چاہئے۔

﴿وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ (100:9)

”وہ مہاجر اور انصار جنہوں نے سب سے پہلے دعوت ایمان پر لبیک کہنے میں سبقت کی اور جنہوں نے اچھے طریقے سے ان کی پیروی کی ان سے اللہ راضی ہوا، اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، اللہ نے ان کے لئے جنتیں تیار کی ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ان جنتوں میں ہمیشہ رہیں گے یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ (سورۃ التوبہ، آیت نمبر 100)

مسئلہ 141 کسی مومن کو کسی صحابی کے بارے میں اپنے دل میں بغض نہیں رکھنا چاہئے بلکہ ان کے لئے مغفرت کی دعا کرنی چاہئے۔

﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾ (10:59)

”اور جو لوگ صحابہ کے بعد آئے وہ یوں دعا مانگتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے سب بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے، اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لئے کوئی بغض نہ رکھ، اے ہمارے رب! بے شک تو بڑا شفقت فرمانے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔“ (سورۃ الحشر، آیت نمبر 10)

مسئلہ 142 رسول اکرم ﷺ نے تمام اہل ایمان کو اہل بیت سے محبت کرنے اور ان کا خیال رکھنے کی نصیحت فرمائی ہے۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ لَوْقِيمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا فِينَا خَطِيئًا بِمَاءٍ يُدْعَى خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَوَعِظَ وَذَكَرْتُمْ قَالَ ((أَمَّا بَعْدُ أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ! فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ رَسُولُ رَبِّي فَأُجِيبُ وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللَّهِ فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ فَخُذُوا بِكِتَابِ اللَّهِ وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ)) فَحُكَّ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ وَ

رَغَبَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ ((وَ أَهْلُ بَيْتِي أَذْكُرُكُمْ اللَّهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي أَذْكُرُكُمْ اللَّهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي))
رَوَاهُ مُسْلِمٌ ①

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک پانی کی جگہ ہے جسے ”خم“ کہتے ہیں (حجۃ الوداع سے واپسی پر) ایک روز رسول اللہ ﷺ وہاں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنائیاں فرمائی، وعظ و نصیحت ارشاد فرمائی، پھر فرمایا ”اما بعد! اے لوگو! میں ایک آدمی ہوں (جسے موت آنی ہے) قریب ہے کہ اللہ کا فرستادہ (یعنی فرشتہ) میرے پاس آئے اور میں اسے لبیک کہوں (یاد رکھو) میں تمہارے درمیان دو اہم چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ان میں سے پہلی تو اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت ہے اور روشنی ہے اس سے احکام لینا اور اسے مضبوطی سے تھامے رکھنا۔“ غرض آپ ﷺ نے لوگوں کو قرآن مجید پر عمل کرنے پر ابھارا اور اس کی ترغیب دلائی۔ پھر فرمایا ”دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں۔ اپنے اہل بیت کے معاملے میں، میں تمہیں اللہ (کا خوف) یاد دلاتا ہوں۔“ آپ ﷺ نے دوبار یہ بات ارشاد فرمائی۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : ① یہاں اہل بیت سے مراد عبدالمطلب کی اولاد میں سے تمام مسلمان مرد اور عورتیں ہیں (واللہ اعلم بالصواب)!

② اہل بیت کے حقوق۔ سے مراد ان کا ادب اور احترام کرنا، ان کے لئے دعا کرنا اور ان کے فضائل اور بزرگی کا ذکر کرنا شامل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

③ اہل بیت میں صالح، اور غیر صالح دونوں طرح کے لوگ شامل ہیں۔ غیر صالح لوگوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد مبارک قول فیصل ہے ((مَنْ أَتَطَا بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسَوِّغْ بِهِ نَسَبَهُ)) ”جس شخص کو اس کے عمل نے پیچھے کر دیا اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھا سکے گا۔“ (مسلم)

مسئلہ 143 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تمام لوگوں سے افضل اور اعلیٰ سمجھنا ایمان کا حصہ ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ﷺ قَالَ سَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ ((قَرْنِي)) ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ ②

حضرت عبد اللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے کسی نے دریافت کیا ”کون سے لوگ افضل ہیں؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”میرے زمانے کے لوگ، پھر ان کے بعد آنے والے (دوسرے درجہ پر)، پھر ان کے بعد آنے والے۔ (تیسرے درجہ پر)“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

① کتاب الفضائل، من فضائل علی ابن ابی طالب ﷺ

② کتاب الفضائل، باب فضل الصحابة ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم



مسئلہ 144 رسول اکرم ﷺ کے بعد اہل ایمان کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلنے کا حکم دیا گیا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((تَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً)) قَالُوا: مَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ ((مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (حسن)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی ایک کے علاوہ باقی سب فرقے جہنم میں جائیں گے۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون سا فرقہ ہے؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”جو میرے اور میرے اصحاب کے طریقہ پر ہوگا۔“ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 145 انصار سے محبت کرنا ایمان کی علامت ہے۔

عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ ((الْأَنْصَارُ لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ وَلَا يَبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ فَمَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللَّهُ وَ مَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللَّهُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

حضرت براء (بن عازب) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ انصار سے وہی محبت کرے گا جو مومن ہوگا اور ان سے وہی دشمنی کرے گا جو منافق ہوگا پس جس نے انصار سے محبت کی اس سے اللہ محبت کرے گا اور جس نے انصار سے دشمنی کی، اس سے اللہ دشمنی کرے گا۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 146 انصار سے محبت، وفاداری اور ہمدردی کرنے والوں کے لئے بھی آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَمْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَتْ الْأَنْصَارُ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ أَتْبَاعًا وَإِنَّا قَدْ أَتْبَعْنَاكَ فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَ أَتْبَاعَنَا مِنَّا، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ



((اللَّهُمَّ اجْعَلْ أَتْبَاعَهُمْ مِنْهُمْ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ①

حضرت عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک انصاری ابو حمزہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ سے عرض کرتے سنا ”ہر قوم کے تابعدار (خیر خواہ اور ہمدرد) ہوتے ہیں ہم نے آپ ﷺ کی تابعداری کی، آپ دعا فرمائیں کہ جو لوگ ہماری تابعداری کریں اللہ انہیں بھی ہمارے ساتھ (اجر و ثواب میں) شریک فرما دے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا ”یا اللہ! ان کے تابعداروں کو بھی ان کے (اجر و ثواب میں) شریک فرما دے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 147 رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین اور ان کی اولاد سے حسن سلوک کی وصیت فرمائی۔

وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ ؓ قَالَ لَمَّا حَضَرَ النَّبِيُّ ﷺ الْوَفَاةَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْصِنَا قَالَ أَوْصِيكُمْ بِالسَّابِقِينَ الْأَوَّلِينَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَبِأَبْنَاءِهِمْ وَمَنْ بَعْدَهُمْ إِلَّا تَفْعَلُوهُ لَا يَقْبَلُ مِنْكُمْ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ ②

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ کی وفات کا وقت قریب آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! ہمیں کوئی وصیت فرمائیں؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”میں تمہیں مہاجرین میں سے سب سے پہلے ایمان لانے والوں اور ان کی اولادوں اور ان کے بعد آنے والوں (یعنی تابعین) کا ادب اور احترام کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ جو شخص ان کا ادب اور احترام نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا فرض یا نفل کچھ بھی قبول نہیں کرے گا۔“ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 148 حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے قرابت داروں کی نسبت رسول اللہ ﷺ کے قرابت داروں کے حقوق کا زیادہ خیال رکھتے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ ؓ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ③

① کتاب مناقب الانصار، باب اتباع الانصار

② مجمع الزوائد، کتاب المناقب باب ما جاء في اصحاب النبي (738/9)

③ کتاب المناقب، مناقب قرابة رسول الله ﷺ و مناقب فاطمة رضي الله عنها بنت النبي ﷺ



حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اپنے قرابت داروں سے صلہ رحمی کی نسبت مجھے رسول اللہ ﷺ کے قرابت داروں سے صلہ رحمی کرنا زیادہ محبوب ہے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 149 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہنا حرام ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ ①

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”میرے ساتھیوں کو برا مت کہو، میرے صحابہ کو برا مت کہو۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرے تو صحابہ کے مد یا آدھے مد کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 150 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہنے والے پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سارے اہل ایمان کی لعنت ہے اور اس کی کوئی عبادت قبول نہیں۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ سَبَّ أَصْحَابِي فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا وَعَدْلًا. رَوَاهُ الْخَطِيبُ فِي التَّارِيخِ (حسن) ②

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس نے میرے صحابی کو برا بھلا کہا اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سارے (ایماندار) لوگوں کی لعنت ہے، اللہ اس کی فرض یا نفل عبادت قبول نہیں فرمائے گا۔“ اسے خطیب نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 151 ہر مسلمان کو اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حیات طیبہ اور سیرت کا

① کتاب الفضائل، باب تحریم سب الصحابة

② سلسلة الأحاديث الصحيحة للالباني، الجزء الخامس، رقم الحديث 2340

مطالعہ کرنا چاہئے۔

قَالَ: شَقِيقُ الْبَلْخِي رَحِمَهُ اللَّهُ، قِيلَ لِابْنِ الْمُبَارَكِ رَحِمَهُ اللَّهُ: إِذَا أَنْتَ صَلَّيْتَ لَمْ لَا تَجْلِسْ مَعَنَا؟ قَالَ: أَجْلِسُ مَعَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ أَنْظِرْ فِي كُتُبِهِمْ وَآثَارِهِمْ فَمَا أَصْنَعُ مَعَكُمْ؟ أَنْتُمْ تَغْتَابُونَ النَّاسَ. أوردہ فی سیر أعلام النبلاء ❶

حضرت شقیق بلخی رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے کہا گیا، آپ نماز پڑھ چکے ہیں تو پھر ہمارے ساتھ کیوں نہیں بیٹھتے؟ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے جواب دیا ”میں صحابہ اور تابعین کے ساتھ بیٹھتا ہوں یعنی ان کی کتب اور سیرت کا مطالعہ کرتا ہوں، تمہارے ساتھ بیٹھ کر کیا کروں گا تم بیٹھ کر دوسروں کی غیبت کرتے ہو۔“ یہ بات سیر اعلام النبلاء میں بیان کی گئی ہے۔



الْحَقُّ الْعَاشِرُ..... اجْتِنَابُ عَنِ الْجَفَاءِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ

دسواں حق..... آپ ﷺ سے جفا نہ کرنا

مَسْئَلہ 152 آپ ﷺ کی مدح میں مبالغہ نہ کیا جائے۔

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((لَا تَطْرُقُونِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ فَقُولُوا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ①

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری تعریف میں ایسا مبالغہ نہ کرنا جس طرح نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی تعریف میں مبالغہ کیا۔ میں اللہ کا بندہ ہوں، لہذا مجھے اللہ کا بندہ اور اللہ کا رسول ہی کہو۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت: تعریف میں مبالغہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی صفات یا اختیارات میں شریک کیا جائے یا آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی ذات (نور) کا حصہ سمجھا جائے۔

مَسْئَلہ 153 رسول اکرم ﷺ کے نام کی قسم نہ کھائی جائے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلَا يَخْلِفُ إِلَّا بِاللَّهِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ ②

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس نے قسم کھانی ہو وہ اللہ کے سوا کسی کی قسم نہ کھائے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مَسْئَلہ 154 رسول اکرم ﷺ کی قبر شریف پر عرس یا میلاد وغیرہ نہ لگایا جائے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيدًا وَصَلُّوا عَلَيَّ

① کتاب الانبیاء ، باب اذا انتصدت من اهلها

② کتاب الايمان ، باب النهی عن الحلف بغير الله تعالى

فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي حَيْثُ مَا كُنْتُمْ)) رَوَاهُ أَحْمَدُ ①

(صحیح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”میری قبر کو تہوار منانے کی جگہ نہ بناؤ مجھ پر درود بھیجو تم جہاں کہیں بھی ہو گے مجھے تمہارا درود پہنچا دیا جائے گا۔“ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 155 رسول اکرم ﷺ کی قبر شریف پر کسی قسم کی عبادت نہ کی جائے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِي وَثَنًا لَعَنَ اللَّهُ قَوْمًا اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ)) رَوَاهُ أَحْمَدُ ②

(صحیح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”یا اللہ! میری قبر کو بت نہ بناؤ، اللہ نے ان لوگوں پر لعنت کی جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا۔“ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 156 آپ ﷺ کی قبر شریف کی زیارت کی نیت سے مدینہ منورہ کا سفر نہ کیا جائے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ ، مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ مَسْجِدِ الْأَقْصَى وَ مَسْجِدِي)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ③

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”تین مساجد، مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی کے علاوہ کسی جگہ کا سفر (عبادت کی نیت سے) اختیار نہ کیا جائے۔“ اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : مدینہ منورہ کا سفر مسجد نبوی میں نمازیں ادا کر کے زیادہ اجرو ثواب حاصل کرنے کی نیت سے کرنا چاہئے۔ مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد آپ ﷺ کی قبر شریف پر درود و سلام کے لئے حاضری دینا جائز اور درست ہے۔

مسئلہ 157 محافل میلاد یا جشن میلاد نہ منایا جائے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ أَخَذَتْ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ④

① صحیح الجامع الصغیر و زیادہ ، للالبانی ، الجز السادس ، رقم الحدیث 7103

② احکام الجنائز ، للالبانی ، رقم الصفحہ 216

③ مختصر صحیح بخاری ، للزیلعی ، رقم الحدیث 260

④ کتاب الصلح ، باب اذا اصطلعوا علی صلح جور فالصلح مردود



حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس نے دین میں کوئی ایسا کام کیا جس کی بنیاد شریعت میں نہیں تو وہ مردود ہے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔
وضاحت : یاد رہے عہد نبوی عہد صحابہ اور عہد تابعین و تبع تابعین میں کبھی محفل میلاد یا جشن میلاد یا عید میلاد النبی نہیں منائی گئی۔

مسئلہ 158 موضوع احادیث بیان نہ کی جائیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ①

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس نے جان بوجھ کر میری جانب جھوٹ منسوب کیا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔“ اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔
وضاحت : موضوع حدیث وہ ہے جو کوئی شخص اپنی طرف سے گھڑ کر نبی کریم ﷺ کے نام منسوب کر دے۔
مسئلہ 159 آپ ﷺ کے بعد کسی دوسرے کو نبی نہ مانا جائے۔

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ فَلَا تُؤْنِ كُلَّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَ أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ ② (صحیح)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”(آگاہ رہو) میری امت میں تیس (بڑے) کذاب پیدا ہوں گے ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔“ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَوْ كَانَ نَبِيٌّ بَعْدِي لَكَانَ عَمْرُ بْنُ الْخَطَّابِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ③ (حسن)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہوتا۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔



① اللؤلؤ والمرجان ، الجزء الاول ، رقم الحديث 30

② کتاب الفتن ، باب ذکر الفتن و دلالتها (3577/3)

③ ابواب المناقب باب مناقب أبي حفص عمر بن الخطاب (2909/3)



عَقُوبَةُ مَنْ أَهَانَهُ ﷺ

آپ ﷺ کی توہین کرنے والے کی سزا

مسئلہ 160 رسول اکرم ﷺ کا استہزاء کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں بھرپور انتقام لیں گے۔

﴿إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ ۝﴾ (95:15)

”بے شک ہم آپ کا مذاق اڑانے والوں سے انتقام لینے کے لئے کافی ہیں۔“ (سورۃ الحجر، آیت نمبر 95)

مسئلہ 161 رسول اللہ ﷺ کا استہزاء کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

﴿وَلَمَّا سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ إِنَّ نَعْفَ عَنْ طَائِفَةٍ مِنْكُمْ يُعَذِّبُ طَائِفَةٌ بَأْتُهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ۝﴾ (66-65:9)

”اگر تم ان (منافقوں) سے پوچھو تم کیا باتیں کر رہے تھے؟ وہ فوراً جواب دیں گے: بس ہم تو ذرا ہنسی مذاق اور دل لگی کر رہے تھے ان سے کہو: کیا تمہاری ہنسی اور دل لگی اللہ، اس کی آیات اور اس کے رسول کے ساتھ ہی تھی؟ اب معذرتیں پیش نہ کرو، ایمان لانے کے بعد تم نے کفر کیا ہے اگر ہم نے تم میں سے ایک گروہ کو معاف کر بھی دیا تو دوسرے گروہ کو سزا ضرور دیں گے کیونکہ وہ مجرم ہیں۔“ (سورۃ التوبہ، آیت 65-66)

مسئلہ 162 رسول اللہ ﷺ کا مذاق اڑانے والوں کا اللہ تعالیٰ دنیا سے نام و نشان

مٹا دیتے ہیں۔



﴿إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۝﴾ (3:108)

”بے شک تیرا دشمن ہی جڑ کٹا ہے۔“ (سورۃ الکوثر، آیت نمبر 3)

مسئلہ 163 رسول اکرم ﷺ کی توہین کرنے والے کی سزا قتل ہے خواہ کافر ہو

یا نام نہاد مسلمان!

عَنْ أَبِي بَرزَةَ ؓ قَالَ : كُنْتُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ ؓ فَتَغَيَّطَ عَلَيَّ رَجُلٌ فَأَسْتَدَّ عَلَيَّ فَقُلْتُ : تَأْذُنُ لِي يَا خَلِيفَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَضْرِبُ عُقْفَهُ ، قَالَ : فَأَذْهَبْتُ كَلِمَتِي غَضَبَهُ ، فَقَامَ فَدَخَلَ فَأَرْسَلَ إِلَيَّ فَقَالَ : مَا الَّذِي قُلْتَ إِنْفَاءً قُلْتُ : إِنَّدُنُ لِي أَضْرِبُ عُقْفَهُ ، قَالَ : أَكُنْتُ فَأَعْلَا لَوْ أَمَرْتُكَ ، قُلْتُ : نَعَمْ ! قَالَ : وَاللَّهِ ! مَا كَانَتْ لِبَشَرٍ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ ۝ (صحیح)

حضرت ابو بزرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا اور وہ ایک آدمی پر سخت اظہار ناراضی فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کیا ”اے خلیفہ رسول ﷺ! مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن اڑا دوں۔“ میرے ان کلمات سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سارا غصہ دور ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنی جگہ سے اٹھے اور اندر چلے گئے اور (تھوڑی دیر بعد) مجھے بلا بھیجا اور پوچھا ”تو نے مجھے کیا کہا تھا؟“ میں نے عرض کیا ”مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن اڑا دوں۔“ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا ”اگر میں اجازت دے دیتا تو کیا تم ایسا کر گزرتے؟“ میں نے عرض کیا ”ہاں!“ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”واللہ! توہین کے جرم میں قتل کی سزا محمد ﷺ کے بعد کسی آدمی کے لئے جائز نہیں۔“ اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 164 رسول اکرم ﷺ کی توہین اور گستاخی کرنے پر حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے اپنی لونڈی کو قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا خون رائیگاں قرار دے دیا۔

وضاحت : حدیث مسئلہ نمبر 128 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 165 عہد نبوی میں ایک یہودی..... کعب بن اشرف..... رسول اکرم ﷺ



کی توہین کرتا تھا، آپ ﷺ نے خود اس کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ لَغَبَ بِنِ الْأَشْرَفِ ؟ فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ)) فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلَمَةَ ﷺ ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ! أَتُحِبُّ أَنْ أَقُتِلَ ؟ قَالَ ((نَعَمْ !)) قَالَ : فَأَتَذْنُ لِي أَنْ أَقُولَ شَيْئًا ، قَالَ ((قُلْ)) فَأَتَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلَمَةَ ﷺ فَقَالَ : إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ قَدْ سَأَلَنَا صَدَقَةً ، وَإِنَّهُ قَدْ عَنَانَا ، وَإِنِّي قَدْ أَتَيْتَكَ أَسْتَسْلِفُكَ ، قَالَ : وَ أَيْضًا وَاللَّهِ لَتَمْلُئَنَّهُ ، قَالَ : إِنَّا قَدْ اتَّبَعْنَاهُ ، فَلَا تُحِبُّ أَنْ نَدْعَهُ حَتَّى نَنْظُرَ إِلَى أَيْ شَيْءٍ يَصِيرُ شَأْنُهُ وَ قَدْ أَرَدْنَا أَنْ تُسَلِفَنَا وَسَقَا أَوْ وَسَقَيْنِ . فَقَالَ : نَعَمْ ! إِرْهَنُونِي ، قَالُوا : أَيْ شَيْءٍ تُرِيدُ ؟ قَالَ : إِرْهَنُونِي بِسَاءِ كُمْ ، قَالُوا : كَيْفَ نَرْهَنُكَ بِسَاءِ نَا وَ أَنْتَ أَجْمَلُ الْعَرَبِ ، قَالَ : فَأِرْهَنُونِي أَبْنَاءَ كُمْ ، قَالُوا : كَيْفَ نَرْهَنُكَ أَبْنَاءَنَا ، فَيُسَبِّ أَحَدُهُمْ ، فَيُقَالُ : رَهْنٌ بِوَسْقِي أَوْ وَسَقَيْنِ ، هَذَا غَارٌ عَلَيْنَا ، وَلَكِنَّا نَرْهَنُكَ اللَّامَةَ فَمَرَاغِدُهُ أَنْ يَأْتِيَهُ فَجَاءَهُ لَيْلًا وَمَعَهُ أَبُو نَائِلَةَ ، وَهُوَ أَخُو كَعْبٍ مِنَ الرِّضَاعَةِ ، فَدَعَاهُمُ إِلَى الْحِصْنِ ، فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ ، فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ : إِنْ تَخْرُجُ هَذِهِ السَّاعَةَ ؟ فَقَالَ : إِنَّمَا هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلَمَةَ ﷺ وَ أَخِي أَبُو نَائِلَةَ ، قَالَتْ : أَسْمَعُ صَوْتًا كَأَنَّهُ يَقْطُرُ مِنْهُ الدَّمُ ، قَالَ : إِنَّمَا هُوَ أَخِي مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلَمَةَ وَ رَضِيعِي أَبُو نَائِلَةَ ، إِنَّ الْكَرِيمَ لَوُدِعِيَ إِلَى طَعْنَةِ بَلِيلٍ لِأَجَابِ . قَالَ : وَ يُدْخِلُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلَمَةَ ﷺ مَعَهُ رَجُلَيْنِ ، فِي رَوَايَةٍ : أَبُو عَبْسٍ بْنُ جَبْرِ ﷺ وَ الْحَارِثُ بْنُ أَوْسٍ ﷺ وَ عَبَادُ بْنُ بَشِيرٍ ﷺ . فَقَالَ : إِذَا مَا جَاءَ فَاتْنِي قَائِلٌ بِشَعْرِهِ فَأَشْمُهُ فَإِذَا رَأَيْتُمُونِي اسْتَمَكْتُ مِنْ رَأْسِهِ فَذُونُكُمْ فَاضْرِبُوهُ . وَ قَالَ مَرَّةً : ثُمَّ أَشْمُكُمْ ، فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ مُتَوَشِّحًا وَهُوَ يَنْفُخُ مِنْهُ رِيحُ الطَّيِّبِ ، فَقَالَ : مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ رِيحًا ، أَيْ طَيِّبٌ ، قَالَ : عِنْدِي أَغْطَرُ نِسَاءِ الْعَرَبِ وَ أَكْمَلُ الْعَرَبِ . فَقَالَ : أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَشْمَ رَأْسَكَ ؟ قَالَ : نَعَمْ ! فَشَمَّهُ ثُمَّ أَشْمَ أَصْحَابَهُ ، ثُمَّ قَالَ : أَتَأْذَنُ لِي ؟ قَالَ : نَعَمْ ! فَلَمَّا اسْتَمَكَنَ مِنْهُ ، قَالَ : ذُونُكُمْ ، فَقَتَلُوهُ ، ثُمَّ اتَّوَا النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرُوهُ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ❶



حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”کعب بن اشرف کی کون خبر لیتا ہے اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو بہت تکلیف دی ہے؟“ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں اس کا کام تمام کر دوں؟“ آپ ﷺ نے فرمایا ”ہاں“ انہوں نے کہا تو پھر مجھے اجازت دیجئے کہ میں جو مناسب سمجھوں اس سے کہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”تجھے اجازت ہے۔“ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کعب بن اشرف کے پاس آئے اور کہنے لگے ”یہ شخص (یعنی حضرت محمد ﷺ) ہم سے صدقہ مانگتا ہے اور اس نے ہمیں بڑی مشقت میں مبتلا کر رکھا ہے، لہذا میں تجھ سے کچھ قرض لینے آیا ہوں۔“ کعب بولا ”ابھی تو تم اس سے اور بھی تکلیفیں اٹھاؤ گے۔“ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ”اب تو ہم اس کی اتباع اختیار کر چکے ہیں، ہم اسے چھوڑ نہیں سکتے جب تک دیکھ نہ لیں کہ آئندہ ہمارے ساتھ کیا گزرتی ہے؟ اس وقت تو میں تیرے پاس ایک یا دو وسق ۱ غلہ قرض لینے آیا ہوں۔“ کعب بن اشرف نے کہا ”پہلے میرے پاس کوئی چیز گروی رکھو۔ (تب قرض دوں گا)“ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ”تم کیا چیز رکھنا چاہتے ہو؟“ کعب نے کہا ”اپنی عورتیں رہن رکھ دو۔“ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ”تو عرب میں بہت خوبصورت آدمی ہے اس لئے ہم تیرے پاس اپنی عورتیں کیسے رہن رکھ سکتے ہیں؟“ کعب نے کہا ”تو پھر اپنے بیٹے میرے ہاں گروی رکھ دو۔“ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ”یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے بیٹے تیرے پاس رہن رکھ دیں، انہیں طعنہ دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ انہیں ایک یا دو وسق غلہ کے عوض رہن رکھا گیا تھا اور یہ بات ہمارے لئے باعث شرم ہے، البتہ ہم اپنے ہتھیار تیرے پاس گروی رکھ سکتے ہیں۔“ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کعب کے ساتھ ہتھیاروں کا معاملہ طے کر کے آئے اور رات کے وقت کعب کے بھائی حضرت ابوناٹلہ رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر آئے۔ کعب نے ان دونوں کو قلعہ کی طرف بلایا پھر خود ان کے پاس جانے لگا تو اس کی بیوی نے کہا ”اس وقت کہاں جا رہے ہو؟“ کعب نے جواب دیا ”یہ تو صرف محمد بن مسلمہ اور میرا رضاعی بھائی ابوناٹلہ ہے۔“ بیوی نے کہا ”کعب! میں تو ایسی آواز سنتی ہوں جس سے خون کی بو آتی ہے۔“ کعب نے کہا ”خطرے کی کوئی بات نہیں وہاں میرا دوست محمد بن مسلمہ اور میرا رضاعی بھائی ابوناٹلہ ہی ہے (اور کون ہے؟) شریف آدمی کو اگر رات کے وقت نیزہ مارنے کے لئے بھی بلایا جائے تو وہ فوراً اس دعوت کو قبول کر لیتا ہے۔“ راوی کا بیان ہے کہ ادھر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ دو اور آدمی لے کر آئے تھے اور ایک روایت کے مطابق ساتھ والے شخص حضرت ابو عبس بن

۱ ایک وسق میں 60 صاع ہوتے ہیں اور ایک صاع 2¼ کلوگرام کے برابر ہے، لہذا ایک وسق 150 کلوگرام کے برابر ہوگا۔



جبریل علیہ السلام حارث بن عوسؓ اور عباد بن بشرؓ تھے۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا ”جب کعب یہاں آئے گا تو میں اس کے بال پکڑ کر سونگھوں گا جب تم دیکھو کہ میں نے اس کا سر مضبوطی سے تھام لیا ہے تو تم جلدی سے اس کا کام تمام کر دینا۔“ راوی نے ایک دفعہ یوں بیان کیا کہ پھر میں تمہیں سونگھاؤں گا۔ کعب ان کے پاس سر کو چادر سے لپیٹے ہوئے آیا جس میں سے خوشبو کی مہک اٹھ رہی تھی۔ تب حضرت محمد بن مسلمہؓ نے کہا ”میں نے آج کی طرح کی خوشبودار ہوا کبھی نہیں سونگھی۔“ کعب نے کہا ”میرے پاس عرب کی وہ عورت ہے جو سب عورتوں سے زیادہ معطر رہتی ہے اور حسن و جمال میں بھی بے نظیر ہے۔“ محمد بن مسلمہؓ نے کہا ”کیا تو مجھے اپنا سر سونگھنے کی اجازت دیتا ہے؟“ اس نے کہا ”ہاں!“ تب محمد بن مسلمہؓ نے خود بھی سونگھا اور اپنے ساتھیوں کو بھی سونگھایا۔ پھر محمد بن مسلمہؓ نے کہا ”مجھے دوبارہ سونگھنے کی اجازت ہے؟“ اس نے کہا ”ہاں!“ پھر جب حضرت محمد بن مسلمہؓ نے اسے مضبوط پکڑ لیا تو اپنے ساتھیوں سے کہا ”ادھر آؤ۔“ چنانچہ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو اس (کے قتل) کی خوشخبری سنائی۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : کعب بن اشرف کے جرائم میں سے چند ایک یہ ہیں:

- ① رسول اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی اور سب و شتم۔ ② آپ ﷺ کی بھو میں اشعار کہنا۔ ③ عشقِ اشعار میں مسلمان عورتوں کی تذلیل اور توہین کرنا۔ ④ آپ ﷺ کو قتل کرنے کی سازش کرنا۔ ⑤ نقصِ عہد۔ ⑥ مشرکین کو آپ ﷺ کے خلاف جنگ کے لئے اکسانا۔

مسئلہ 166 ابورافع یہودی، جس کا نام عبد اللہ بن ابی الحقیق تھا، رسول اکرم ﷺ کی توہین کرتا تھا، آپ ﷺ کے حکم پر اسے بھی قتل کیا گیا۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى أَبِي رَافِعٍ الْيَهُودِيَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ فَأَمَرَ عَلَيْهِمُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّيْكَ رضی اللہ عنہ وَكَانَ أَبُو رَافِعٍ يُؤْذِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَيُعِينُ عَلَيْهِ وَكَانَ فِي حِصْنٍ لَهُ بِأَرْضِ الْحِجَازِ ، فَلَمَّا دَنَوْا مِنْهُ وَقَدْ غَرَبَتِ الشَّمْسُ ، وَرَاحَ النَّاسُ بِسَرَحِهِمْ ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ : اجْلِسُوا مَكَانَكُمْ ، فَإِنِّي مُنْطَلِقٌ وَ مُتَلَطِّفٌ لِلْبَوَابِ ، لَعَلِّي أَنْ أَدْخُلَ فَأَقْبَلَ حَتَّى دَنَا مِنَ الْبَابِ ، ثُمَّ تَقَنَّعَ بِثَوْبِهِ كَأَنَّهُ يَقْضِي حَاجَةً ، وَقَدْ دَخَلَ النَّاسُ ، فَهَتَفَ بِهِ الْبَوَابُ ، يَا عَبْدَ اللَّهِ : إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ أَنْ تَدْخُلَ

فَادْخُلْ، فَأَنَّى أُرِيدُ أَنْ أُغْلِقَ الْبَابَ، فَدَخَلْتُ فَكَمَنْتُ، فَلَمَّا دَخَلَ النَّاسُ أَغْلَقَ الْبَابَ، ثُمَّ عَلَّقَ الْأَعَالِيقَ عَلَيَّ وَتَبَدَّ، قَالَ: فَقُمْتُ إِلَى الْأَقَالِيدِ فَأَخَذْتُهَا، فَفَتَحْتُ الْبَابَ، وَكَانَ أَبُو رَافِعٍ يُسْمَرُ عِنْدَهُ، وَكَانَ فِي عِلَالِي لَهُ، فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْهُ أَهْلُ سَمَرِهِ صَعِدْتُ إِلَيْهِ، فَجَعَلْتُ كُلَّمَا فَتَحْتُ بَابًا أَغْلَقْتُ عَلَيَّ مِنْ دَاخِلٍ، قُلْتُ: إِنَّ الْقَوْمَ نَذَرُوا بِي لَمْ يَخْلُصُوا إِلَيَّ حَتَّى أَقْتُلَهُ، فَاَنْتَهَيْتُ إِلَيْهِ، فَإِذَا هُوَ فِي بَيْتٍ مُظْلَمٍ وَسَطِ عِيَالِهِ لَا أَدْرِي أَيْنَ هُوَ مِنَ الْبَيْتِ، فَقُلْتُ: أَبَا رَافِعٍ، قَالَ: مَنْ هَذَا؟ فَأَهْوَيْتُ نَحْوَ الصَّوْتِ فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ وَأَنَا دَهْشٌ، فَمَا أَغْنَيْتُ شَيْئًا، وَصَاحَ، فَخَرَجْتُ مِنَ الْبَيْتِ، فَأَمُكْتُ غَيْرَ بَعِيدٍ، ثُمَّ دَخَلْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: مَا هَذَا الصَّوْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ؟ فَقَالَ: لِأَمِكِ الْوَيْلُ، إِنَّ رَجُلًا فِي الْبَيْتِ ضَرَبَنِي قَبْلُ بِالسَّيْفِ، قَالَ: فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً أُتَخِنْتُهُ وَلَمْ أَقْتُلَهُ، ثُمَّ وَضَعْتُ ظَبَّةَ السَّيْفِ فِي بَطْنِهِ حَتَّى أَخَذَ فِي ظَهْرِهِ، فَعَرَفْتُ أَنِّي قَتَلْتُهُ فَجَعَلْتُ أَفْتَحُ الْأَبْوَابَ بَابًا بَابًا، حَتَّى أَنْتَهَيْتُ إِلَى دَرَجَةٍ لَهُ، فَوَضَعْتُ رِجْلِي، وَأَنَا أَرَى أَنِّي قَدْ أَنْتَهَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ، فَوَقَعْتُ فِي لَيْلَةٍ مُقَمَّرَةٍ، فَانْكَسَرَتْ سَاقِي فَقَصَبْتُهَا بِعِمَامَةٍ، ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتَّى جَلَسْتُ عَلَى الْبَابِ، فَقُلْتُ: لَا أَخْرُجُ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَعْلَمَ: أَقَتَلْتُهُ؟ فَلَمَّا صَاحَ الدِّيكُ قَامَ النَّاعِي عَلَى السُّورِ، فَقَالَ: أُنْعَمِ أَبَا رَافِعٍ تَاجِرُ أَهْلِ الْحِجَازِ، فَانْطَلَقْتُ إِلَى أَصْحَابِي، فَقُلْتُ النَّجَاءَ، فَقَدْ قَتَلَ اللَّهُ أَبَا رَافِعٍ، فَاَنْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَحَدَّثْتُهُ، فَقَالَ ((أَبْسِطْ رِجْلَكَ)) فَبَسِطْتُ رِجْلِي فَمَسَحَهَا، فَكَانَ لَهَا لَمْ أَشْتَكِهَا قَطُّ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ①

حضرت براہین عازب رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چند انصار کو اورافع یہودی کے پاس بھیجا اور ان پر عبد اللہ بن عتیک رحمۃ اللہ کو امیر مقرر کیا۔ یہ اورافع رسول اللہ ﷺ کو سخت اذیت دیا کرتا تھا اور آپ ﷺ کے مخالفین کی اعانت کرتا تھا۔ زمین حجاز میں اس کا قلعہ تھا وہ اس میں رہائش پذیر تھا۔ جب یہ لوگ اس کے پاس پہنچے تو سورج غروب ہو چکا تھا اور شام کے وقت لوگ اپنے مویشی واپس لا چکے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن عتیک رحمۃ اللہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا ”تم اپنی جگہ پر بیٹھو میں جاتا ہوں اور دربان سے مل



کر نرم نرم باتیں کر کے قلعہ کے اندر جانے کی کوئی تدبیر کرتا ہوں۔“ وہ قلعہ کی طرف روانہ ہو گئے اور دروازے کے قریب پہنچ کر خود کو کپڑوں میں اس طرح چھپایا گویا قضاے حاجت کے لئے بیٹھے ہوں۔ اس وقت اہل قلعہ اندر جا چکے تھے، دربان نے اپنا آدمی سمجھ کر آواز دی ”اے اللہ کے بندے! اگر تو اندر آنا چاہتا ہے تو آ جا میں دروازہ بند کر رہا ہوں۔“ عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں قلعہ کے اندر داخل ہوا، اور چھپ گیا۔ جب سب لوگ اندر آ چکے تو دربان نے دروازہ بند کر کے چابیاں کھوٹی پر لٹکا دیں۔ حضرت عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے اٹھ کر چابیاں لیں اور قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ ابورافع کے پاس رات کو داستان گوئی ہوا کرتی تھی، وہ اپنے بالا خانے میں رہتا تھا جب داستان گو اس کے پاس سے چلے گئے تو میں اس کی طرف چل پڑا۔ میں جب کوئی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتا تو اندر سے اسے سختی لگا دیتا تاکہ اگر لوگوں کو میری خبر ہو جائے تو مجھ تک ابورافع کو قتل کرنے سے پہلے پہنچ نہ سکیں۔ جب میں اس کے پاس پہنچا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک تاریک کمرے میں اپنے بچوں کے درمیان سو رہا ہے۔ چونکہ مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ کس جگہ پر ہے، اس لئے میں نے ابورافع کہہ کر آواز دی، اس نے جواب دیا ”کون ہے؟“ میں آواز کی طرف متوجہ ہوا اور اس پر تلوار سے زوردار وار کیا اس وقت میرا دل دھک دھک کر رہا تھا۔ اس ضرب سے کچھ کام نہ نکلا اور وہ چلانے لگا۔ میں کمرے سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بٹھہر کر پھر داخل ہوا، پھر میں نے کہا ”اے ابورافع! یہ کیسی آواز تھی؟“ اس نے کہا ”تیری ماں پر مصیبت پڑے ابھی ابھی کسی نے اس مکان میں مجھ پر تلوار کا وار کیا تھا۔“ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے پھر ایک اور بھر پور وار کیا مگر وہ بھی خالی گیا اگرچہ اس کو زخم لگ چکا تھا، لیکن وہ اس سے مر نہیں تھا۔ اس لئے میں نے تلوار کی نوک اس کے پیٹ پر رکھی (اور خوب زور لگایا) تلوار اس کی پیٹھ تک پہنچ گئی۔ جب مجھے یقین ہو گیا کہ میں نے اسے مار ڈالا ہے تو میں ایک ایک دروازہ کھولتا ہوا سیڑھی تک پہنچا۔ چاندنی رات تھی، یہ خیال کر کے کہ میں زمین پر پہنچ گیا ہوں، پاؤں نیچے رکھا تو دھڑام سے نیچے آ گرا، جس سے میری پنڈلی ٹوٹ گئی۔ میں نے اپنی گپڑی سے اسے باندھا اور باہر نکل کر دروازے پر بیٹھ گیا۔ اپنے دل میں کہا کہ میں یہاں سے اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک مجھے یقین نہ ہو جائے کہ میں نے اسے قتل کر دیا ہے، لہذا جب صبح کے وقت مرغ نے اذان دی تو موت کی خبر سنانے والا دیوار پر کھڑا ہو کر کہنے لگا ”لوگو! میں تمہیں حجاز کے سوداگر ابورافع کے مرنے کی خبر دیتا ہوں۔“ یہ سنتے ہی میں اپنے ساتھیوں کی طرف چلا اور ان سے کہا یہاں سے جلدی

بھاگو اللہ نے ابورافع کو (ہمارے ہاتھوں) قتل کروادیا ہے۔ پھر وہاں سے رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا اور تمام قصہ کہہ سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”اپنا ٹوٹا ہوا پاؤں پھیلاؤ۔“ میں نے اپنا پاؤں پھیلایا تو آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس پر پھیرا جس سے وہ ایسا ہو گیا کہ گویا مجھے کبھی شکایت ہی نہ تھی۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 167 آپ ﷺ کی ہجو کرنے والے ملعون عبد اللہ بن حنظل کو فتح مکہ کے روز نبی اکرم ﷺ کے حکم پر قتل کیا گیا۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَ عَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ : ابْنُ خُظَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكُعْبَةِ ، فَقَالَ ((أَقْتُلْهُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ①

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے روز جب نبی اکرم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کے سر پر خود تھی۔ آپ ﷺ نے خود اتارا تو ایک آدمی آیا اور کہنے لگا ”عبد اللہ بن حنظل کعبہ شریف کے پردے سے لٹکا ہوا ہے۔“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”اسے قتل کر دو۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت: عبد اللہ بن حنظل تہرا مجرم تھا ① نبی اکرم ﷺ کی ہجو کرتا اور لوٹ پوٹ کو بھڑھنے کا حکم دیتا اور لوگوں کو سنواتا ② پہلے مسلمان ہوا پھر مرتد ہو گیا ③ ناحق ایک مسلمان کو قتل کیا۔

مسئلہ 168 رسول اللہ ﷺ کے گستاخ ابو لہب نے دنیا میں ہی انتقام لیا۔

عَنْ عِكْرِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ أَبُو رَافِعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَانَ أَبُو لَهَبٍ قَدْ تَخَلَّفَ عَنْ بَدْرِ فَبَعَثَ مَكَانَهُ الْعَاصِمَ بْنَ هِشَامٍ فَلَمَّا جَاءَهُ الْخَبَرُ عَنْ مَصَابِ أَصْحَابِ بَدْرِ مِنْ قُرَيْشٍ كَبَّتَهُ اللَّهُ وَ أَخْرَاهُ وَ وَجَدْنَا فِي أَنْفُسِنَا قُوَّةً وَ عِزًّا ، فَوَاللَّهِ مَا عَاشَ إِلَّا سَبْعَ لَيَالٍ حَتَّى رَمَاهُ اللَّهُ بِالْعَدَسَةِ فَقَتَلْتَهُ وَ فِي رِوَايَةٍ فَلَقْدُ تَرَكَهُ



أَبْنَاهُ بَعْدَ مَوْتِهِ مَا دَفَنَاهُ حَتَّى أَنْتَنَ فَوَاللَّهِ مَا غَسَلُوهُ إِلَّا قَدْ فَا بِالْمَاءِ عَلَيْهِ مِنْ بَعِيدٍ مَا يَذْنُونَ مِنْهُ ثُمَّ اخْتَمَلُوهُ إِلَى أَعْلَى مَكَّةَ ، فَاسْتَدَوْهُ إِلَى جِدَارٍ ثُمَّ رَضَّمُوا عَلَيْهِ بِالْحِجَارَةِ . أَوْرَدَهُ فِي الْبَدَايَةِ وَالنَّهَايَةِ ❶

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے کہا ”ابولہب (موت کے ڈر سے) غزوہ بدر میں شامل نہ ہوا اور اپنی جگہ عاص بن ہشام کو بھیج دیا جب قریشی سرداروں کی ہلاکت کی خبر مکہ پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے ابولہب پر ذلت اور رسوائی مسلط کر دی اور ہم نے اپنے اندر طاقت اور قوت محسوس کی۔ واللہ! شکست کی خبر سننے کے بعد ابولہب صرف سات راتیں زندہ رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے طاعون کی ایسی مار ماری کہ وہ اسی سے ہلاک ہو گیا۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے اس کے بیٹوں نے اس کی لاش بے گور و کفن چھوڑ دی حتیٰ کہ گل سر کر رہا چھوڑنے لگی۔ اللہ کی قسم! اس کے بیٹوں نے اسے غسل بھی نہ دیا۔ دور سے اس پر پانی پھینکا، کوئی اس کے قریب نہیں پھٹکتا تھا پھر وہ اسے مکہ کے قبرستان میں لے گئے ایک دیوار کے ساتھ لگایا اور اوپر سے پتھر پھینک کر ڈھانپ دیا۔“ اسے امام ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں بیان کیا ہے۔

گستاخ رسول ابو جہل بن ہشام سے بھی اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انتقام لیا۔ **مسئلہ 169**

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 126 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

گستاخ رسول خسرو پرویز سے بھی اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انتقام لیا۔ **مسئلہ 170**

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ بِكِتَابِهِ رَجُلًا وَ أَمَرَهُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ الْبَحْرَيْنِ فَدَفَعَهُ عَظِيمُ الْبَحْرَيْنِ إِلَى كِسْرَى فَلَمَّا قَرَأَهُ مَرَّقَهُ فَحَسِبْتُ أَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ ﷺ قَالَ : فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَمْرُقُوا كُلُّ مُمْرَقٍ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ❷

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کو ایک خط بنام



کسریٰ دے کر بھیجا اور حکم دیا کہ اسے امیر بحرین تک پہنچا دو اور امیر بحرین نے وہ خط کسریٰ تک پہنچا دیا جب کسریٰ نے وہ خط پڑھا تو پھاڑ دیا۔ راوی کہتا ہے کہ ابن مسیب رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے اہل فارس کے لئے بددعا ”فرمائی اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔
وضاحت : رسول اللہ ﷺ کی اس بددعا کے بعد جلد ہی اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کی حکومت کو پارہ پارہ کر دیا۔

مسئلہ 171 رسول اللہ ﷺ کا استہزاء کرنے والے ایک مرتد کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہی عبرت ناک سزا دی۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَجُلٌ نَصْرَانِيًّا فَأَسْلَمَ وَقَرَأَ الْبَقْرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ فَكَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَعَادَ نَصْرَانِيًّا ، فَكَانَ يَقُولُ : مَا يَدْرِي مُحَمَّدٌ ﷺ إِلَّا مَا كَتَبْتُ لَهُ ، فَأَمَاتَهُ اللَّهُ فَلَقَنُوهُ فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظْتُهُ الْأَرْضُ فَقَالُوا : هَذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَأَصْحَابِهِ ، لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا مِنْهُمْ فَالْقَوُةُ ، فَحَفَرُوا لَهُ فَأَعْمَقُوا فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظْتُهُ الْأَرْضُ فَقَالُوا : هَذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَأَصْحَابِهِ ، نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ فَالْقَوُةُ وَأَعْمَقُوا لَهُ فِي الْأَرْضِ مَا اسْتَطَاعُوا فَأَصْبَحَ قَدْ لَفَظْتُهُ الْأَرْضُ فَعَلِمُوا أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ فَالْقَوُةُ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ①

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک عیسائی آدمی مسلمان ہوا اس نے سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران پڑھ لی اور رسول اکرم ﷺ کے لئے (وحی کی) کتابت کرنے لگا لیکن بعد میں مرتد ہو گیا کہنے لگا محمد (ﷺ) کو تو کسی بات کا پتہ ہی نہیں ہے جو کچھ میں لکھ کر دیتا ہوں بس وہی کہہ دیتے ہیں۔ اللہ نے جب اسے موت دی تو عیسائیوں نے اسے (قبر میں) دفن کر دیا صبح ہوئی تو (لوگوں نے دیکھا کہ) زمین نے اسے باہر نکال پھینکا ہے عیسائیوں نے کہا یہ محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں کا کام ہے چونکہ وہ ان کے دین سے بھاگ کر آیا ہے لہذا انہوں نے اس کی قبر کھود کر لاش باہر نکال پھینکی ہے۔ عیسائیوں نے اس کے لئے دوبارہ (نئی جگہ) قبر کھودی اور اسے (پہلے کی نسبت) بہت گہرا بنایا (اور لاش کو دوبارہ دفن کر دیا) جب صبح ہوئی تو (لوگوں نے دیکھا کہ) زمین نے اسے پھر باہر نکال پھینکا ہے۔ عیسائیوں نے پھر الزام لگایا یہ محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں کا کام ہے چونکہ وہ ان کے دین سے بھاگ کر آیا ہے لہذا انہوں نے اس کی قبر

کھود کر لاش باہر نکال پھینکی ہے۔ عیسائیوں نے (تیسری مرتبہ) اس کے لئے قبر کھودی اور اتنی گہری بنائی جتنی گہری وہ بنا سکتے تھے۔ صبح ہوئی تو (لوگوں نے دیکھا کہ) زمین نے اسے پھر نکال باہر پھینکا ہے تب انہیں یقین ہو گیا کہ یہ مسلمانوں کا کام نہیں ہے (بلکہ اللہ کا عذاب ہے) چنانچہ عیسائیوں نے اس کی لاش ایسے ہی چھوڑ دی۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 172 دشمن رسول ﷺ عامر بن طفیل سے بھی اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہی انتقام

لیا۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَئِيسَ الْمُشْرِكِينَ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ خَيْرَ بَيْنِ ثَلَاثِ حِصَالٍ فَقَالَ يَكُونُ لَكَ أَهْلُ السَّهْلِ وَلِيَّ أَهْلِ الْمَدْرِ أَوْ أَكُونُ خَلِيفَتَكَ أَوْ أَغْزُوكَ بِأَهْلِ غُطَفَانَ بِالْفِ وَآلِ فَطْعِنَ عَامِرٌ فِي بَيْتِ أُمِّ فَلَانٍ فَقَالَ غَدَةٌ كَغَدَةِ الْبُكَرِ فِي بَيْتِ امْرَأَةٍ مِنْ آلِ فَلَانٍ ائْتُونِي بِفَرَسِي فَمَاتَ عَلَى ظَهْرِ فَرَسِهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ①

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مشرکوں کے سردار عامر بن طفیل نے رسول اکرم ﷺ کو تین باتوں میں سے کوئی ایک بات قبول کرنے کی پیشکش کی۔ پہلی بات یہ کہ آپ دیہاتیوں پر حکومت کریں اور ہم شہر والوں پر، دوسری بات یہ کہ میں آپ ﷺ کا خلیفہ بنوں۔ اگر یہ دونوں باتیں آپ کو قبول نہ ہوں تو تیسری بات یہ ہے کہ قبیلہ غطفان کے دو ہزار آدمی لے کر میں تمہارے خلاف جنگ کروں گا۔ عامر بن طفیل ایک عورت کے گھر طاعون میں مبتلا ہوا تو کہنے لگا یہ تو بس اونٹ کی غدود کی طرح ایک (معمولی سی) غدود ہے اور (کچھ نہیں) کہنے لگا ”میرا گھوڑا لاؤ (میں علاج کے لئے جاؤں) جیسے ہی گھوڑے پر بیٹھا تو اس کی پیٹھ پر ہی مر گیا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 173 رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کی دھمکی دینے والے ملعون ابی بن خلف

کا غزوہ احد میں عبرتناک انجام۔

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ فَلَمَّا أَسْنَدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الشَّعْبِ أَدْرَكَهُ أَبِي بِنِ خَلْفٍ وَهُوَ يَقُولُ أَيُّ مُحَمَّدٍ ﷺ لَا نَجُوتُ إِنْ نَجُوتُ فَقَالَ الْقَوْمُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَيْعُطَفَ عَلَيْهِ رَجُلٌ

مِنَّا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْحَرْبَةُ مِنَ الْحَارِثِ ابْنِ الصَّمَةِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَهُ فَطَعَنَهُ فِي عُنُقِهِ طَعْنًا تَدَادَا مِنْهَا عَنْ فَرَسِهِ مِرَارًا وَكَانَ أَبِي بِنِ خَلْفٍ يَلْقَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِمَكَّةَ فَيَقُولُ يَا مُحَمَّدُ ﷺ إِنَّ عِنْدِي الْغُذُو فَرَسًا أَعْلَقَهُ كُلَّ يَوْمٍ فَرَقًا مِنْ ذَرَّةٍ أَقْتُلُكَ عَلَيْهِ فَيَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَلْ أَنَا أَقْتُلُكَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى قُرَيْشٍ وَقَدْ حَدَّثَهُ فِي عُنُقِهِ حَدْسًا غَيْرَ كَبِيرٍ فَاحْتَفَنَ الدَّمَ قَالَ قَتَلْنِي وَاللَّهِ مُحَمَّدٌ ﷺ قَالُوا لَهُ ذَهَبَ وَاللَّهِ فَوَازُكَ وَاللَّهِ أَنْ يَكُ مِنْ بَاسٍ قَالَ إِنَّهُ قَدْ كَانَ قَالَ لِي بِمَكَّةَ أَنَا أَقْتُلُكَ فَوَاللَّهِ لَوْ بَصَقَ عَلَيَّ لَقَتَلْنِي فَمَاتَ عَدُوُّ اللَّهِ بِسَرْفٍ وَهُمْ قَافِلُونَ بِهِ إِلَى مَكَّةَ. أوردہ ابن ہشام ۱

ابن اسحاق کہتے ہیں (غزوہ اُحد میں) جب رسول اللہ ﷺ گھائی میں تشریف لائے تو ابی بن خلف یہ کہتا ہوا آیا ”آج محمد نہیں یا میں نہیں“ مجاہدین نے عرض کی ”یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم میں سے کوئی اس پر حملہ کرے؟“ آپ ﷺ نے فرمایا ”نہیں، اسے آنے دو“ جب وہ آپ ﷺ کے قریب آیا تو آپ ﷺ نے حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ سے ایک نیزہ لیا اور ابی بن خلف کے سامنے آگئے اس کی گردن میں تاک کر نیزہ مارا جس سے وہ بار بار اپنے گھوڑے سے لڑھکتا رہا۔ امیہ بن خلف ایک بار مکہ میں رسول اللہ ﷺ سے (استہزائیہ اور ہنک آمیزانہ انداز میں) کہنے لگا ”محمد! میرے پاس ”الغوذ“ نامی گھوڑا ہے جسے میں روزانہ تین صاع (7½ کلو گرام) غلہ کھلاتا ہوں میں تمہیں اس گھوڑے پر بیٹھ کر قتل کروں گا۔“ آپ ﷺ نے فرمایا ”نہیں بلکہ میں تمہیں قتل کروں گا، ان شاء اللہ!“ چنانچہ نیزہ لگنے کے بعد جب ابی بن خلف قریش کے پاس واپس گیا تو کہنے لگا ”واللہ! محمد نے مجھے قتل کر دیا ہے حالانکہ اس نیزے سے اس کے گلے پر معمولی سی خراش آئی تھی اور خون تک نہیں نکلا تھا۔ لوگوں نے کہا ”واللہ! تمہیں کچھ بھی نہیں ہوا تم تو دل ہار بیٹھے ہو۔“ ابی بن خلف کہنے لگا ”محمد نے مجھے مکہ میں کہا تھا میں تمہیں قتل کروں گا۔ اللہ کی قسم! اگر وہ مجھ پر تھوک بھی دیتا تو میں مر جاتا۔“ پھر اللہ کا دشمن اپنے قافلہ کے ساتھ مکہ واپس جاتے ہوئے مقام سرف پر ہی مر گیا۔ اسے ابن ہشام نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ملعون ابی بن خلف نیزہ لگنے کے بعد تیل کی طرح ڈکراتا تھا اور کہتا ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جتنی تکلیف مجھے ہے اگر ذوالجناح کے سارے لوگوں میں تقسیم کر دی جائے تو وہ بھی مر جائیں۔“ (الریق الختم)

مسئلہ 174 رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دینے والی ملعونہ عورت کو رسول اکرم ﷺ نے خود قتل کروایا۔

عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَلْقَيْنَ أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تَسُبُّ النَّبِيَّ ﷺ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَنْ يَكْفِينِي عَذْوِي؟)) فَخَرَجَ إِلَيْهَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَقَتَلَهَا . رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِي الْمَصْنَفِ ❶
قبیلہ بلقین کے ایک آدمی سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی اکرم ﷺ کو گالیاں دیا کرتی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”میرے اس دشمن سے کون نمٹے گا؟“ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس عورت کے پاس گئے اور اسے قتل کر دیا۔ اسے عبدالرزاق نے مصنف میں روایت کیا ہے۔

مسئلہ 175 رسول اکرم ﷺ کو اذیت پہنچانے والے نصر بن حارث اور ملعون عقبہ بن ابی معیط دونوں کو غزوہ بدر کے بعد قتل کیا گیا۔

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ حَتَّى إِذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالصُّفْرَاءِ قُتِلَ النَّضْرُ بْنُ الْحَارِثِ قَتَلَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ﷺ ثُمَّ خَرَجَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِعَرْقِ الظَّبْيَةِ قُتِلَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ ، فَقَالَ عُقْبَةُ حِينَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِقَتْلِهِ : فَمَنْ لِلصَّبِيَّةِ يَا مُحَمَّدُ ﷺ ؟ قَالَ : النَّارُ ! قُلْتُ : كَانَ هَذَانِ الرَّجُلَانِ مِنْ شَرِّ عِبَادِ اللَّهِ وَكَثَرِ هُمْ كُفْرًا وَعِنَادًا وَبَغْيًا وَحَسَدًا وَهَجَاءً لِلْإِسْلَامِ وَأَهْلِهِ لَعَنَهُمَا اللَّهُ . ذَكَرَهُ فِي الْبَدَايَةِ وَالنِّهَايَةِ ❷

ابن اسحاق کہتے ہیں (غزوہ بدر سے واپسی پر) جب رسول اللہ ﷺ مقام صفراء پر پہنچے تو نصر بن حارث کو قتل کیا گیا۔ اسے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے (آپ ﷺ کے حکم سے) قتل کیا اور جب رسول اللہ ﷺ عرق ظبیہ کے مقام پر پہنچے تو عقبہ بن ابی معیط کو قتل کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے عقبہ کو قتل کرنے کا حکم دیا تو کہنے لگا ”اے محمد! میرے بچوں کا کیا بنے گا؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”ان کے لئے آگ ہے۔“ امام ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ دونوں لوگوں میں سے بدترین تھے اور کفر میں سب سے بڑھے ہوئے تھے اور اسلام سے دشمنی رکھنے میں سب سے آگے تھے، سرکشی، حسد، اسلام اور مسلمانوں کی ہجو



کرنے میں سب سے زیادہ تھے، دونوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ یہ واقعہ البدایہ والنہایہ میں ہے۔

گستاخ رسول ملعون حویرث بن نقیذ کو رسول اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے بعد خود قتل کروایا۔

مسئلہ 176

قَالَ الْوَاقِدِيُّ وَ أَمَّا الْحَوِیْثُ بْنُ نَقِیْذٍ فَإِنَّهُ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ ﷺ فَاهْتَدَرَ دَمَهُ فَبَيْنَا هُوَ فِي مَنْزِلِهِ يَوْمَ الْفَتْحِ قَدْ أَغْلَقَ عَلَيْهِ وَ أَقْبَلَ عَلَيَّ ﷺ يَسْأَلُ عَنْهُ فَقِيلَ هُوَ فِي الْبَدَايَةِ ، فَأُخْبِرَ الْحَوِیْثُ أَنَّهُ يُطَلَّبُ وَ تَنَحَّى عَلَيَّ ﷺ عَلَى بَابِهِ فَخَرَجَ الْحَوِیْثُ يُرِيدُ أَنْ يَهْرَبَ مِنْ بَيْتٍ إِلَى بَيْتٍ آخَرَ فَتَلَقَّاهُ عَلَيَّ ﷺ فَضْرَبَ عُنُقَهُ . ذَكَرَهُ فِي الصَّارِمِ الْمَسْلُوكُ ①

واقدی کہتے ہیں حویرث بن نقیذ، نبی اکرم ﷺ کو اذیت پہنچایا کرتا تھا اس لئے آپ ﷺ نے (فتح مکہ کے روز) اس کا خون رایگاں قرار دے دیا۔ فتح مکہ کے روز وہ اپنے گھر میں تھا، لیکن اس کے لئے جینا دو بھر ہو گیا (یا زمین اس کے لئے تنگ ہو گئی) حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کی جستجو میں تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا کہ وہ تو فلاں گاؤں میں ہے۔ حویرث کو کبھی کسی نے اطلاع کر دی کہ وہ مطلوب ہے (حضرت علی رضی اللہ عنہ اس گاؤں پہنچ گئے) اس کا دروازہ کھٹکھٹایا حویرث باہر نکلا۔ وہ بھاگ کر کسی دوسرے گھر میں پناہ لینا چاہتا تھا، لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ سامنے آ گئے اور اسے قتل کر دیا۔ یہ واقعہ صارم المسلول میں بیان کیا گیا ہے۔

گستاخ رسول ابو عصفک یہودی کو حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے جہنم رسید کرنے کی نذر مانی اور موقع ملتے ہی اپنی نذر پوری کر دی۔

مسئلہ 177

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ﷺ أَنَّ شَيْخًا مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ ، يُقَالُ لَهُ أَبُو عَفْكٍ ، وَ كَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ بَلَغَ عَشْرَيْنَ وَ مِائَةَ سَنَةٍ حِينَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ ، كَانَ يُحَرِّضُ عَلَى عَدَاوَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَ لَمْ يَدْخُلْ فِي الْإِسْلَامِ ، فَلَمَّا خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى بَدْرٍ ظَفَرَهُ اللَّهُ بِمَا ظَفَرَهُ ، فَحَسَدَهُ وَ بَغَى ، قَالَ سَالِمُ بْنُ عُمَيْرٍ ﷺ : عَلَى نَذْرٍ أَنْ أَقْتُلَ أَبَا عَفْكٍ أَوْ أَمُوتَ دُونَهُ ، فَأَمْهَلَ ، فَطَلَبَ لَهُ غِرَّةً حَتَّى كَانَتْ لَيْلَةُ صَائِفَةٍ ، فَنَامَ أَبُو عَفْكٍ بِالْفَنَاءِ فِي الصَّيْفِ فِي بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَأَقْبَلَ سَالِمُ بْنُ عُمَيْرٍ ﷺ فَوَضَعَ السَّيْفَ عَلَى كَبِدِهِ حَتَّى

خَشَّ فِي الْفَرَّاشِ ، وَ صَاحَ عَدُوَّ اللَّهِ فَتَابَ إِلَيْهِ أَنْاسٌ مِمَّنْ هُمْ عَلَى قَوْلِهِ فَأَذْخَلُوا مَنْزِلَهُ وَ قَبْرُوهَ ، وَ قَالُوا : مَنْ قَتَلَهُ ؟ وَاللَّهِ لَوْ نَعْلَمُ مَنْ قَتَلَهُ لَقَتَلْنَاهُ . رَوَاهُ الْوَأَقِدِيُّ ❶

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بنو عمرو بن عوف کا ایک شخص تھا جس کا نام ابو عوف تھا، بہت ہی بوڑھا۔ جب نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے اس وقت اس کی عمر ایک سو بیس سال تھی۔ ابو عوف نے اسلام قبول نہ کیا اور لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی دشمنی کے لئے بھڑکایا کرتا۔ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ بدر کے لئے تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی خوب مدد فرمائی جس سے ابو عوف حسد کرنے لگا اور سرکشی پر اتر آیا۔ حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے یہ نذر مانی کہ میں یا تو ابو عوف کو قتل کر دوں گا یا خود اس کے ہاتھوں قتل ہو جاؤں گا اب حضرت سالم رضی اللہ عنہ ابو عوف کی ٹوہ میں تھے۔ موسم گرما کی ایک رات ابو عوف بنو عمرو بن عوف کے ہاں صحن میں سو رہا تھا حضرت سالم رضی اللہ عنہ آئے اور تلوار اس کے کلیجے پر رکھ دی حتیٰ کہ تلوار بستر تک پہنچ گئی۔ اللہ کا دشمن چیخنے چلانے لگا اس کے ہم خیال لوگ بھاگے ہوئے آئے، اٹھا کر اسے کمرے میں لے گئے اور دفن کر دیا۔ پھر پوچھنے لگے ”اسے کس نے قتل کیا ہے؟ واللہ اگر ہمیں پتہ چل جائے تو ہم اسے قتل کر دیں۔“ اسے واقدی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 178 حضرت عمیر بن امیہ رضی اللہ عنہ کی بہن رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتی تھی۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن کو قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا خون رائیگاں قرار دے دیا۔

عَنْ عُمَيْرِ بْنِ أُمَيَّةَ ۖ أَنَّهُ كَانَتْ لَهُ أُخْتُ فَكَانَ إِذَا خَرَجَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَذَتْهُ فِيهِ وَ شَتَمَتِ النَّبِيَّ ﷺ وَ كَانَتْ مُشْرِكَةً فَاشْتَمَلَ لَهَا يَوْمًا عَلَى السَّيْفِ ثُمَّ أَتَاهَا فَوَضَعَهُ عَلَيْهَا فَقَتَلَهَا فَقَامَ بَنُوهَا فَصَاحُوا وَ قَالُوا قَدْ عَلِمْنَا مَنْ قَتَلَهَا أَفْتَقْتَلُ أُمْنًا وَ هَؤُلَاءِ قَوْمٌ لَهُمْ آبَاءُ وَ أُمَّهَاتٌ مُشْرِكُونَ فَلَمَّا خَافَ عُمَيْرٌ ۖ أَن يَقْتُلُوا غَيْرَ قَاتِلِهَا ذَهَبَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ ((أَقْتَلْتُ أُحْتَكُ ؟)) قَالَ : نَعَمْ ! قَالَ ((وَ لَمْ ؟)) قَالَ : إِنَّهَا كَانَتْ تُؤْذِينِي فِيكَ ، فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى بَنِيهَا فَسَأَلَهُمْ ، فَسَمِعُوا غَيْرَ قَاتِلِهَا ، فَأَخْبَرَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ وَاهْدَرَ دَمَهَا . رَوَاهُ

(صحیح)

الطَّبْرَانِيُّ ۱

حضرت عمیر بن امیہ رضی اللہ عنہ کی ایک مشرکہ بہن تھی، جب حضرت عمیر، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری کے لئے (گھر سے) نکلتے تو یہ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کو (باتوں سے) اذیت پہنچاتی، نبی اکرم ﷺ کو گالیاں دیتی۔ ایک روز حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے تلوار لپیٹی، بہن کے پاس آئے اور اسے قتل کر دیا۔ اس عورت کے بیٹے کھڑے ہو گئے اور چیخنے چلانے لگے اور کہنے لگے ہمیں معلوم ہے اسے کس نے قتل کیا ہے؟ کیا ہماری ماں ان لوگوں کے ہاتھوں سے قتل ہوئی جن کے ماں باپ مشرک ہیں؟ جب حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کو خدشہ محسوس ہوا کہ یہ لوگ میری بجائے کسی اور کو قتل نہ کر دیں تو حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ کہہ سنایا۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا ”کیا تو نے اپنی بہن کو قتل کیا ہے؟“ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ”ہاں!“ آپ ﷺ نے پھر دریافت فرمایا ”تو نے اسے کیوں قتل کیا ہے؟“ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ”یہ آپ ﷺ کو گالیاں دیتی تھی جس سے مجھے تکلیف ہوتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے عورت کے بیٹوں کی طرف آدمی بھیج کر قاتل کا نام دریافت فرمایا تو انہوں نے حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کی بجائے کسی اور کا نام لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں صحیح قاتل کا نام بتایا اور اس عورت کا خون رایگاں قرار دیا۔ اسے طہرائی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 179

گستاخ رسول یہودی ابن سینہ کو حضرت محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور اپنے حقیقی بھائی حویصہ بن مسعود کو بھی ایسی گستاخی کرنے پر قتل کرنے کی دھمکی دی۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: فَلَمَّا قُتِلَ كَعْبٌ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ ظَفَرْتُمْ بِهِ مِنْ رِجَالِ يَهُودٍ فَاقتُلُوهُ)) فَوُتِبَ مُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُودٍ ﷺ عَلَى ابْنِ سَبِيْنَةَ رَجُلٍ مِنْ تَجَارِ يَهُودٍ، كَانَ يَلَاِسُهُمْ وَيُيَايِمُهُمْ، فَقَتَلَهُ وَكَانَ حُوَيْصَةُ بْنُ مَسْعُودٍ إِذْ ذَاكَ لَمْ يُسْلِمَ، وَكَانَ أَسَنُّ مِنْ مُحَيِّصَةَ، فَلَمَّا قَتَلَهُ جَعَلَ حُوَيْصَةُ يَضْرِبُهُ وَيَقُولُ: أَيُّ عَدُوِّ اللَّهِ، قَتَلْتَهُ، أَمَا وَاللَّهِ لَرُبِّ شَحْمٍ فِي بَطْنِكَ مِنْ مَالِهِ أَقَالَ مُحَيِّصَةُ: فَقُلْتُ لَهُ: وَاللَّهِ لَقَدْ أَمَرَنِي بِقَتْلِهِ مَنْ لَوْ أَمَرَنِي بِقَتْلِكَ لَضَرَبْتُ عَنْقَكَ، قَالَ: اللَّهُ لَوْ أَمَرَكَ بِقَتْلِي لَقَتَلْتَنِي



؟ قَالَ : نَعَمْ وَاللَّهِ لَوْ أَمَرَنِي بِقَتْلِكَ لَقَتَلْتُكَ ، قَالَ : وَاللَّهِ إِنَّ دِينًا بَلَغَ بِكَ هَذَا لَعَجَبٌ ، فَاسْلَمَ حَوِصَةً . ذَكَرَهُ فِي الْإِسْتِيعَابِ ❶

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں (جنگ بدر کے بعد) جب (رسول اللہ ﷺ کے حکم پر) کعب بن اشرف (یہودی) کو (توہین رسالت کے جرم میں) قتل کر دیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”یہودیوں میں سے جس کسی کو توہین رسالت کا مرتکب پاؤ، اسے قتل کر دو۔“ چنانچہ محیصہ رضی اللہ عنہا نے ایک یہودی تاجر ابن سینہ کو (توہین رسالت کے جرم میں) قتل کر دیا۔ اس وقت محیصہ یہودیوں کے ہاں آتا جاتا تھا اور ان کے ساتھ تجارت بھی کرتا تھا۔ حضرت محیصہ رضی اللہ عنہا کا بڑا بھائی حوِصہ بن مسعود ابھی اسلام نہیں لایا تھا اس نے اپنے بھائی کو مارنا پھینا شروع کر دیا اور کہنے لگا ”اے اللہ کے دشمن! کیا تو نے اس یہودی کو قتل کر دیا ہے حالانکہ اس کے مال سے کتنی چربی تیرے پیٹ میں ہے۔“ حضرت محیصہ رضی اللہ عنہا نے کہا ”اللہ کی قسم! اسے قتل کرنے کا حکم مجھے اس ذات نے دیا تھا کہ اگر وہ مجھے حکم دیں تجھے قتل کرنے کا تو میں تجھے بھی قتل کر دوں۔“ حوِصہ نے تعجب سے کہا ”اگر مجھ تجھے حکم دیں مجھے قتل کرنے کا تو کیا واقعی تو مجھے قتل کر دے گا؟“ حضرت محیصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ”ہاں، اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے حکم دیں تو میں تجھے بھی قتل کر دوں گا۔“ حوِصہ کہنے لگا ”اللہ کی قسم! یہ دین تو بہت خوب ہے جس نے تجھے اس جذبے سے سرشار کر دیا ہے۔“ اور حوِصہ مسلمان ہو گیا۔ یہ واقعہ استیعاب میں ہے۔

مسئلہ 180 رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دینے والے مشرک کو رسول اکرم ﷺ نے خود قتل کروایا۔

عَنْ عِكْرَمَةَ ۞ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ۞ سَبَّهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ ((مَنْ يَكْفِينِي عَذْوِي؟)) فَقَالَ الرَّبِيعُ ۞ : آتَا ، فَبَارَزَهُ الرَّبِيعُ . فَقَتَلَهُ فَأَغْطَاهُ النَّبِيُّ ۞ سَلْبَهُ . رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِي الْمُصَنَّفِ ❷

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکوں میں سے ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ کو گالیاں دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”میرے دشمن سے کون نپے گا؟“



حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ”یا رسول اللہ ﷺ! میں بیٹوں گا۔“ چنانچہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس مشرک سے دودھ ہاتھ کئے اور اسے قتل کر ڈالا۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو اس کا مال (بطور غنیمت) عطا فرمایا۔ اسے عبدالرزاق نے مصنف میں روایت کیا ہے۔

مسئلہ 181 ایک ملعونہ یہودیہ نے رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہا تو صحابی نے اسے قتل کر دیا۔ رسول اکرم ﷺ نے یہودیہ کا خون رائیگاں قرار دے دیا۔

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ يَهُودِيَّةً كَانَتْ تَشْتُمُ النَّبِيَّ ﷺ وَتَقَعُ فِيهِ فَخَنَقَهَا رَجُلٌ حَتَّى مَاتَتْ فَأَبْطَلَ النَّبِيُّ ﷺ دَمَهَا. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ ①

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت نبی اکرم ﷺ کو برا بھلا کہا کرتی تھی اور آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتی تھی۔ ایک آدمی نے اس کا گلا گھونٹا حتیٰ کہ وہ مر گئی۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کا خون رائیگاں قرار دے دیا۔ اسے بیہقی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 182 حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ نے اپنے خاندان کی ایک گستاخ رسول ملعونہ کو جہنم رسید کرنے کی نذر رانی اور موقع ملتے ہی اپنی نذر پوری کر دی۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الْفَضْلِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَصْمَاءَ بِنْتَ مَرْوَانَ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ بِنِ زَيْدٍ كَانَتْ تَحْتِ زَيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ حُصَيْنِ الْخَطَمِيِّ وَكَانَتْ تُؤْذِي النَّبِيَّ ﷺ وَتُعِيبُ الْإِسْلَامَ وَتَحَرِّضُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ عَمِيرُ بْنُ عَدِيٍّ الْخَطَمِيُّ : حِينَ بَلَغَهُ قَوْلُهَا وَتَحْرِيطُهَا أَلَلَّهُمْ إِنَّ لَكَ عَلَى نَذْرٍ لَكِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ لَا قَتْلَ لَهَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْذِرُ فَلَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ بَدْرٍ جَاءَ عَمِيرُ بْنُ عَدِيٍّ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ حَتَّى دَخَلَ عَلَيْهَا فِي بَيْتِهَا وَحَوْلَهَا نَفَرٌ مِنْ وَلَدِهَا نِيَامَ مِنْهُمْ مَنْ تُرْضِعُهُ فِي صَدْرِهَا فَحَسَّهَا بِبَدِهِ فَوَجَدَ الصَّبِيَّ تُرْضِعُهُ فَنَحَا عَنْهَا ثُمَّ وَضَعَ سَيْفَهُ عَلَى صَدْرِهَا حَتَّى انْفَذَهُ مِنْ ظَهْرِهَا ثُمَّ خَرَجَ حَتَّى صَلَّى الصُّبْحَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ نَظَرَ إِلَى



عُمَیْرٌ ؓ فَقَالَ ((أَقْتَلْتُ بِنْتَ مَرْوَانَ ؟)) قَالَ : نَعَمْ . يَا أَبَى أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ؓ وَ
عَحْشَى عُمَیْرٍ ؓ أَنْ يَكُونَ أَقَاتٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ؓ بِقَتْلِهَا فَقَالَ : هَلْ عَلَى فِی ذَلِكَ
شَیْءٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ ؓ ؟ قَالَ ((لَا يَنْتَظِعُ فِيهَا عَزْرَانِ)) فَإِنَّ أَوَّلَ مَا سَمِعْتُ هَذِهِ الْكَلِمَةَ
مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ؓ قَالَ عُمَیْرٌ : فَالْتَفَتِ النَّبِیُّ ﷺ إِلَى مَنْ حَوْلَهُ فَقَالَ ((إِذَا أَحْبَبْتُمْ أَنْ
تَنْظُرُوا إِلَى رَجُلٍ نَصَرَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ بِالْغَيْبِ فَانْظُرُوا إِلَى عُمَیْرِ بْنِ عَدِیٍّ ؓ)) فَلَمَّا رَجَعَ
عُمَیْرٌ ؓ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ ؓ وَجَدَ بَيْنَهَا فِی جَمَاعَةٍ يَدْفِنُونَهَا فَأَقْبَلُوا إِلَيْهِ حِينَ رَأَوْهُ
مُقْبِلًا مِنَ الْمَدِينَةِ فَقَالُوا : يَا عُمَیْرُ ((أَنْتَ قَتَلْتَهَا)) فَقَالَ : نَعَمْ . فَكَيْدُونَ جَمِيعًا ثُمَّ لَا
تَنْظُرُونَ . وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ قُلْتُمْ بِأَجْمَعِكُمْ مَا قَالَتْ لَضَرْبَتُكُمْ بِسَيْفِي هَذَا حَتَّى
أَمُوتَ أَوْ أَقْتَلَكُمْ فَيَوْمَئِذٍ ظَهَرَ الْإِسْلَامُ فِی بَنِي خُطَمَةَ وَكَانَ مِنْهُمْ رِجَالٌ يَسْتَحْفُونَ
بِالْإِسْلَامِ خَوْفًا مِنْ قَوْمِهِمْ . ذَكَرَهُ الْوَاقِدِيُّ ❶

حضرت عبداللہ بن حارث بن فضل رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ عصماء بنت مروان،
جو بنی امیہ بن زید خاندان سے تعلق رکھتی تھی اور یزید بن زید بن حصین غطمی کی بیوی تھی، یہ نبی اکرم ﷺ کو
ایذا پہنچاتی، اسلام پر عیب جوئی کرتی اور لوگوں کو نبی اکرم ﷺ کے خلاف ابھارتی۔ عمیر بن عدی غطمی رضی اللہ عنہ
کہتے ہیں ”جب اس عورت کے یہ اشعار اور نبی اکرم ﷺ کے خلاف ترغیب مجھ تک پہنچی تو میں نے نذرمان
لی کہ اے اللہ! اگر تو نے اپنے رسول ﷺ کو مدینہ لوٹا دیا تو میں اس عورت کو ضرور قتل کروں گا۔ اس روز
رسول اللہ ﷺ بدر میں تھے جب رسول اللہ ﷺ واپس آئے تو عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ رات کی تاریکی میں اس
کے گھر میں داخل ہو گئے۔ اس وقت اس کے ارد گرد اس کے بچے سوئے ہوئے تھے جن میں سے ایک کو وہ
اپنا دودھ پلا رہی تھی جب اس نے اپنے ہاتھ سے چھو کر دیکھا تو اس کو لگا کہ وہ بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔
حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے بچہ اس سے علیحدہ کیا اور تلو اس کے سینے پر رکھی اور اس کے پیٹ کے پار اتار دی۔
پھر وہاں سے نکلے اور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔ نبی اکرم ﷺ جب نماز سے فارغ
ہوئے اور عمیر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا تو فرمایا ”تو نے مروان کی بیٹی کو قتل کر دیا ہے؟“ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے



جواب دیا ”جی ہاں، اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔“ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کو ڈر محسوس ہوا کہ کہیں اس کے قتل کی وجہ سے اللہ کے رسول ناراض نہ ہوں۔ انہوں نے کہا ”اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا اس کا مجھ پر کوئی گناہ تو نہیں ہے؟“ آپ ﷺ نے فرمایا ”اس بارے میں کوئی دورائے نہیں۔“ میں نے رسول اللہ ﷺ کی زبان سے یہ محاورہ پہلی مرتبہ سنا تھا۔ عمیر کہتے ہیں: پھر نبی اکرم ﷺ اپنے ارد گرد بیٹھے ہوئے لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ”اگر تم کسی ایسے آدمی کو دیکھنا پسند کرو جس نے غیب میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نصرت کی ہے تو عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ کو دیکھ لو۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت سے واپس لوٹے تو اپنے بیٹوں کو لوگوں کی ایک جماعت کے ساتھ مل کر اسے دفن کرتے ہوئے پایا، جب ان لوگوں نے انہیں مدینہ کی جانب سے آتے ہوئے دیکھا تو ان کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا ”اے عمیر! کیا تم نے اسے قتل کیا ہے؟“ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ”ہاں! چاہو تو تم سب میرے خلاف تدبیر کر لو اور مجھے کوئی مہلت نہ دو۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر تم سب بھی وہی بات کہو جو اس نے کہی تھی تو میں تم سب کو اپنی تلوار سے قتل کر دوں گا یا خود مر جاؤں گا۔“ یہی وہ دن تھا کہ بنو خثعم قبیلے میں اسلام غالب ہوا، ورنہ ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو اپنی قوم کے ڈر سے اسلام کو چھپاتے تھے۔ واندی نے المغازی میں یہ واقعہ بیان کیا ہے۔

مسئلہ 183 رسول اللہ ﷺ کا مذاق اڑانے والوں پر دنیا اور آخرت، دونوں جگہ

اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور ان کے لئے جہنم میں رسوا کن عذاب ہوگا۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا

مُهِينًا ۝﴾ (57:33)

”جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں ان پر اللہ نے دنیا اور آخرت میں لعنت فرمائی

ہے اور ان کے لئے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 57)



تَفْهِيْمُ السُّنَّةِ

کے

مطبوعہ حمیر

- | | |
|---------------------|------------------------|
| ① توحید کے مسائل | ② اتباع سنت کے مسائل |
| ③ طہارت کے مسائل | ④ نماز کے مسائل |
| ⑤ جنازے کے مسائل | ⑥ درود شریف کے مسائل |
| ⑦ عساکر کے مسائل | ⑧ زکوٰۃ کے مسائل |
| ⑨ روزوں کے مسائل | ⑩ حج اور عمرہ کے مسائل |
| ⑪ بھاد کے مسائل | ⑫ نکاح کے مسائل |
| ⑬ طلاق کے مسائل | ⑭ جنت کا بیان |
| ⑮ جہنم کا بیان | ⑯ شفاعت کا بیان |
| ⑰ قبر کا بیان | ⑱ علامات قیامت کا بیان |
| ⑲ قیامت کا بیان | ⑳ دُوقی اور دُشمنی |
| ㉑ فضائل قرآن مجید | ㉒ تعلیمات قرآن مجید |
| ㉓ فضائل حرمہ ثلاثین | ㉔ حقوق حرمہ ثلاثین |

②۵ مساجد کا بیان (ریض)

حَدِیثِ پَبْلِکِشَنز

2- شیش محل روڈ، لاہور، پاکستان